عالمانہ ناصحانہ دلائل ومسائل سے مزین آسان اور عام فہم زبان میں خطبات کا خزینہ

خطباتِ رحیمی

﴿جلد دہم﴾

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطباتِ رحیمی (جلد دہم) جدید ایڈیشن
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
سن اشاعت	:	۲۰۰۹ء، ۲۰۱۲ء
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	ڈھائی ہزار
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	انتساب	10
2	اظہارِ تشکر	11
3	تأثرات	12
4	پیش لفظ	14
5	**قرآن کریم سے غفلت**	15
	ماضی قریب کی باتیں	16
	روحِ بلالی نہ رہی	17
	قرآن عمل کے لئے ہے دم کے لئے نہیں	18
	باپ سے سوال ہوگا	19
	دنیا کی قیمت مچھر کے برابر نہیں	20
	ایمان سے بہادری پیدا ہوتی ہے	21
6	**قربِ قیامت اور فتنۂ دجال**	22
	حضور اکرم ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا	25
	دجال کتنے دن زمین پر رہے گا	26
	کافر کانا دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکتا	28
	دجال کے قتل کے بعد یاجوج و ماجوج کی ہلاکت	29

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	حضرت عیسیٰ و مہدی کے زمانہ میں مکمل امن وامان ہوگا	30
	حضرت عیسیٰ وفات اور روضۂ اقدس میں تدفین	32
	علم وقلم اور قوت وفکر وعمل	34
	انسان کو بہتر سیرت پیدا کیا	35
	علم وقلم بڑی طاقت ہیں	36
	علم وقلم کے ساتھ عمل ضروری	37
	ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں کی خوبی	38
7	**حج کا طریقہ اور اس کی فضیلت**	41
	حج کی فرضیت	42
	حج کی فضیلت	43
	عمرہ	43
	شرائط فرضیت حج	43
	اقسام حج	43
	اعمال حج	44
	ممنوعاتِ حج	44
	حج تمتع کا طریقہ	45
	مکہ مکرمہ میں داخلہ	45
	سعی کیسے کریں؟	47
	مزدلفہ کا قیام	47
	منیٰ کو روانگی	48
	قربانی	48
	حلق یا قصر کرنا	49

	طوافِ زیارت	49
	رمی	49
	طوافِ وداع	50
	مقامِ قبولیت دعا	50
8	**علم مسلمان کی میراث ہے**	52
	انسان کو اپنی عبادت کے لئے تخلیق فرمایا	54
	انسان سے قبل دنیا میں جنات آباد تھے	55
	انسان کو اللہ نے خلیفہ بنادیا	56
	زمین کا وراث کون ہے	57
	اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں	58
9	**غیروں کی مشابہت اختیار مت کرو**	61
	عید کے دن غیر مسلموں کی حرص	65
	ایک عالم دین کا واقعہ	66
10	**فتنۂ یاجوج وماجوج اور سدذوالقرنین**	70
	سدذوالقرنین اور حضور ﷺ کا خواب	71
	یاجوج وماجوج کی تعداد	72
	روایات واحادیث کی روشنی میں یاجوج وماجوج کا خلاصہ	73
	یاجوج وماجوج ہرروز سدذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں	75
	یاجوج وماجوج کو دعوت پہونچ چکی ہے	75
	ذوالقرنین یاجوج وماجوج تک کیسے پہونچے	77
	ذوالقرنین کا زمانہ	78
	ذوالقرنین کی واضح تبلیغ	79

	مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی تحقیق	80
	توراۃ وبنی اسرائیل کی پیشین گوئی اور قرآنی شواہد	80
	یاجوج وماجوج کے بائیس قبائل ہیں	81
	ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کہاں ہے	84
	حضرت علامہ انورکشمیری کی تحقیق اور خلاصہ	85
11	**محرم الحرام کے فضائل اور اعمال**	86
	حرمت والا مہینہ	87
	عاشورہ کا روزہ	87
	یومِ عاشورہ ایک مقدس دن ہے	88
	اس دن کی فضیلت کی وجوہات	89
	حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات ملی	89
	یہودیوں کی مشابہت سے بچیں	90
	اس روز سنت والے کام کریں	90
	ایک کے بجائے دوروزے رکھیں	91
	غیروں کی مشابہت درست نہیں	91
	غیروں کی تقلید نہ کریں	92
	عاشورہ کی فضیلت	93
	فضولیات سے بچو	93
12	**اولاد کے حقوق والدین پر**	96
	آپ ﷺ کا صبر وتحمل	98
	تکبر کا انجام	99
	علم ہی سے ترقی ممکن ہے	100

	اولاد کے حقوق کا خیال نہیں	101
13	اسوۂ رسول ﷺ انسانیت کا بہترین نمونہ ہے	104
	بصرہ کے محلات کیوں روشن ہوئے	105
	شام برکت والی زمین	106
	میراث کا تعلق عمل سے ہے	107
	زبان کی حفاظت کیجئے	109
	زبان تلوار بھی ہے	111
	زبان کو قابو میں رکھو	111
	زبان جنت کا ذریعہ	113
	چغل خوری کا انجام	113
	خون کی ندیاں بہہ گئیں	115
14	مسلمانو! اپنے معاشرہ کو اسلامی بناؤ	117
	نیکی وبدی کا اجر دنیا وآخرت میں	118
	دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت	120
	اپنی عفت وعصمت کو داغدار نہ کرو	121
	احکام اسلام کی مکمل پابندی کریں	122
	مسلم معاشرہ کی تباہی	123
15	سفر ہجرت میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات	125
	ام معبد کے خیمہ میں حضور اکرم ﷺ کا معجزہ	127
	عمیر جب غلام رسول ﷺ بنے	130
16	مکہ معظّمہ اور بیت اللہ شریف کی عظمت وفضیلت	133
	بیت اللہ کی تعمیر کی سعادت	134

	اللہ تعالیٰ نے زمزم کا چشمہ جاری کر دیا	136
	بلد الامین کی بزرگی اور عظمت	137
	مکہ میں مشرکین کا داخلہ بند	138
	بیت اللہ دنیا میں سب سے پہلا گھر	139
	بیت اللہ جائے امن	140
	بیت اللہ رحمت نزولِ الٰہی کا مرکز	142
	بیت اللہ شریف میں ایک نماز کا ثواب	142
	دنیا کی بقا وفناء بیت اللہ کے وجود پر موقوف ہے	143
17	اسلام میں مکمل داخل ہونے کا مطلب	145
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان والوں کو خطاب	146
	حضرت علی کا ایک واقعہ	148
	ایک عابد کا واقعہ	149
	حضور ﷺ کا فرمان	150
	حضرت علی کا نکاح	151
	دوصحابیوں کا واقعہ	152
	خطیب الاسلام کا واقعہ	153
	بزرگانِ دین کیسے بن سکتے ہیں	154
	ایک قبیح بدعت	154
18	اولاد کی تربیت	157
	حضرت یعقوب کی بیٹوں کو نصیحت	158
	ایک غریب متقی لڑکی	160
	عمر بن عبدالعزیز کی نانی	161

	حضرت عمر کی ایک باپ اور بیٹے کو نصیحت	162
	نام کے اثرات زندگی بھر	163
	بایزید بسطامی کا واقعہ	164
	امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت	167
	امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت	168
	امت محمدیہ ﷺ پر فضل خداوندی	169
	حضور اکرم ﷺ نے امت کے لئے دعا فرمائی	169
	حضور اکرم ﷺ سے اللہ کا وعدہ	170
	حضور اکرم ﷺ کی ایک امتی پر شفقت	170
	ام المومنین حضرت عائشہؓ رونے لگیں	171
	لیلیٰ نے مجنوں کا امتحان لیا	172
	صحابہ کیسے حضور ﷺ کی اطاعت کرتے تھے	173
	حضرت عمر کا صاف جواب	174
	مسلمان دنیا میں ڈیڑھ ارب ہیں	175
	ایک چھوٹی سی سنت کا بڑا فائدہ	173
19	انسان اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے	178
	صحبت کا اثر	180
	غیر مسلموں کی صحبت	181
	حضرت ابراہیم کی بصیرت	182

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات رحیمی کی جلد دہم کا

انتساب

والد بزرگوار حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کے اساتذۂ کرام حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی ومہتمم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ شریف ۔ حضرت مولانا شیخ وسیم احمد صاحب قاسمی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ شریف ۔ حضرت مولانا الحاج رفیق احمد صاحب قاسمی چرتھاولی حفظہ اللہ سابق مہتمم مدرسہ کاشف العلوم چرتھاول اور حضرت الحاج ماسٹر جمیل احمد صاحب مدظلہ استاد جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ شریف کے نام معنون کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔

آمین ثم آمین !

طالب دعا

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور جنوبی ہند

۲۰/مارچ ۲۰۱۲ء

اظہارِ تشکر

بحمد اللہ تعالیٰ خطبات رحیمی کی دسویں جلد بھی طبع ہوکر قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ کو ایسے علمی اور اصلاحی کام کی توفیق نصیب ہوئی سرور کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ اور میرے اساتذہ کرام کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ والد بزرگوار حضرت حبیب الامت عمت فیوضہم کے خطبات رحیمی کی ترتیب کا فریضہ انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اور جن حضرات نے اس میں مشاورتی تعاون فرمایا ہے ان کو بھی بھرپور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

خطبات رحیمی کو خواص وعوام کے لئے نافع بنا کر ہم سبھوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین

والسلام

خادم

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور، کرناٹک

۲۰؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز چہارشنبہ

تأثرات

محترم المقام عالی جناب حضرت مولانا محمد الطاف عزیز قاسمی صاحب مدظلہ العالی

امام وخطیب مسجد سبحانی اپ نگر بنگلور   خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس دور میں امتِ محمدیہ کی اصلاح حال کے لئے علماء کرام اور خطباء حضرات اور مشائخ عظام موجود ہیں۔ اور اپنی کاوشوں کو روبہ عمل لاتے ہوئے تقریر سے تحریر سے اور تصنیف وتالیف سے قرآن وحدیث کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

ایسے محترم اور یگانۂ روزگار اشخاص میں حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ (پرنامبٹ تمل ناڈو) وصدر آل انڈیا انجمن مدارس کا نام نامی اسم گرامی بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ ہمہ جہتی خدمات میں مصروف ہیں۔ مدارس اور اسکولس کی سرپرستی کے ساتھ، کامیاب مطب (رحیمی شفاخانہ بنگلور) کے ذریعہ ہزاروں افراد کی جسمانی صحت اور عقائد کی اصلاح کے عظیم کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اور ہزاروں مریدین ومتوسلین کو راہِ سلوک کے ذریعہ تعلق مع اللہ قائم کرانے میں مصروف ہیں نیز قوم وملت اور ملک کی خوشحالی کے لئے صحافتی میدان میں ماہنامہ

نقوشِ عالم بنگلور سے قومی مسائل پر اظہار خیال فرماتے رہتے ہیں۔آپ رحیمی شفاخانہ میں آنے والے غیر مسلم بھائیوں کو وحدانیت کا درس اور اسلام کی خوبی کو سائنٹفک انداز میں پیش کرتے ہیں۔اس طرح جسمانی علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی ہوجاتا ہے۔

میں حضرت مولانا رحیمی حفظہ اللہ کے پاس جب بھی آیا ان کو کسی نہ کسی کام میں منہمک پایا۔کبھی فرصت سے بیٹھے ان کو نہ دیکھ سکا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کو قلیل عرصہ میں بین الاقوامی طور پر ایک مقام حاصل ہے۔علماء کی کثیر تعداد آپ سے اصلاح کے لئے رجوع ہے۔یہ عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے۔میں خطبات رحیمی کی دسویں جلد کی اشاعت پر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کو مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت والا کے یہ خطبات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل کرکے خواص وعوام کے لئے نافع ہوں اور امت کا ایک بڑا طبقہ اس سے مستفیض ہو۔آمین ثم آمین!

خاکپائے آستانہ حاذق الامتؒ
محمد الطاف عزیز قاسمی
امام وخطیب مسجد سبحانی اپ نگر، بنگلور

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی شُکْرِہٖ وَاِحْسَانِہٖ

ہم نے اپنے اکابر اور مشائخ سے بار بار سنا ہے اور خصوصاً حضرت حاذق الامت مولانا شاہ حکیم زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ، خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی فرمایا کرتے تھے۔انسان میں جو اچھی صفات ہیں، یا جو کمالات ہیں وہ محض فضلِ خداوندی سے ہیں۔اس میں انسان کا اپنا کوئی اختیار اور کوئی کمال نہیں ہے۔حضرت والا یہ بھی ارشاد فرماتے کہ اچھے کام کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔اس لئے مجھے بخوبی ادراک ہے کہ اس حقیر وفقیر سے جو بھی نیک عمل صادر ہوتا ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے۔یہ میرے استاتذہ کرام اور پیرومرشد، اور والدین کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ خطبات رحیمی کی پانچویں جلد شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ان خطبات میں قرآن وسنت کی روشنی میں بطورِ اصلاح جو بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ اس پر مجھے بھی اور قارئین کرام کو بھی عمل کی توفیق بخشے۔میں بصمیمِ قلب عالی جناب حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہٗ مالک مکتبہ طیبہ دیوبند کا ممنون ومشکور ہوں کہ موصوف نے ان خطبات کی اشاعت میں مخلصانہ تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین ثم آمین!

خاکپائے آستانہ حضرت حاذق الامتؒ
محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی
خانقاہِ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ بنگلور

قرآن کریم سے غفلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعد! فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات کشمکشِ انقلاب

بزرگانِ محترم، نوجوانانِ اسلام، عزیز طلبہ!

مسلمان قرآن مجید سے وابستہ ہے اگر مسلمان اپنا رشتہ اس مقدس کتاب سے توڑ لیتا ہے اور کلامِ الٰہی سے لاپرواہی کرتا ہے تو مسلمان بے حیثیت ہو جاتا ہے۔ مسلمان کی قدر و قیمت قرآن سے ہے اگر اس کی زندگی سے قرآن نکل جائے تو پھر چلتا پھرتا ہڈی گوشت اور خون کا مرکب ہے قرآن ہی وہ مقدس کتاب ہے جس کو

اللہ رب العزت نے اپنا کلام اور اپنی بات سے موسوم فرمایا ہے قرآن گویا اللہ تعالیٰ کا ایک خط اور پیغام ہے اور پوری دنیا کے انسانوں کے لئے ایک نظام حیات ہے قرآن کریم ہی ایمان والوں کی زندگی کا خزانہ ہے جب تک مسلمان اس سے وابستہ رہا ساری دنیا میں وہ سربلند رہا اور جب اس سے لاپرواہی کی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی نظریں اس قوم سے پھیر لی۔ ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر

ایک زمانہ ایسا تھا کہ صبح میں مسلمانوں کی گلیوں سے گزر ہوتا تو عورتوں مردوں اور بچوں کے قرآن پڑھنے کی آواز گلیوں میں سنی جاتی تھی، ایک عجیب وغریب سماں ہوا کرتا تھا عورتیں صبح میں اٹھتیں، وضو بنا کر نماز پڑھتی اور نماز کے بعد سب سے پہلا کام گھر کی عورتوں کا ہوتا کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھیں، گھر کی عورت نیک ہوتی ہے تو بچے نیک ہوتے ہیں، گھر کی عورت نمازی ہوتی ہے تو سارا گھر نمازی بن جاتا ہے گھر کی عورت متقی اور پرہیزگار ہوتی ہے تو پورے گھر والوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو جاتی ہے۔

ماضی قریب کی باتیں

بہت زیادہ دن نہیں گزرے ہیں بہت قریب کے حالات ہیں اب سے چالیس پچاس سال پہلے کی باتیں ہیں، مسلمانوں کے گھروں پر چاہے ٹاٹ ہی کا ہو، پردہ ضرور ہوتا تھا، آج مسلمانوں کے دروازوں سے پردے ہٹے اس کے بعد مسلم عورتوں کے نقاب ہٹے، اور پھر ماؤں کو دیکھ کر بیٹیوں نے اپنے سروں سے اوڑھنیاں اتار دیں دوپٹے اتار دیئے دیکھئے پوری دنیا میں کیا حشر ہو رہا ہے؟ مائیں جب بگڑتی

ہیں تو بیٹیوں میں سب سے پہلے بگاڑ پیدا ہوتا ہے ماں نمازی ہے، بیٹی بھی نمازی بنے گی، ماں اگر قرآن پڑھنے والی ہے تو بیٹی بھی قرآن پڑھے گی ماں اگر پکچر دیکھتی ہے تو گھر کے بچے بھی پکچر دیکھیں گے، ہر چھوٹا اپنے بڑوں کی نقل کیا کرتا ہے ایک زمانہ وہ تھا جب مسلمان عورتوں کو اسلامی تاریخ کے بہت سے واقعات معلوم تھے وہ اپنے بچوں کو رات میں اپنے پاس بستر پر لٹا کر صحابۂ کرام کی سیرت اور ان کی زندگی کے اہم واقعات سنایا کرتی تھیں، اسلام کے جانبازوں اور بہادروں نے کس طرح دنیا میں اسلام کا سر بلند کیا اور کسی طرح سے انہوں نے داد شجاعت حاصل کیں اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارک آپ ﷺ کی مبارک زندگی کے اہم پہلو، معروف واقعات بچوں کو سنایا کرتی تھیں۔

لیکن دوستو! آج ہمارے کلچر سے وہ ساری تہذیب غائب ہو چکی ہیں آج ہمارے پاس اول تو اولاد کے سنبھالنے اور اس کی تربیت کے لیے وقت نہیں تھوڑا وقت بھی ملتا ہے تو وہ بھی لغو اور بے کار قسم کی باتوں میں گزر جاتا ہے۔ پہلے اللہ والوں کی باتیں اولیاء کی داستانیں، سنائی جاتی تھی اور آج کتے بلی، جادوگروں کی باتیں ہمارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں، بڑا فرق ہو گیا ہے، کہنے کو ہم آج بھی مسلمان ہیں اور اس دور میں بھی مسلمان تھے۔

روحِ بلالی نہ رہی

دوستو! اذان تو وہی ہے جو پہلے دی جارہی تھی، لیکن روح بلالی ہماری ان اذانوں میں نہیں ہے، نام تو وہی ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے رکھے تھے اور ہم نے بھی وہی نام اپنے بچوں کے رکھے ہیں لیکن ایمان کی وہ چنگاری ایمان کی وہ حلاوت، چاشنی اور ایمان کی وہ طاقت آج ہم میں نہیں ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ باتیں

ہمارے حلق تک ہیں قلب تک نہیں، جہاں مفاد کی بات آتی ہے ایمان کو ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے، نفع آتا ہے وہاں اسلام کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، حرام وحلال کی تمیز مٹ چکی ہے، اور شک وشبہ کا کھانا کھانے میں کوئی کراہیت محسوس نہیں ہوتی، پیسہ آجائے کہیں سے بھی آئے، کام چلے، ایمان رہے یا نہ رہے جب قوم کا یہ حال ہوگا، ظاہر ہے کہ ایمان خود بخود ضعیف ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم لوگ اس بات کا رونا روتے ہیں کہ ہماری کمائیوں میں برکت نہیں ہے، بیوی بیمار رہتی ہے، بچے بیمار رہتے ہیں، پڑوسی ہمکو ستارہا ہے، جہاں نوکری کرتے ہیں وہاں ہمارے ساتھ سلوک صحیح نہیں ہے، جو کچھ کماتے ہیں مقدمے میں چلا جاتا ہے یا اور کسی واہی تباہی میں چلا جاتا ہے، دوستو! حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ شک وشبہ کا مال اور وہ مال جو ناجائز ہوتا ہے بیماریوں میں مقدمات میں، چوریوں میں چلا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ سے شیطان نے کہا تھا، یا رسول اللہ ﷺ لوگ اگر حرام کمانا چھوڑ دیں تو میں بھوکا مرجاؤں، وہ لوگ جو حرام کماتے ہیں، میرے دوست ہیں، میں ان ہی کے گھر میں کھاتا ہوں، ان ہی کے ہاتھ سے کھاتا ہوں، ان ہی کے گھر میں سوتا ہوں مسلمانوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔

قرآن عمل کے لئے ہے دم کے لئے نہیں

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ، کھاؤ اور پیوتم اللہ کے پاک اور حلال دئے ہوئے رزق میں سے، اور اس کا شکر ادا کرو معلوم ہوا کہ حلال کمانا اور کھانا عبادت ہے جب آدمی حلال کمانے کے لئے اپنے کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بندے پر رحم آتا ہے، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو بندہ اپنے اہل وعیال کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اس بندے کو

پسند کرتے ہیں اور جو بندہ اپنی مکاری اور عیاری سے شیطان کے بتائے ہوئے راستوں سے کماتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں بہت عقل مند ہوں ، اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو پسند نہیں فرماتے حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو تاجر سچی قسم کھاتا ہے اس کے مال کی برکت ختم ہو جاتی ہے، ہم لوگ صبح سے شام تک مختلف اعمال کرتے ہیں اندازہ لگائیں کہ ہمارے حالات کیسے ہیں۔ دوستو! ہماری اپنی زندگی میں قرآن نہیں اور قرآن پر عمل نہیں تو پھر ہماری زندگی بیکار ہے مسلمان کا قرآن سے وابستہ ہونا لازم ہے۔ آج ہمارے گھروں کا ماحول بدل چکا ہے، قرآن کو گھر میں برکت کے لیے رکھا جاتا ہے یا کوئی بچہ بیمار ہو جائے تو کوئی سورۃ پڑھ کر اس پر دم کی جاتی ہے حالانکہ قرآن عمل کیلئے آیا تھا ، دم کرنے کیلئے نہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ ہمارے بزرگوں میں سے گذرے ہیں، فرماتے ہیں کہ جب جنت میں حور میرے سامنے آئے گی۔ تو میں کہوں گا کہ قرآن سننا ہے تو سنو ورنہ جاؤ اور یہ بھی کہوں گا قرآن تم سے پڑھنا آتا ہے تو سناؤ میں سنوں گا، قرآن کی تلاوت کرتی ہے تو تیری قیمت ہے اے حور اور اگر قرآن نہیں آتا تو تیری کوئی قیمت نہیں، اللہ اکبر، یہ ہے ہمارے بزرگوں کی بات، اللہ والوں کی بات۔

باپ سے سوال ہوگا؟

آج بیٹی کھانا پکانے میں فرسٹ۔ ڈیزائن میں فرسٹ، قرآن پڑھنا آئے یا نہ آئے اس کی ضرورت نہیں، کھانا پکانا آجائے، بہترین لباس پہننا آجائے، کل قیامت کے دن باپ کو کوڑے لگائے جائیں گے، اور پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی بچی کی پرورش کی تھی لیکن اس کو دین نہیں سکھایا، دنیا کا کوئی کتنا بڑا آدمی ہو، گورنر اور وزیر ہو، اگر اس کی اولاد قرآن وسنت کا علم حاصل نہیں کر رہی ہے تو ہماری ماؤں اور

بہنوں کو توجہ دینا ہے کہ ہم اپنی بچیوں کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سید الطائفہ، بڑے اللہ والے تھے، ایسے اللہ والے کہ کھڑے ہو کر اندھیرے میں درود شریف پڑھتے تو روشنی چاروں طرف سے عود کر آجاتی، ابھی قریب کے بزرگ ہیں، ہندوستان سے ہجرت کی مکہ چلے گئے، مہاجر مکی کہلاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تو میں قبر میں بھی قرآن شریف پڑھوں گا، قبر میں بھی قرآن کی تلاوت کروں گا، جیسا کہ حضرت رابعہ بصریہ کے تعلق سے آتا ہے وہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ نے موقع دیا تو میں قبر میں بھی نماز پڑھوں گی، لحد بند کرتے وقت پتھر ہٹ گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے رابعہ بصریہ کی قبر کو بہت کشادہ کر دیا ہے اور رابعہ بصریہ اس میں کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی ہیں، اللہ اکبر۔

دنیا کی قیمت مچھر کے برابر بھی نہیں!

اللہ سے جیسا مانگو گے، اللہ تعالیٰ ویسا ہی دیں گے، آج ہم دنیا طلب کرتے ہیں دنیا ملتی ہے لیکن دوستو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب اس دنیا کی قیمت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی اس دنیا میں سے ایک گھونٹ پانی کا فر و مشرک کو نہ دیتا، اللہ تعالیٰ کے یہاں قیمت ہے ایمان والوں کی اور ایمانی زندگی کی دوستو! آج آپ دیکھئے، ہمیں رونا تو آتا ہے، چیخنا اور چلانا تو آتا ہے شکایتیں کرنی تو آتی ہیں، ساری دنیا میں ہم پر وبال آیا ہوا ہے۔ لوگ ہمیں لقمہ تر سمجھ کر نگل رہے ہیں دنیا کا کوئی ملک ایسا باقی نہیں کوئی خطہ باقی نہیں، جہاں پر مسلمانوں کو نوالہ نہ بنایا جا رہا ہو لیکن ہم نے اپنے آپ کو کبھی بدلنے کی کوشش کی؟ ہمارا حال تو یہ ہی کہ ہماری دشمنی تو دشمنی ہے لیکن ہماری دوستی؟ ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمانوں کا ہر عمل اللہ کے لیے ہوتا تھا،

دوستی بھی اللہ کے لیے، دشمنی بھی اللہ کے لیے، تعلق اللہ کے لیے کھانا پینا اللہ کے لیے پھر اللہ تعالیٰ ان بندوں کی حفاظت بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

ایمان سے بہادری پیدا ہوتی ہے

حضور ﷺ کے ایک صحابی، دس ہزار مجاہدین کو لے کر ڈیڑھ لاکھ کفار و مشرکین کی فوج میں گھس گئے۔ دو لاکھ فوج کفار و مشرکین کی ہے اور دس ہزار فوج مسلمانوں کی، تاریخ میں ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی تھی، اور ایک ایک تلوار سے دس دس آدمی قتل ہو رہے تھے جب شام کو معرکہ ختم ہوا تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار کفار مشرکین قتل ہو کر جہنم رسید ہو گئے، یہ ان کی روحانی ایمانی قوت تھی اور آج کا دور ایسا ہے دوستوؔ جب معاملہ آتا ہے تو خواص ہی پیچھے جا کر چھپتے ہیں عام مسلمانوں کی بات کیا ہے، میں نکیر نہیں کر رہا ہوں، لیکن جب ایمان کمزور ہوتا ہے تو بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور جب ایمان مضبوط ہوتا ہے تو شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ دوستو! ضرورت ہے یہ اپنے آپ کو قرآن سے وابستہ کرلیں اور اپنی زندگیوں کو قرآن مقدس کے سانچے میں ڈھال لیں اور ہم اپنی آنیوالی نسلوں کو یہ بتا دیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ایسے بندے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَ اَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ، یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَیُقۡتَلُوۡنَ وَعۡداً عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰاۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ وَالۡقُرۡآنِ.

بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے مسلمانوں کے جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں جنھوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو پیش کر دیا اور وقت آیا تو شہید بھی ہو گئے، اور دشمن کو قتل بھی کیا۔ اسلام یہ دعوت نہیں دیتا

کہ آپ بلا وجہ دوسروں کو مارتے پھریں ایسا نہیں ہے، ایمان میں قوت ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مسلمان کو نہیں ڈرا سکتی۔ ابو بکر کتانیؒ بزرگ تھے، کوئی صاحب ملنے کے لیے گئے تو ان کی بیوی نے کہا ابو بکر کتانی تو جنگل میں گئے ہیں ابھی لکڑیاں چن کر لائیں گے یہ شخص جنگل کی طرف چلا گیا راستہ پوچھتا پوچھتا، تو دیکھا لکڑی کا گٹھڑ شیر کی کمر پر لدا ہوا ہے اور بڑے میاں شیر کا کان پکڑ کر لا رہے ہیں تو اس نے پہچان لیا کہ یہی حضرت ابو بکر کتانی ہیں۔ کہا کہ حضرت! شیر آپ کے تابع ہو گیا، آپ اس سے ڈرتے نہیں؟ فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلیا ہے، میرے دل میں اللہ کا خوف ہوا، دنیا کی ساری چیزیں مجھ سے ڈرنے لگیں۔ دوستو! ہمیں اپنی زندگی بدلنے کی ضرورت ہے ہم حقیقت سے کبھی منہ نہیں موڑ سکتے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کے لائے ہوئے پیغام پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

قرب قیامت اور فتنۂ دجّال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا اِمروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی
حیات شعلہ مزاج وغیور وشور انگیز
سرشت اس کی ہے مشکل کشی، جفا طلبی

معززحاضرینِ جلسہ، بزرگواور بھائیو!

آج کے اِس عظیم الشان جلسہ گاہ میں ’’قرب قیامت اور فتنۂ دجّال‘‘ کے اہم عنوان سے کچھ ضروری باتیں عرض کرتا ہوں۔ دوستو! قیامت کب قائم ہوگی اِس کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: **ما المسئول عنها با علم من السائلي عني**: ’’جس سے پوچھا جارہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا‘‘۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ یعنی ’’اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے‘‘۔ البتہ حضور ﷺ نے اِس کی نشانیاں بیان فرمادی ہیں۔ اس وقت مجھے ان نشانیوں اور علامتوں کو بیان کرنا ہے جو قیامت کے قریب رونما ہوں گی۔ مثلاً زمین سے جانور کا نکل کر لوگوں سے باتیں کرنا، جیسا کہ آیت کریمہ ’’وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ وَاخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لاَ يُوْقِنُوْنَ. اور جب بات ان پر ثابت ہوچکی تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا جو ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اِسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال و یاجوج ماجوج وغیرہ کا ظہور سب قرب قیامت میں ہوگا۔ ان تمام میں سب سے خطرناک فتنہ دجّال ہے۔ جتنے بھی نبی تشریف لائے ہر ایک نے اپنی امت کو اِس کے فتنہ سے ڈرایا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس کی داہنی آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی اور بائیں آنکھ انگور کے مانند ابھری ہوئی ہوگی، بال بڑے ہی گھنگھریالے ہوں گے، انتہائی بدشکل ہوگا، اس کی ہر چیز اس بات پر دلالت کررہی ہوگی کہ یہ خدا نہیں ہیجتی اس کا گدھا بھی اس سے خوبصورت ہوگا جس پر سوار ہوکر چالیس دن میں تقریباً پوری دنیا کی سیر کرلے گا، سارے یہودی اس کے گرویدہ ہوجائیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو غیر معمولی

اختیارات بھی دے دیں گے۔ زمین سے خزانے نکال دے گا، بارش برسائیگا اور کوئی شخص اس کو قتل کرنے کی طاقت وقدرت نہیں رکھے گا، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پوری دنیا میں فساد برپا کرے گا، جنت و دوزخ وہ اپنے ساتھ لیے پھرے گا، اپنے معتقدین کو جنت میں اور غیر معتقدین کو جہنم میں ڈالے گا، لیکن درحقیقت وہ اِس کا اُلٹا ہوگا، جس کو جنت میں ڈالے گا وہ جہنمی ہوگا اور جس کو جہنم میں ڈالے گا وہ جنتی ہوگا، اس کے فتنہ سے وہی شخص بچ سکے گا جس کے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے دجّال کا ذکر فرمایا

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کے وقت دجّال کا تذکرہ فرمایا اور تذکرہ فرماتے ہوئے بعض باتیں اُس کے متعلق ایسی فرمائیں کہ جن سے اُس کا حقیر وذلیل ہونا معلوم ہوتا تھا (مثلاً یہ کہ وہ کانا ہے) اور بعض باتیں اُس کے متعلق ایسی فرمائیں کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کا فتنہ سخت اور عظیم ہے (مثلاً جنت ودوزخ کا اُس کے ساتھ ہونا اور دوسرے خوارقِ عادات) آپ کے بیان سے (ہم پر ایسا خوف طاری ہوا کہ) گویا دجّال کھجوروں کے جھنڈ میں ہے (یعنی قریب ہی موجود ہے)، جب ہم شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمارے قلبی تاثرات کو بھانپ لیا اور پوچھا کہ تم نے کیا سمجھا؟ ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا اور بعض باتیں اس کے متعلق ایسی فرمائیں جن سے اس کا معاملہ حقیر اور آسان معلوم ہوتا تھا، اور بعض باتیں ایسی فرمائیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بڑی قوت ہوگی اس کا فتنہ بڑا عظیم ہے، ہمیں تو ایسا محسوس ہونے لگا کہ ہمارے قریب ہی وہ کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، تمہارے بارے میں جن

فتنوں کا مجھے خوف ہے ان میں دجال کی بہ نسبت دوسرے فتنے زیادہ قابلِ خوف ہیں، (یعنی دجّال کا فتنہ اتنا عظیم نہیں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے) اگر میری موجودگی میں وہ نکلا تو میں اس کا مقابلہ خود کروں گا، (تمہیں اِس کی فکر کی ضرورت نہیں) اور اگر وہ میرے بعد آیا تو ہر شخص اپنی ہمت کے موافق اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کرے گا، حق تعالیٰ میری غیر موجودگی میں ہر مسلمان کا ناصر اور مددگار رہے، (اس کی علامت یہ ہے) کہ وہ نوجوان سخت پیچدار بالوں والا ہے، اس کی ایک آنکھ اوپر کو اُبھری ہوئی ہے، (اور دوسری آنکھ سے کانا ہے، جیسا کہ دوسری روایات میں ہے) اور اگر میں (اس کی قبیح صورت میں) اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دے سکتا ہوں تو وہ عبدالعزّیٰ بن قطن ہے (یہ زمانۂ جاہلیت میں بنوخزاعہ قبیلہ کا ایک بدشکل شخص تھا) اگر تم میں سے کسی مسلمان کا دجّال کے ساتھ سامنا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے، (اس سے دجّال کے فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا)، دجّال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور ہر طرف فساد مچائے گا، اے اللہ کے بندو! اس کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا۔

دجال کتنے دن زمین پر رہے گا

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین پر کتنی مدّت رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ چالیس دن رہے گا، لیکن پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، اور دوسرا دن ایک ماہ کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے، ہم نے عرض کیا یا رسول ﷺ اللہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، کیا ہم اِس میں صرف ایک دن کی (پانچ نمازیں) پڑھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ وقت کا اندازہ کر کے پورے سال کی نمازیں ادا کرنا ہوں گی، پھر

ہم نے عرض کیا یارسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ وہ زمین میں کس قدر سرعت کے ساتھ سفر کرے گا فرمایا اس ابر کے مانند تیز چلے گا جس کے پیچھے موافق ہوا لگی ہوئی ہو، پس دجّال کسی قوم کے پاس سے گذرے گا ان کو اپنے باطل عقائد کی دعوت دے گا، وہ اس پر ایمان لائیں گے تو وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگیں گے، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سرسبز وشاداب ہو جائے گی، (اور ان کے مویشی اس میں چریں گے) اور شام کو جب واپس آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے کی بہ نسبت بہت اونچے ہوں گے اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کی کوکھیں پُر ہوں گی۔ پھر دجّال کسی دوسری قوم کے پاس سے گذرے گا اور ان کو بھی اپنے کفر وضلالت کی دعوت دے گا، لیکن وہ اس کی باتوں کو رد کر دیں گے، وہ ان سے مایوس ہو کر چلا جائے گا تو یہ مسلمان لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے پاس کچھ مال نہ رہے گا اور ویران زمین کے پاس سے اس کا گذر ہوگا، تو وہ اس کو خطاب کرے گا کہ اپنے خزانوں کو باہر لے آ، چنانچہ زمین کے خزانے اس کے پیچھے پیچھے ہولیں گے، جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے ہو لیتی ہیں، پھر دجّال ایک آدمی کو بلائے گا، جس کا شباب پورے زوروں پر ہوگا، اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑے اس قدر فاصلہ پر کر دیے جائیں گے جس قدر تیر مارنے والے اور نشانہ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے، پھر وہ اس کو بلائے گا، وہ (زندہ ہو کر) دجّال کی طرف اِس فعل پر ہنستا ہوا روشن چہرے کے ساتھ آجائے گا، دریں اثناء حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے، چنانچہ وہ دو رنگ دار چادریں پہنے ہوئے جامع دمشق کی مشرقی جانب کے سفید مینارہ پر اس طرح نزول فرمائیں گے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو فرشتوں کے پردوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، جب اپنے سر مبارک کو نیچے کریں گے تو اس سے

پانی کے قطرات جھڑیں گے (جیسے کوئی ابھی غسل کر کے آیا ہو) اور جب سر کو اوپر کریں گے تو اس وقت بھی پانی کے متفرق قطرات جو موتیوں کی طرح صاف ہوں گے گریں گے، جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ وہیں مر جائے گا، اور آپ کا سانس اس قدر دور پہنچے گا، جس قدر دور آپ کی نگاہ جائے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو تلاش کریں گے، یہاں تک کہ آپ اُسے بابُ اللُّدّ پر جا پکڑیں گے (یہ بستی اب بھی بیت المقدس کے قریب اسی نام سے موجود ہے) وہاں اس کو قتل کر دیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے، اور (بطورِ شفقت کے) ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں اعلیٰ درجات کی ان کو خوش خبری سنائیں گے۔

کافر کانا دجّال مدینہ منوّرہ میں داخل نہیں ہوسکتا

دجّال کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ دجّال مدینہ منوّرہ سے دور رہے گا اور مدینہ کے راستوں پر بھی اس کا آنا ممکن نہ ہوگا، مدینہ کے قریب ایک شور زمین کی طرف آئے گا، اس وقت ایک آدمی دجّال کے پاس آئے گا اور وہ آدمی اس وقت کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا اور اس کو خطاب کر کے کہے گا کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو وہی دجّال ہے جس کی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی، (یہ سن کر) دجّال کہے گا، لوگو! مجھے یہ بتلاؤ کہ اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں اور پھر اسے زندہ کر دوں تو میرے خدا ہونے میں شک کرو گے؟ وہ جواب دیں گے، نہیں،

چنانچہ وہ اس آدمی کو قتل کرے گا اور پھر اس کو زندہ کر دے گا، تو وہ دجّال کو کہے گا کہ اب مجھے تیرے دجّال ہونے کا پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا ہے۔ دجّال اس کو دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ کرے گا، لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔ (صحیح مسلم)

دجّال کے قتل کے بعد یاجوج ماجوج کی ہلاکت

معارف القرآن جلد پنجم میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ دجّال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ میں اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو نکالوں گا جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں۔آپ مسلمانوں کو جمع کر کے کوہِ طور پر چلے جائیں (چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے) اور حق تعالیٰ یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے تو وہ سرعت سیر کے سبب ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے، ان میں سے پہلے لوگ بحیرۂ طبریہ سے گذریں گے اور اس کا سب پانی پی کر ایسا کر دیں گے کہ جب ان میں سے دوسرے لوگ اس بحیرہ سے گذریں گے تو دریا کی جگہ کو خشک دیکھ کر کہیں گے کہ کبھی یہاں پانی رہا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہِ طور پر پناہ لیں گے اور دوسرے مسلمان اپنے قلعوں اور محفوظ جگہوں میں پناہ لیں گے، کھانے پینے کا سامان ساتھ ہو گا، مگر وہ کم پڑ جائیگا تو ایک بیل کے سر کو سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اپنی تکلیف دفع ہونے کے لئے حق تعالیٰ سے دُعا کریں گے (حق تعالیٰ دُعا قبول فرمائیں گے) اور ان پر وبائی صورت میں ایک بیماری بھیجیں گے اور یاجوج ماجوج تھوڑی دیر میں سب کے سب مر جائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہِ طور سے نیچے آئیں گے تو دیکھیں گے کہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ان کی لاشوں سے خالی نہیں (اور لاشوں کے سڑنے کی وجہ سے) سخت تعفّن پھیلا ہوگا۔(اس کیفیت کو دیکھ کر دوبارہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی حق تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ مصیبت بھی دفع ہو، حق

تعالیٰ قبول فرمائیں گے اور بہت بھاری بھرکم پرندوں کو بھیجیں گے، جن کی گردنیں اُونٹ کی گردن کے مانند ہوں گی۔(وہ ان کی لاشوں کو اُٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے)۔بعض روایات میں ہے کہ دریا میں ڈالیں گے، پھر حق تعالیٰ بارش برسائیں گے، کوئی شہر اور جنگل ایسا نہ ہوگا جہاں بارش نہ ہوئی ہوگی، ساری زمین دُھل جائے گی اور شیشہ کے مانند صاف ہوجائیگی، پھر حق تعالیٰ زمین کو حکم فرمائیں گے کہ اپنے پیٹ سے پھلوں اور پھولوں کو اُگا دے اور (از سرنو) اپنی برکات کو ظاہر کردے، (چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور اس قدر برکت ظاہر ہوگی) کہ ایک انار ایک جماعت کے کھانے کے لئے کفایت کریگا اور لوگ اس کے چھلکے کی چھتری بنا کر سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بہت بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کے سب لوگوں کو کافی ہوجائے گا اور ایک بکری کا دودھ پوری برادری کو کافی ہوجائے گا (یہ غیر معمولی برکات اور امن وامان کا زمانہ چالیس سال رہنے کے بعد جب قیامت کا وقت آجائے گا تو) اس وقت حق تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا چلائیں گے، جس کی وجہ سے سب مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خاص قسم کی بیماری ظاہر ہوجائے گی اور سب کے سب وفات پاجائیں گے اور باقی صرف شریر و کافر رہ جائیں گے جو زمین پر کھلم کھلا حرام کاری جانوروں کی طرح کریں گے، ایسے ہی لوگوں پر قیامت آئے گی۔

حضرت عیسیٰ ومہدی علیہما السلام کے زمانہ میں مکمل امن وامان ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد زمین پر چالیس سال زندہ رہیں گے۔ ان سے پہلے حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ بھی چالیس سال رہے گا، جس میں کچھ عرصہ دونوں کے کا ایک ہوگا ہوگا۔سید شریف برزنجی نے اپنی کتاب اشراط الساعۃ

صفحہ ۱۴۵ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قیام، قتلِ دجّال اور امن و امان کے بعد چالیس سال ہوگا اور مجموعۂ قیام پینتالیس سال ہوگا اور صفحہ ۱۱۲ میں ہے کہ حضرت مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تیس سال پہلے ظاہر ہوں گے اور ان کا مجموعۂ زمانہ چالیس سال ہوگا۔ اس طرح پانچ یا سات سال تک دونوں حضرات کا اجتماع رہے گا اور ان دونوں زمانوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ پوری زمین پر عدل و انصاف کی حکومت ہوگی زمین اپنی برکات اور خزائن اُگل دے گی، کوئی فقیر ومحتاج نہ رہے گا آپس میں بغض و عداوت قطعاً نہیں رہے گی، ہاں حضرت مہدی علیہ السلام کے آخری زمانے میں دجّال اکبر کا فتنہ عظیم سوائے مکّہ اور مدینہ اور بیت المقدس اور کوہِ طور کے سارے عالم پر چھا جائے گا اور یہ فتنہ دنیا کے تمام فتنوں سے عظیم تر ہوگا، دجّال کا قیام اور فساد صرف چالیس دن رہے گا، مگر ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن ایک سال کا، دوسرا دن ایک مہینہ کا، تیسرا دن ایک ہفتہ کا ہوگا، باقی دن عام دنوں کی طرح کے ہونگے، جس کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حقیقتہً یہ دن اتنے طویل کر دیئے جائیں، کیونکہ اس آخر زمانے میں تقریباً سارے واقعات ہی خرقِ عادت اور معجزہ کے ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دن رات تو اپنے معمول کے مطابق ہوتے رہیں مگر دجّال کا بڑا ساحر ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے سحر کے اثر سے عام مخلوق کی نظروں پر یہ دن رات کا تغیّر و انقلاب ظاہر نہ ہو۔ وہ اس کو ایک ہی دن دیکھتے اور سمجھتے رہیں۔ حدیث میں جو اس دن کے اندر عام دنوں کے مطابق اندازہ لگا کر نمازیں پڑھنے کا حکم آیا ہے، اس سے بھی تائید اس کی ہوتی ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے تو دن رات بدل رہے ہوں گے، مگر لوگوں کے احساس میں یہ بدلنا نہیں ہوگا، اس لئے اس ایک سال کے دن میں تین سو ساٹھ دنوں کی نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا

، ورنہ اگر دن حقیقتہً ایک ہی دن ہوتا تو قواعد شرعیہ کی رُو سے اس میں صرف ایک ہی دن کی پانچ نمازیں فرض ہوتیں، خلاصہ یہ ہے کہ دجّال کا کُل زمانہ چالیس دن کا ہوگا، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دجّال کو قتل کر کے اس فتنہ کو ختم کریں گے، مگر اس کے متصل ہی یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا جو پوری دنیا میں فساد اور قتل و غارت گری کریں گے، مگر ان کا زمانہ بھی چند ایام ہی ہوگا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے سب بیک وقت ہلاک ہوجائیں گے۔

غرض حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے کے آخر میں اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے شروع میں دو فتنے دجّال اور یاجوج ماجوج کے ہوں گے جو تمام زمین کے لوگوں کو تہہ و بالا کر دیں گے، ان ایام معدودہ سے پہلے اور بعد میں پوری دنیا کے اندر عدل و انصاف اور امن و سکون اور برکات و ثمرات کا دور دورہ ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے سوا کوئی کلمہ و مذہب زمین پر نہ رہے گا، زمین اپنے خزائن و دفائن اُگل دے گی کوئی فقیر ومحتاج نہ رہے گا، درندے اور زہریلے جانور بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور روضۂ اقدسؐ میں تدفین

مسند احمد اور ابوداؤد میں باسناد صحیح حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چالیس سال زمین پر رہیں گے۔ مسلم کی ایک روایت میں سات سال کا عرصہ بتلایا ہے حافظؒ نے فتح الباری میں اس کو مؤوّل یا مرجوح قرار دے کر چالیس سال ہی کا عرصہ صحیح قرار دیا ہے اور حسبِ تصریح احادیث یہ پورا عرصہ امن و امان اور برکات کے ظہور کا ہوگا، بغض و عداوت آپس میں قطعاً نہ رہے گا، کبھی دو آدمیوں میں کوئی جھگڑا یا عداوت نہیں ہوگی۔ (روایت مسلم واحمد)

اس امن وامان کے زمانے میں بیت اللہ کا حج وعمرہ جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور روضۂ اقدس میں دفن روایاتِ حدیث سے ثابت ہے۔ اس کی بھی یہی صورت ہوگی کہ وہ حج یا عمرہ کے لئے حجاز کا سفر کریں گے (کما رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ التصریح)۔ اس کے بعد مدینہ طیّبہ میں وفات ہوگی اور روضۂ اقدس سے معاً متصل دفن کئے جائیں گے۔

ایک ضروری بات پر تنبیہ کردینا چاہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہونے کی حیثیت سے ہی تشریف لائیں گے، البتہ کوئی نئی شریعت یا اپنی گزشتہ شریعت لے کر نہیں آئیں گے بلکہ شریعتِ محمدیہ پر عمل کریں گے اور قرآن، حدیث سے مسائل کا استنباط کریں گے اور اس کے فیصلے صادر فرمائیں گے۔ اپنے وقت کے مجتہد اور فقیہہ ہونگے نہ کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ البتہ پیغمبر ہی رہیں گے۔ لیکن وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کی وجہ سے پھر کوئی نیا قانون نہیں آئیگا، نیا حکم نہیں آئیگا کیونکہ حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

☆☆☆

علم وقلم اور قوتِ فکر وعمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعْد! فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَ قَالَ تَعَالٰی: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں!

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام! سب سے پہلے ہمیں اللہ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا اور انسانوں میں بھی مسلمان بنایا، دنیا

میں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو ایمان کی دولت سے محروم ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے سے محروم ہیں، انسان ہونا ایک سعادت اور ایمان والا ہونا اس سے بھی بڑی سعادت۔ دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں وہ سب آدمی کہلاتے ہیں۔

لیکن آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک خطاب دیا ہے اور وہ خطاب ہے ''انسان''۔ انسان کیا ہے؟ انسان کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے انسیت اور محبت رکھنے والا۔ یہ انسان کا لفظ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے لیے استعمال فرمایا ہے۔ اس لفظ کو اللہ تعالیٰ نے نہ جناتوں کے لیے نہ بڑے بڑے چوپایوں اور حیوانوں کے لیے اور نہ بڑے بڑے خوں خوار درندوں کے لیے مختص فرمایا بلکہ اللہ نے اس کو مختص فرمادیا آدمی کے لئے، کہ آدمی ہی انسان ہوسکتا ہے۔ باقی دوسری کوئی مخلوق انسان نہیں ہوسکتی۔ پھر اللہ نے اس کو قرآن مجید میں فرمایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ .

انسان کو بہترین سیرت پر پیدا کیا

ہم نے انسان کو بہترین تقویم پر اور صورت اور اعلیٰ سیرت پر پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لفظ تقویم ارشاد فرمایا ہے۔ تقویم ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ہم نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا جس کے پاس صورت بھی اچھی ہے، سیرت بھی اچھی، جس کی زندگی بھی اچھی ہے جس کا مقام بھی اچھا۔ یہ الگ بات ہے کہ انسان اپنے مقام سے گر جائے اور وہ حیوانیت کا طریقہ اختیار کرلے، وہ جھوٹ کو اختیار کرلے اور دنیا کی بہت ساری برائیوں کو اختیار کرلے۔

دُنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں جو علم اور حکمت لے کر نہ آیا ہو۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ تم علم وحکمت اور سلطنت، تین چیزوں میں سے جو چاہو اختیار کرلو، علم لے لو، حکمت اور سائنس لے لو چاہے سلطنت لے لو، تو داؤد علیہ

السلام نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا کہ آپ کی کیا رائے ہے تو جبرئیلؑ نے اشارہ دیا کہ علم لے لو، اس لیے کہ جہاں علم آتا ہے وہاں حکمت خود بخود آجاتی ہے اور حکمت آتی ہے، تو بادشاہت بھی آجاتی ہے۔

علم وقلم بڑی طاقت ہیں

حضرت داؤد علیہ السلام نے علم کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت اور تدبر عطا فرمایا، پھر اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہت عطا فرمادی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو طاقت عطا فرمائی ہے وہ علم اور قلم ہے، قرآن مجید کی پہلی آیات میں علم اور قلم کا ذکر فرمایا: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ علم اور قلم انسان کی اپنی شناخت ہے جس کے پاس علم وقلم نہ ہو وہ انسانوں میں سے کہلانے کا مستحق نہیں؟ علم اور قلم اللہ تعالیٰ کے بڑے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

حکمت بھی، ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جس کے پاس یہ دونوں چیزیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان کو دُنیا پر حکمرانی عطا فرمائیں گے، عزّت عطا فرمائیں گے، شان و شوکت عطا فرمائیں گے۔ علامہ اقبالؔ نے اسی کو کہا ہے،

قُوّتِ فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے
تب کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

آج ہمارے پاس قوت فکر وعمل نہیں جو علم اور قلم سے ملتی ہے۔ مسلمان جس کی آبادی عیسائیوں کے بعد سب سے بڑی آبادی ہے۔ یعنی دنیا میں دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ تو دنیا ان کے آگے سرنگوں تھی۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھئے رومن امپائر، جس کا دنیا میں چرچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔ آج صرف ایک شہر باقی ہے۔ روم آپ نے سنا ہوگا، جہاں عیسائیوں کا بڑا پوپ رہتا ہے۔

جیسے آج امریکہ در شیا امپائر دو بڑی طاقتیں ہیں۔ ویسے ہی اُس زمانے میں رومن سب سے بڑی طاقت تھی۔ لیکن جب ان کے ہاتھ سے علم وقلم گیا تو دنیا کی ساری سلطنتیں ان کے ہاتھ سے چلی گئیں اور آج روم کا صرف نام باقی رہ گیا۔ قرآن نے بھی اس کو بیان کیا ہے، غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں روم اور اس کی قوم کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کی بڑی حیثیت تھی۔ بڑے بڑے محلات انہوں نے تعمیر کیے۔ بڑی بڑی مشینیں ایجاد کیں اور بڑی اچھی سلطنتیں انہوں نے قائم کیں۔ لیکن جب ان میں عیاشی آئی، ان میں بے راہ روی آئی، عورتوں اور بچوں پر ظلم ہوا اور یتیموں کا مال وہ لوگ کھانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سلطنت کو زوال پذیر کر دیا اور آج دنیا میں اس کا نام ونشان باقی نہیں۔

علم وقلم کے ساتھ عمل ضروری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کے متعلق گذشتہ جمعہ میں عرض کیا تھا، کہ پچیس لاکھ مربع میل پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی۔ آج تقریباً بتیس ممالک اس خطّے میں آتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، کہ عمر فاروقؓ قفل ہیں، جب یہ قفل نہیں رہے گا تو دنیا میں فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ حضرت عمر فاروق اور خلفاء راشدین کے وصال کے بعد سلطنتیں الگ الگ ہونے لگیں اور مسلمانوں کی سلطنتیں زوال پذیر ہوگئیں۔ کیوں کہ علم وقلم عمل کے محتاج ہیں، جب علم آتا ہے تو عمل اس کو پکارتا ہے۔ اگر وہ جواب دیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ علم (کی روحانی طاقت) رخصت ہو جاتا ہے، جیسا کہ آج مسلمانوں کے پاس لکھنے پڑھنے والے بھی ہیں، پیٹرول وڈیزل کی طاقت بھی ہے، سونے کے انبار، پلاٹینم کے انبار۔ لیکن مسلمان دنیا پر سرداری سے محروم ہیں کوئی

پرسانِ حال نہیں! علم آتا ہے تو عمل اس کو پکارتا ہے اور اس میں ترقی ہوتی ہے یہ ترقی انسان کو اونچے مقام پر لے جاتی ہے۔ علم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دولت نہیں۔ آدمی کتنا ہی بڑا محل بنالے کبھی نہ کبھی ختم جائے گا، کتنی ہی مضبوط سلطنت قائم کر لے، کبھی نہ کبھی ختم ہو جائے گی۔ آپ نے دیکھا کہ عراق کی سلطنت کتنی مضبوط تھی۔ لیکن جب اللہ نے چاہا تو اس کو ختم فرما دیا۔ ابھی امریکہ کا صدر کتنا مضبوط تھا! اللہ نے اس کو ایک کالے آدمی سے شکست دی، جس سے پہلی بار ملنے پر بش نے ہاتھ دھوئے تھے کہ یہ غلیظ ہے، چمار ہے، بھنگی ہے آج وہ اس کے ساتھ کھانا کھانے پر مجبور ہے۔

تو علم ایسی دولت ہے جس سے سر بلندی ملتی ہے اور علم ایک ایسی شئی ہے جس کو کوئی چرا نہیں سکتا۔ علم کو کبھی کوئی غصب نہیں کر سکتا۔ علم کبھی خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ علم وہ دولت ہے جو کبھی لٹتی نہیں۔ خرچ کرنے سے کبھی گھٹتی نہیں۔ آپ نے کسی اُستاد کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے ہزار بچوں کو پڑھایا ہو اور اس کا علم ختم ہو گیا ہو؟ کسی مولانا صاحب کو، کسی پروفیسر صاحب کو، کسی لکچرر کو، آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہو کہ پچاس سال پڑھایا، کام کیا، سکھایا اور نتیجتاً اس کا علم ختم ہو گیا؟ ایسا کبھی نہیں ہوا، اس لیے کہ علم ایسی دولت ہے جو کبھی کم نہیں ہوتی۔

ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں کی خوبی

ساؤتھ افریقہ کے مسلمان قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے قابل تقلید مدارس اور اسکول اور اسلامک سینٹرس قائم کئے ہیں کہ وہاں پر بچہ انگریزی بھی پڑھتا ہے سائنس بھی اور اپنے ملک کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرتا ہے۔

مسلمانوں نے ایسے اسکول اور مدرسے بنائے کہ وہاں بچے حافظ قرآن بھی ہیں، عالم بھی ہے، انجینئر بھی ہیں، لائر بھی ہیں اور ڈاکٹر بھی ہیں، میری گزارش ہے

سب سے پہلے اپنے بچے کو حافظ قرآن بنائیں، اس کے لیے کوششیں کریں۔ ہم اپنے بچے کو صرف حافظ قرآن ہی نہیں بلکہ دنیوی تعلیم بھی دلانا چاہتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ایسے ادارے وجود میں آرہے ہیں۔ ہندوستان میں ایسے بہت سے ادارے ہیں جہاں آپ اپنے بچے کو علم دین کے ساتھ عصری علوم بھی پڑھا سکتے ہیں، ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم اپنے بچے کو عالم بنائیں، اپنے بچے کو ہم قرآن و سنت پر چلنے والا بنائیں، آپ کو تعجب ہوگا، بڑی تیزی کے ساتھ فرانس میں اسلام پھیل رہا ہے۔ فرانس، برطانیہ اور امریکہ کا باپ کہلاتا ہے، یعنی عیسائی اور یہودی اقوام میں دنیاوی حسب ونسب کے اعتبار سے فرانس اونچا مقام رکھتا ہے۔

اسلام مخالف جتنے بھی پروگرام دنیا میں بنتے ہیں اس میں سب سے زیادہ فرانس حکومت حصہ لیتی ہے، لیکن آج فرانس حکومت مجبور ہے، وہاں کے حکمراں کہہ رہے ہیں کہ اسلام اتنی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے ہم سمجھنے سے مجبور ہیں کہ ایسی کون سی کشش ہے؟ وہاں کل تک جو عورتیں اپنے ہینڈ بیگ میں پاؤڈر کے ڈبے، لپ اسٹک، ناخن پالش اور دوسری فیشن کی چیزیں رکھتی تھیں، آج ان عورتوں نے اسلام قبول کرلیا تو ان کے پرسوں میں تسبیح اور مصلیٰ ہے۔ اگرچہ آج بھی وہ پرس ڈال کر چلتی ہیں، لیکن برقعے کے ساتھ، آج بھی ان کا پرس کھلتا ہے! کس لیے؟ اِس لیے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہوا، مصلیٰ نکالا اور نماز کے لیے کھڑی ہوگئیں۔ ہمارے یہاں ہے کوئی ایسی عورت جس کے پرس میں مصلیٰ ہو؟ ہمارے یہاں عورتوں میں یہ مزاج نہیں ہے۔

دوستو! جب مردوں کا ہی ایسا مزاج نہیں تو عورتوں میں کہاں سے آئے گا۔ مسلم مردوں نے اپنے آپ کو نہیں بدلا تو عورتیں کیسے بدلیں گی، ہمارے بچے کیسے بدلیں گے، ہماری نسلیں کیسے بدلیں گی؟ اس پر عمل اسی وقت ہوسکتا ہے، جب مشترکہ

جدجہد کریں آپ مدارس کا ساتھ دیں، مدارس کا ساتھ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ پیسہ ہی دیں۔ آپ مدرسے کی خیرخواہی اور بھلائی چاہیں۔ کوئی بھی مدرسہ ہو، کوئی بھی دینی ادارہ ہو، کوئی بھی مسجد ہو، کوئی بھی اسلامک سنٹر یا کوئی بھی تنظیم جو دین کے لیے کام کررہی ہو، ایسی تنظیموں کا ایسے ادارے کا ساتھ دیں اپنے بچوں اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ ایسے اداروں میں داخل کریں، اداروں کی مخالفت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، اور کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حج کا طریقہ اور اس کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

اور اللہ کا حق لوگوں پر ہے بیت اللہ کا حج کرنا، جو شخص وہاں تک پہنچ سکتا ہو۔

کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر کیا خوب ہے دنیا بھول گیا
یوں ہوش و خرد مفلوج ہوئے، دل ذوقِ تماشہ بھول گیا

معزز سامعین کرام، اللہ تعالیٰ نے، صاحبِ وسعت وحیثیت پر جس طرح زکوٰۃ فرض کی ہے اسی طرح حج بھی فرض کیا ہے جو خانۂ کعبہ تک پہونچنے کی

استطاعت رکھتا ہے۔ آج کل وسائل کی کثرت ہوگئی تو حج کرنا بھی الحمد للہ آسان اور سہل ہو گیا ہے، ورنہ ایک زمانہ تو ایسا تھا کہ لوگ حج کرنے کے لیے ایامِ حج سے مہینوں پہلے جاتے تھے اور پانی کے جہاز سے جانا ہوتا جو ہواؤں کے زور پر چلتے تھے، ہوا موافق ہے تو جہاز وقت پر پہونچ جاتا اور ہوا مخالف ہو تو ایک عرصہ تک سمندر میں ہچکولے کھاتا تھا لیکن جب وہ اتنی مشقت و پریشانی برداشت کرکے حج سے واپس آتا تھا تو پورے علاقے کا مصلح بن کر آتا تھا، مگر آج حال یہ ہے کہ بکثرت حج کرتے ہیں اور عملی زندگی میں کوئی سدھار پیدا نہیں ہوتا۔

حج کے مقبول ہونے کی نشانی بتائی جاتی ہے کہ آدمی کے احوال حج کرنے کے بعد سدھر جائیں، معاملات درست ہو جائیں، احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کرے، سنن و نوافل کا بکثرت اہتمام کرے۔ جو آدمی حج کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ ہر ایک سے اپنے معاملات صاف کرلے اور مسائل حج و احکام فی الفور سیکھ لے اور ٹریننگ کیمپ میں یا علماء کی خدمت میں جاکر سب ارکان و احکام سیکھ لے اور جو مصائب و مشکلات دورانِ سفر حج میں پیش آئیں اس کو برداشت کرے اور گھر آنے کے بعد اس کا تذکرہ نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے دیار سے آرہا ہے، عشق و محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کی گلی کی ہر چیز اچھی لگے، چونکہ کچھ لوگ حج کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اِس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ ضروری مسائلِ حج آپ سے عرض کردوں۔

حج کی فرضیت

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جس پر دین کی بنیاد قائم ہے، حج ہر اس بالغ پر فرض ہے جو مالدار ہو یعنی بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، حج پوری

عمر میں صرف ایک بار فرض ہے، جس سال حج فرض ہو، اسی سال ادا کر لیں تو بہتر ہے، دیر سے حج کرنے پر حج تو ادا ہو جائے گا مگر گنہگار ہو گا۔

حج کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور فسق و فجور سے پرہیز کیا تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا بچہ پیدائش کے وقت۔ (بخاری)

عمرہ

عمرہ کرنا سنت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ عمرہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، مگر حج مخصوص ایّام میں ہی کیا جا سکتا ہے۔

شرائطِ فرضیتِ حج

مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، راستہ کا پُر امن، زادِ راہ سواری یعنی ہوائی جہاز کا خرچ اور دیگر اخراجات کی استطاعت رکھنا، ضروری صحت کا ہونا (عورتوں کے لیے محرم یعنی، ایسے رشتہ دار کا ہونا، جس سے نکاح کرنا حرام ہو)۔

اقسامِ حج

حج کی تین قسمیں ہیں۔ قِران، تمتّع، افراد...... ''قِران'' کا مطلب حج و عمرہ کے لیے میقات سے ایک دفعہ ہی نیت کر لینا چاہیئے ''تمتّع'' کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے تو صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف وسعی وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کھول دے اور پھر مکہ سے حج کا احرام باندھے۔ اور ''افراد'' کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے۔

علماء اکرام کا 'قران' اور 'تمتّع' میں اختلاف ہے، راجح قول یہ ہے کہ جو شخص 'ہدی' یعنی قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے اس کے لیئے 'قران' افضل ہے اور جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لائے 'تمتّع' افضل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ کے علاوہ دور دراز سے آنے والے حجاج کرام کے لیے 'تمتّع' افضل ہے، اسی لیے 'حجِ تمتّع' ہی کے احکام بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

اعمالِ حج

احرام باندھنا، طوافِ قدوم، حجرِ اسود کا بوسہ لینا، سعی کرنا، آٹھویں ذی الحجہ کے دن اور نویں تاریخ کی رات کو منیٰ میں قیام کرنا، عرفات میں ٹھہرنا، مزدلفہ میں رات گزارنا، رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا، حلق یا قصر کرانا، دسویں ذی الحجہ کو قربانی کے بعد کا طواف کرنا، ایامِ تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا، طوافِ وداع کرنا، قربانی کرنا۔

مندرجہ اعمالِ حج میں سے احرام، وقوفِ عرفات، طوافِ افاضہ، یعنی دسویں ذی الحجہ کو قربانی کے بعد کا طواف، ارکانِ حج میں داخل ہے، ان میں سے اگر کوئی رکن چھوٹ جائے تو حج نہیں ہو گا۔

ممنوعاتِ حج

حالتِ احرام میں مندرجہ چیزیں منع ہیں جن سے بچنا ضروری ہے: (۱) جماع و متعلقاتِ جماع؛ (۲) گالی گلوچ و فحش کلام؛ (۳) لڑائی جھگڑا (۴) شکار کرنا یا شکاری کی طرح مدد کرنا؛ (۵) سر منڈانا یا بال کٹانا؛ (۶) نِکاح کرنا، کرانا یا نِکاح کا پیغام دینا؛ (۷) خوشبو لگانا۔ ان کے علاوہ باقی اُمور حاجی کے لیے جائز ہیں، مثلاً نہانا، سر دھونا، بغیر خوشبو کا تیل لگانا، سُرمہ لگانا، آئینہ دیکھنا، گرمی یا بارش سے بچنے کے لیے چھتری، چادر، خیمہ وغیرہ کا سایہ کرنا۔

حج تمتع کا طریقہ

حج کے لیے گھر سے روانہ ہونے سے پہلے غیر ضروری بال اور ناخن کاٹ کر، نیز حجامت سے فارغ ہوکر، غسل یا وضو کریں اور وقت مکروہ نہ ہوتو دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اپنے اہلِ خانہ و جملہ متعلقین کی صحت وتندرستی وغیرہ کے لیے دُعا کریں۔ اگر آپ ہوائی جہاز سے سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو حج کیمپ یا ایئر پورٹ سے غسل کرکے احرام باندھیں۔ اس طرح کہ مرد ایک چادر بطورِ تہہ بند کے باندھے اور دوسری چادر اوڑھ لے (عورت عام استعمال کے سلے ہوئے کپڑے پہنے البتہ منہ نہ ڈھکے اور مرد سر کھلا رکھے) پھر دو رکعت نفل نماز پڑھیں، بعد نماز کے اس طرح نیت کریں: ''یا اللہ! میں تیری رضا کے لیے عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، تُو میرے لیے اسے آسان فرما کر قبول فرما''۔ (حج کا نام نہ لیں) پھر تین بار درود شریف اور دُعا پڑھیں۔ اب جب آپ نے نیت کرتے ہوئے احرام باندھ لیا اور تلبیہ پڑھ لیا تو آپ محرم ہوگیے اب جماع کرنا، فحش کلام کرنا، گالی دینا، لڑائی جھگڑا کرنا، شکار کرنا، سِلا ہوا کپڑا پہننا، عمامہ باندھنا، سر ڈھانپنا، سر منڈانا سب آپ پر حرام ہوگیا۔ ہوائی جہاز کی طرف جاتے وقت، چڑھتے اور اُترتے وقت، بلندی اور پستی کی طرف آتے وقت تلبیہ پڑھتے رہیں۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب آپ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں تو بہتر ہے کہ اوّل غسل کریں اور پھر باب معلیٰ سے داخل ہوں کعبہ پر نظر پڑتے ہی یوں دُعا کریں: یا اللہ! میں جو دُعا کروں تو اسے قبول فرما، پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوں اور حجر اسود کی زیارت

کرنے اور بوسہ دینے کے لیے فرش پر بنی پٹی پر کھڑی ہوجائیں جو بالکل حجر اسود کے سامنے ہے، حجر اسود کے بالمقابل آکر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' یا ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْد'' کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر حجر اسود کی طرف اس طرح کریں کہ ہاتھوں کی پشت آپ کے چہرہ کی طرف ہو پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لیں۔ اس کے بعد آپ طواف کریں یعنی کعبۃ اللہ کے گرد سات چکر لگائیں۔ سب سے پہلے آپ احرام کی چادر دائیں کندھے کے نیچے سے گزار کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالیں کہ دایاں کندھا ننگا ہوجائے پھر حجر اسود سے تیسرا کلمہ: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِا اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھتے ہوئے طواف شروع کریں اور ہر مرتبہ حجر اسود کے مقابل پہنچ کر حجر اسود کو بوسہ دیں اس طرح یہ سات چکر پورے کریں۔

ان سات چکروں میں آٹھ بار حجر اسواد کو بوسہ دینے کا موقعہ مل جائے گا۔ مرد پہلے تین چکروں میں رمل بھی کریں۔ یعنی تیزی سے اپنے مونڈھے ہلاتے ہوئے چلیں جیسا کہ میدانِ جنگ میں صفوں کے بیچ وہ شخص اکڑ کر چلتا ہے جو مقابلہ کے لیے نکلا ہو، مگر لوگوں کی بھیڑ ہونے پر ٹھہر جائیں اور پھر جب بھیڑ ختم ہوجائے تو پھر رمل کرنا شروع کردیں۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ملتزم سے لپٹ کر رو روکر اپنے لیے اور اپنے جملہ متعلقین کے لیے دُعا کریں۔ پھر مقامِ ابراہیم پر یا جہاں جگہ مل سکے دو رکعت نماز نفل پڑھیں اور اس جگہ بھی خوب رو رو کر دعا کریں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمزم کے پاس آکر قبلہ رخ کھڑے ہوکر زمزم خوب سیر ہوکر پیئیں اور پھر حجر اسود کو بوسہ دے کر باب صفا یا کسی اور دروازہ سے باہر آجائیں۔

سعی کیسے کریں؟

اب آپ صفا کی طرف چلیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ کر اس طرح کھڑے ہوں کہ بیت اللہ شریف کا غلاف صاف نظر آئے، پھر درودِ شریف، تلبیہ پڑھ کر دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اُٹھا کر دُعا کریں، دُعا کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور سعی کی نیت اس طرح کریں: ''یا اللہ! میں خالص تیری رضا کے لیے سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں، تُو اِسے آسان فرما کر قبول فرما''۔ پھر صفا سے اُتر کر ذکر و درود جاری رکھتے ہوئے مروہ کی طرف چلنا شروع کریں۔ چند گز چلنے کے بعد ہری لائٹ آئے گی، پہلے کی طرح پھر دوڑ کر چلیں، صفا پر پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کریں، ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا، دعا مانگنے کے بعد باہر آجائیں، سر کے بال منڈوائیں یا کٹوائیں (عورت انگلی کے پور کے برابر کتروائے) ان اعمال کی تکمیل کے بعد آپ کا عمرہ ادا ہوگیا اور احرام کی پابندیاں ختم ہوگئیں۔ اب مطاف پہنچ کر وقت مکروہ کا خیال رکھتے ہوئے دو رکعت نفل نماز پڑھیں اور احرام کھول دیں اور اپنے لباس میں زیادہ سے زیادہ طواف کریں اور ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھیں اور ۸ ذی الحجہ کا انتظار کریں۔

مزدلفہ کا قیام

جب آفتاب غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو فوراً مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ راستہ میں جہاں گنجائش دیکھیں قدم تیز بڑھائیں، سواری پر سوار ہوں تو سواری کی رفتار بڑھا لیں، مزدلفہ پہنچ کر مغرب و عشا دونوں نمازیں امام کے ساتھ ایک ساتھ پڑھیں۔ اگر جماعت نہ مل سکے تو اپنی جماعت بنا لیں، ورنہ پھر تنہا ہی پڑھ

لیں۔ رات میں جماعت بھی کریں اور آرام بھی۔ یہاں فجر کی نماز بہت اندھیرے سے پڑھی جائے گی۔ اسی لیے جلدی اٹھنے کی کوشش کریں۔ وقوف عرفہ کی طرح وقوف مزدلفہ بھی کریں۔ یہاں وقوف کا وقت طلوعِ فجر سے اُجالا ہونے تک ہے۔ خیال رہے کہ یہاں وادی محسر میں وقوف نہ کریں۔

منیٰ کو روانگی

طلوع آفتاب سے کچھ قبل مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔ اوپر نیچے کئی منزلیں ہیں رمی کے لئے حکومت سعودیہ نے حجاج کی سہولت کے پیش نظر پل تعمیر کر دیئے ہیں تاکہ حادثات وغیرہ سے حفاظ رہے۔ منٰی کے درمیان تین ستون بنے ہوئے ہیں۔ کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جو ستون منیٰ کے قریب ہے۔ اِس کا نام جمرۂ اولیٰ، جو درمیان میں ہے اِس کا نام جمرۂ وسطیٰ اور جو مکہ کے قریب ہے۔ اس کا نام جمرۂ عقبیٰ ہے۔ منیٰ پہونچنے پر سب سے پہلے جمرۂ عقبیٰ پر جائیں۔ جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹ کر اس طرح کھڑے ہوں کہ منیٰ داہنے ہاتھ پر اور منھ جمرہ کی طرف ہو، اب چٹکی میں لے کر یکے بعد دیگرے سات کنکریاں سیدھے ہاتھ سے جمرہ پر ماریں، اس طرح کہ ہاتھ خوب اٹھے، ہر کنکری مارتے وقت یہ پڑھیں: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ''. جب ساتوں کنکریاں پوری ہو جائیں تو وہاں سے آجائیں۔

قربانی

رمی سے فارغ ہو کر قربانی کریں۔ قربانی کے جانوروں سے متعلق وہی شرائط ہیں جو عیدالاضحیٰ کی قربانی کے جانوروں کے ہیں۔

حلق یا قصر کرنا

قربانی کے بعد اپنے سر کے بال منڈوائیں، خواتین پورے سر کے بالوں کی لٹ ایک دو انچ کے برابر خود کاٹ لیں۔ اس کے بعد احرام کھول کر اپنے سلے ہوئے کپڑے پہن لیں۔

طوافِ زیارت

افضل یہ ہے کہ آج ہی، یعنی دس تاریخ کو مکہ مکرمہ جائیں اور طواف کریں۔
اس طواف کو ''طوافِ افاضہ'' اور ''طوافِ زیارت'' کہتے ہیں۔
''طوافِ زیارت'' سے واپس آکر دس، گیارہ اور بارہ تاریخوں میں منیٰ میں ٹھہریں۔ طوافِ زیارت ۱۲/ذی الحجہ، غروب آفتاب سے پہلے تک کیا جاسکتا ہے، مگر ۱۰/ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے۔

رمی

گیارہویں تاریخ کو ظہر کی نماز پڑھ کر رمی کی طرف چلیں۔ یہ رمی جمرۂ اولیٰ سے شروع ہوگی۔ یہاں پر سات کنکریاں ماریں، جس طرح جمرۂ عقبیٰ پر ماری تھی اس کے بعد آگے بڑھ کر دُعا کریں۔ پھر جمرۂ وسطیٰ پر اسی طرح سات کنکریاں ماریں اور آگے بڑھ کر دُعا کریں اور پھر جمرۂ عقبیٰ پر سات کنکریاں ماریں اور یہاں نہ ٹھہریں۔
۱۲/ذی الحجہ کو پھر اسی طرح زوال کے بعد تینوں جمروں پر رمی کریں جس طرح ۱۱/ذی الحجہ کو کی تھی۔ اب آپ غروب آفتاب سے قبل مکہ مکرمہ روانہ ہو جائیں۔ آپ کے تمام ارکانِ حج ادا ہو گئے۔

طوافِ وداع

حج کے بعد مدینہ منورہ جانے سے پہلے سلے ہوئے کپڑوں میں طوافِ وداع کریں۔ مقامِ ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے لیے دُعا کریں۔ مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ زمزم پئیں، حجرِ اسود کو بوسہ دیں۔ سعی نہ کریں۔ کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو دیکھتے ہوئے نکلیں اور دُعا کریں: ''یا اللہ! مجھے بار بار اپنے گھر اور روضۂ رسول کی زیارت نصیب فرما''۔

مقاماتِ قبولیتِ دُعا

وہ متبرک مقامات جہاں دُعا کرنے والے کی دُعا اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی ہے، آپ بھی ان مقامات پر اپنے اور جملہ متعلقین کے لیے دُعا کریں:
۱) طواف میں......۲) ملتزم کے پاس......۳) میزاب کے نیچے......۴) بیت اللہ شریف میں......۵) زمزم کے پاس......۶) مقامِ ابراہیم کے پیچھے......۷) مروہ پر......۸) سعی میں......۹) عرفات میں......۱۰) مزدلفہ میں ۱۱) منیٰ میں......۱۲) کنکریاں مارتے وقت......۱۳) بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی......۱۴) حطیم کے اندر......۱۵) حجرِ اسود پر......اور ۱۶) رکنِ یمانی کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ سبھی حجاجِ کرام کے سفرِ حج کو قبول فرمائے اور سبھی مسلمانوں کو اللہ کے گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔ آمین!

برادرانِ اسلام اور حج میں جانے والے برگزیدہ افراد!

آپ حضرات اپنا گھر بار، دوست واحباب، بیوی بچوں کو چھوڑ کر جس گھر کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں، اس گھر کے فضائل بھی کچھ سنتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے

اس گھر یعنی خانۂ کعبہ کو ظاہری و باطنی ،حسی و معنوی برکات سے معمور کیا ہے اور سارے جہاں کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے اور روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے، اِسی بیت مقدّس کا عکس اور پرتو سمجھنا چاہیے، یہیں سے رسول الثقلین کو اٹھایا مناسک حج ادا کرنے کے لیے سارے جہاں کو اسی کی طرف دعوت دی۔ عالمگیر مذہبِ اسلام کے پیروؤں کو مشرق و مغرب میں اِسی کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ اِس کا طواف کرنے والوں پر عجیب وغریب برکات وانوار کا افاضہ فرمایا۔ انبیاء سابقین بھی حج ادا کرنے کے لیے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اِسی شمع کے پروانے بنے اور طرح طرح کی ظاہر و باطن نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اسی سرزمین میں رکھ دی ہیں۔ اِسی لیے ہر زمانہ میں اس کی غیر معمولی تعظیم واحترام کرتے رہے اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والے کو مامون سمجھا گیا اسکے پاس مقام ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہیکہ یہاں ابراہیم کے قدم آئے ہیں اور اس کی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلانکیر مسلّم چلی آرہی ہے قرآن مجید میں مقام ابراہیم کا خصوصی طور پر ذکر آیا ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا تھا اور خدا کی قدرت سے اِس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا جو آج تک محفوظ چلا آتا ہے گویا علاوہ تاریخی روایات کے اِس مقدّس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل ہے کہ یہ طوفان نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہوا جن کی مدد کے لیے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شریکِ کار رہے اللہ تعالیٰ ہم تمام کو حج مبرور عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

علم مسلمان کی میراث ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

علم وحکمت کا ملے کیوں کر سراغ
کس طرح ہاتھ آئے سوز ودرد وداغ

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند
میں زمین پر خوار وزار ودرمند

بزرگانِ محترم! نوجوانانِ اسلام عزیز طلبہ!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف اور بزرگ اس لئے بنایا ہے کہ دوسری مخلوقات کے مقابلے میں اس کو علم عطا فرمایا ہے اس کو وی آئی پی کا جو درجہ دیا گیا ہے، وہ محض

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اس علم میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹا سا حصہ انسان کو عطا فرمایا۔ آپ نے علماء سے سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رہے۔ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور نبی ہیں۔ قرآنِ مجید کے بائیس پاروں میں اللہ نے موسیٰؑ کا ذکر فرمایا کہ موسیٰ، کلیم اللہ ہیں، اللہ سے بات کرنے والے ہیں، ظاہری علم کے علاوہ علم لدُنی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم رکھے ہیں جو پوشیدہ ہیں، جس پر انسان تحقیق کرنے کے بعد مطلع ہوتا ہے۔ موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں اس کے علاوہ اور بھی علوم درکار ہیں جاؤ ہمارا ایک اور بندہ ہے، اس کے ساتھ رہو، پھر تمہیں وہ علوم حاصل ہوں گے جو تم نہیں جانتے حضرت موسیٰؑ، خضرؑ کے ساتھ رہے اور سفر کرنے لگے تو حضرت موسیٰؑ کو سمندر کے کنارے لے کر گئے۔ ایک پرندہ دریا کے کنارے پانی پی رہا تھا، خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے کلیم اللہ! میرے اور تمہارے اور دُنیا کے سارے اِنسانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں سے اتنا علم ہے جتنا کہ اس سمندر میں سے اس پرندے کی چونچ میں پانی۔ سمندر میں پانی کی کوئی انتہا نہیں، لیکن پرندے کی چونچ میں قطرہ دو قطرہ ہی پانی آ سکتا ہے۔ اسی طرح انسان کے ظرف اور اس وجود میں بہت تھوڑا علم ہے۔ اصل منبع اور خزانہ تو اللہ تعالیٰ ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انبیاء کو اس کا وارث بنایا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد حواریین، صحابہ کرام، ائمہ، صلحاء اور علمائے کرام کو وارث بنایا ہے۔ انسان کا وجود دیکھنے میں بہت چھوٹا سا ہے، اس کے اپنے وجود کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاتھی کو اگر غصّہ آ جائے تو ایک لمحہ میں انسان کو کچل کر نیست و نابود کر دیتا ہے۔ شیر کو اگر غصّہ آ جائے تو ایک پنجے میں اس کے وجود کو ختم کر دیتا

ہے، سانپ اور دیگر اسی طرح کے موذی جانور ہیں جو انسان کو ایک دفعہ ڈسنے سے ختم کر سکتے ہیں۔ ہوا اگر زور سے چل جائے تو اس کے وجود کو اُڑا کر لے جائے، پانی کا ایک بہاؤ آ جائے۔

سیلاب آ جائے تو انسان تنکوں کی طرح بہہ جائے۔ ابھی سونامی کا زلزلہ آیا تھا آپ نے دیکھا، خس و خاشاک اور تنکوں کی طرح انسان پانی میں بہہ گئے تو معلوم ہوا کہ انسان کا ظاہری وجود نہایت مختصر ہے۔ اس سے بڑی بڑی اور بہت ساری مخلوق ہیں۔ انسان میں اتنی صلاحیت نہیں کہ جس طرح ایک مکڑی پانی پر تیر سکتی ہے، مچھلی پانی پر تیر سکتی ہے، آدمی اتنا بڑا ہوتے ہوئے بھی مکڑی اور مچھلی کی طرح تیر نہیں سکتا، آدمی اگر یہ کہے کہ میں تو اشرف ہوں، وی آئی پی ہوں، میں بھی پرندوں اور چڑیوں کی طرح اُڑ سکتا ہوں تو وہ کبھی نہیں اُڑ سکتا، تو پانی پر چلنا اور ہواؤں میں اُڑنا اللہ نے انسانوں کو نہیں سکھایا ہے، اس لئے کہ یہ مقصد حیات نہیں۔ مقصد حیات الگ ہے۔

انسان کو اپنی عبادت کیلئے تخلیق فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ، ''اللہ نے انسانوں کو اور جنّات کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری اور اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے'' انسان کو اللہ نے اپنا نائب، اپنا خلیفہ اور اسسٹنٹ بنایا ہے، محض اس لئے کہ اس کو علم اور قلم عطا فرمایا ہے۔ علم و قلم اللہ تعالیٰ کے محکوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کر کے ارشاد فرمایا کہ ''اُکْتُبْ''۔ ''لکھ''......تو قلم نے وہ لکھا جو اللہ نے چاہا۔ ساری مخلوقات کی تقدیروں کو اس نے لکھ دیا۔ پھر اللہ نے وہ قلم انسان کو عطا فرمایا، وہ علم اللہ نے انسان کو عطا فرمایا، اس علم کی برکت ہے کہ دنیا میں انسان کو برتری حاصل ہے، یہ اللہ کی عطا کردہ نعمت اور اللہ کے عطا کردہ کمالات ہیں۔ آدمی بڑی بڑی بلڈنگیں بناتا ہے،

بڑے بڑے بارود اور اسلحہ بناتا ہے، آپ دیکھئے، ایک آدمی جو بلڈنگ میں کام کرتا ہے، اپنے ہاتوں سے بلڈنگ بنادیتا ہے، لیکن اسی دیوار سے انگلی میں رگڑ لگ جائے تو خون بہنے لگتا ہے، انگلی اس کی ہلکی سی خراش برداشت نہیں کرسکتی، لیکن انسان کو اللہ نے علم وقلم اور فنون کے ذریعہ مخلوقات میں سربلندی عطا فرمادی۔

وہ اپنے فن کی مدد سے بڑی بلڈنگ بنادیتا ہے۔ ہاتھی اور شیر انسان کا دشمن ہے، لیکن اپنے کمالات سے اپنے فن سے ہاتھی اور شیر کو اپنے قبضہ میں کرلیتا ہے۔ سانپ انسان کا دشمن ہے، لیکن اپنے فن سے ایک پٹاری میں بند کرلیتا ہے۔ اس کا زہر نکال کر اس کو بے بس کردیتا ہے۔

معلوم ہوا آدمی میں جو کمالات رکھے ہیں، وہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں، انسان کا اس میں اپنا کوئی کمال نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے اشرفیت عطا فرمائی اس کو علم کی دولت سے نوازا۔ یہ آسمان اور زمین ہزاروں لاکھوں سال پہلے سے بنے ہوئے ہیں، انسانوں کی آبادی سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس زمین کا وارث جنات کو بنایا تھا۔

انسان سے قبل دنیا میں جنات آباد تھے

روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نو پیغمبر جنات میں سے پیدا فرمائے ہیں، جنہوں نے دنیائے جنات میں اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کی، لیکن جنات نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ماننے سے انکار کردیا اور فتنہ وفساد دنیا میں پھیلایا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دنیا میں بھیجا اور جنات کو تہہ تیغ کردیا، جو جنات پہاڑوں میں چھپ گئے یا جن کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہتے تھے وہ بچ گئے اللہ تعالیٰ نے زمین سے جنات کا صفایا کردیا۔

انسان کو اللہ نے خلیفہ بنادیا

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ہم نے زمین پر اپنا نائب اپنا خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے، فرشتوں نے کہا: قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ اے اللہ آپ ایسی مخلوق کو زمین کا وارث بنارہے ہیں جو زمین پر فتنہ اور فساد پھیلائے گی قتل وغارت گری مچائے گا، جھوٹ بول کر اور دنیا میں نئے نئے فتنے پیدا کر کے دنیا کے امن اور شانتی کو غارت کرے گا۔

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اے اللہ ہم تو آپ کی تسبیح اور آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں بھلا ہماری طرح انسان کب آپ کی تعریف کرسکتا ہے کب آپ کی تسبیح بیان کرسکتا ہے۔ کسی آپ کا ذکر کرسکتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دل اور نفس نہیں دیا وہ تو ایک نور کے کمپیوٹر ہیں، بس ان میں اللہ تعالیٰ نے ایک سسٹم نصب فرمادیا کوئی کھڑا ہوکر ذکر کررہا ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں ہے اور کوئی قعدے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو جانتے ہیں، ان کو کبھی روٹی، پانی، چاول وفروٹ کی ضرورت نہیں، وہ اس مادی غذا سے بے نیاز اور مبرّا ہیں، اللہ کا ذکر ہی ان کی غذا ہے، اللہ نے فرمایا: اے میرے فرشتو! جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے فرشتوں نے کہا: سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ بے شک اے اللہ آپ پاک ہیں بزرگ ہیں اور آپ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور سب سے بڑے حکیم ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے پتلے میں، روح ڈالی تو آدمؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اللہ نے فرمایا کہ وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ عَجُوْلاً۔ ہم نے انسان کو بڑا جلدی باز بنایا۔ ابھی روح ڈالی اور ابھی اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا بھی نہیں کہ بیٹھو، فوراً بیٹھ

گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے حضرت آدم کو کھڑا کیا اور فرمایا۔ (30) وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ اے آدم ہم نے جو تمہیں علم دیا ہے ان فرشتوں کے سامنے بیان کرو۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ زمین کے اندر جو خزانے رکھے ہیں، زمین پر جو جڑی بوٹیاں ہیں۔ لوہا، تانبا، پیتل، دھات، سلور، پلاٹینم، سونا اور چاندی۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری چیزیں، بیان فرمادیں۔ فرشتے کہنے لگے: اے اللہ، ہمیں تو ان چیزوں کا علم ہی نہیں ہے اور زمین سے نکلنے والی جڑی بوٹیاں پھل اور فروٹ زمین سے اُگنے والے درخت جمادات اور نباتات، یہ ساری چیزیں حضرت آدمؑ نے بیان فرمائیں تو فرشتے حیرت زدہ تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم جس کو چاہتے ہیں اتنا ہی علم اس کو عطا فرمادیتے ہیں اور یہ علم ہی کی برکت ہے کہ ہم نے آدم کو تمہارا بڑا بنایا ہے، آدم کے لئے تم کو خادم بنایا ہے، آدم کو ہم نے اپنا نائب بنادیا ہے، دنیا کی وراثت اس کو عطا فرمادی۔

زمین کا وارث کون ہے؟

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر زبور میں بھی کیا ہے اور دوسری آسمانی کتابوں میں بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اُن کی نیک اور صالح اولاد کو زمین کی وراثت، زمین کی حکومت اور عطا فرمائیں گے۔ مختصر یہ کہ علم کے بغیر انسان انسان نہیں اس کی سرشت میں خو اور بو ہے، سیکھنا اور سکھانا، جاننا جستجو کرنا، کسی چیز کی ٹوہ لگانا، تجسس کرنا یہ انسان کی فطرت ہے، آپ دیکھئے جب کسی آدمی کو دنیا کی کسی چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی طلب ہوتی ہے تو وہ آدمی اس کے پیچھے لگ جاتا ہے، تجسس کرتا ہے کہ یہ کیا ہے، حتیٰ کہ اس کا علم حاصل کرکے ہی چین سے بیٹھتا ہے، اللہ

تعالیٰ نے سیکھنے اور سکھانے کا مادّہ انسان میں رکھا ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی پہلی وحی میں ارشاد فرمایا، آپ دیکھئے! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم اپنے بیوی بچوں کو (جو ابھی چند مہینے کا بچہ شیرخوار ہے) ایسے لق ودق میدان میں چھوڑ آؤ، جہاں کسی طرح کی کوئی آبادی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں!

اللہ تعالیٰ کو ہماری جان و مال اور بیوی بچوں کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں جیسے آپ کے چھوٹے بچوں کے پاس ایک چھوٹا سا کھلونا ہوتا ہے تو آپ بولتے ہیں کہ لاؤ مجھے دیدو، تو وہ کہتا ہے کہ نہیں دوں گا آپ کو۔ حالانکہ آپ اس کو لینا نہیں چاہتے، لیکن آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ مجھے دیتا ہے یا نہیں جبکہ اس کھلونے کو لینے سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں اس پوری کائنات کی اس پوری مادیت کی کوئی وقعت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں ہمارا بندہ حکم مانتا ہے یا نہیں!

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا، انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی، اونٹ پر بٹھایا اور جنگل میں چھوڑنے کیلئے چل دیئے۔ ایک مشکیزہ پانی کا اور تھوڑی کھجوریں پاس ہیں اونٹنی پر سوار ہیں اور خاموش ہیں۔

اللہ نے فرمایا خبردار! تم کوئی کلام نہیں کرنا، کوئی دلاسہ نہیں دینا، جب چھوڑ کر چل دیئے تو بیوی نے کہا کہ کس کے بھروسے پر چھوڑ کر جارہے ہو، کس کی نگرانی میں چھوڑ کر جارہے ہو۔ تو خاموش رہے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں تو بیوی بھی آج کی عورتوں جیسی نہیں تھی، سمجھ گئی کہ اللہ کا حکم ہے۔ پوچھا کیا اللہ نے ہمیں یہاں چھوڑ جانے کا حکم دیا ہے؟ اشارے سے گردن ہلادی، بیوی نے کہا جاؤ! جس

رب نے حکم دیا ہے کہ ہم یہاں رہیں وہ خالق ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہ ہے ایمان! اللہ اکبر۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ نے حضرت ہاجرہ کے دل پر القاء فرمایا تھا اور حضرت ابراہیمؑ چھوڑ کر چل دیئے اور جب پہاڑ کی اوٹ میں پہونچے تو کھڑے ہو گئے اور وہاں سے حضرت ہاجرہ کو اور اپنے بیٹے کو دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ، اے اللہ میرے بچے اور بیوی کو نمازی بنادے، دیندار بنادے، ان کو ایسا بنادے کہ یہ آپ کو یاد کرنے والے بن جائیں۔ یہ ہے وہ میراث جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی وجہ سے انسان کو بڑا اور اشرف بنایا، حضور اکرم ﷺ پر جو سب سے پہلے وحی نازل فرمائی، وہ بھی علم کے تعلق سے تھی، اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے وحی اس بات کی دیتے کہ اب آپ دین پھیلائیں گے، تو دنیا آپ کی دشمن ہوگی، لہٰذا تلوار بنائیں، تیر بنائیں اور جنگی آلات بنائیں اور بڑے بڑے ہتھیار بنائیں، تاکہ تم ان کا مقابلہ کرسکو، لیکن اللہ نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا (جبرئیل کو بھیج کر) اقرأ اے محمد ﷺ پڑھو۔

حضور اکرم ﷺ نے دنیا کے کسی انسان سے نہیں پڑھا تھا، کسی بھی انسان کا اللہ کے نبی پر احسان نہیں ہے۔ اپنے محبوب پر کسی انسان کا احسان نہیں رکھا۔ پیدا ہونے سے پہلے والد کو بلالیا اور ابھی بچپن ہی میں تھے کہ آپ کی والدہ وصال فرماگئیں اور پھر آٹھ سال کے ہوئے تو آپ کے دادا چلے گئے اور پھر پچاس سال کے ہوئے تو ابوطالب چلے گئے۔ صرف اللہ نے اپنا احسان رکھا کہ محبوب ﷺ ہمارے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ (اقرأ) اے ہمارے حبیب پڑھ، حضور ﷺ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ جبرئیلؑ نے آپ ﷺ سے معانقہ کیا

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل نے اتنی زور سے معانقہ کیا کہ میری جان نکلنے کو ہوگئی، فرمایا پڑھنا نہیں آتا تو جبرئیل علیہ السلام نے تین مرتبہ دبایا، یعنی معانقہ کیا، یہی دبانا جبرئیلؑ کی سنّت ہے، جو مدارس میں ادا کی جاتی ہے، اس سے ہمارا موڈ بگڑ جاتا ہے، ہمارا ذہن اور ہمارے بچے پر سختی ہو رہی ہے (حاصل کرنے کیلئے اساتذہ کرام کی سختی کو برداشت کرنا چاہئے)۔

جبرئیل نے اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَق پڑھ اس رب کے نام سے جس نے انسان کو مٹی سے اور لہو کی پھٹکی سے پیدا کیا عرض آج دنیا کی قومیں جو ترقی یافتہ ہیں وہ سب علم کی مرہون منت ہیں، جس کے پاس علم ہے اس کے پاس دنیا کی قیادت ہے۔ وہ دنیا کا لیڈر اور رہبر ہے جس کے پاس علم نہیں وہ بے بس ہے مسلمان کے پاس علم کی میراث جب تک رہی دنیا کا امام بنا رہا اور جب یہ علم میں پیچھے ہوا تو ساری دنیا اس کی امام بن گئی اور یہ مقتدی بن گیا اور مقتدی بھی ایسا کہ سب سے پچھلی صف میں اس کو کھڑا کیا گیا، لہٰذا دوستو! آج علم سیکھنے اور سکھانے کا زمانہ ہے۔ ہم کوشش کریں کہ ہمارا بچہ علم حاصل کرے، علم حاصل کرنے کے لئے ہماری پوری جدوجہد اور کوشش ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور علم کی دولت سے مالا مال فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

غیروں کی شباہت اختیار مت کرو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَه وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلاَمُ عَلیٰ مَنْ لاَّنَبِیَّ بَعْدَهٗ، اَمَّا بَعد! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم "إِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُواْ دِیْنَهُمْ وَکَانُواْ شِیَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُم بِمَا کَانُواْ یَفْعَلُون " "قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَا مِنْهُمْ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم..

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی
نہیں تیرا نشیمن قیصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

بزرگان محترم ،نو جوانان اسلام !عزیز طلباء! یہ بات دنیا میں مشہور ہے کہ سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے اورحق وصداقت کی بات ان ہی کے دل میں اتر سکتی ہے جن کو اللہ

نے ہدایت یافتہ بنایا ہے۔انبیاء عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ دنیا میں تشریف لائے سب کا ایک ہی مقصد تھا کہ گمراہی وضلالت سے انسانوں کو نکال کر راہِ ہدایت پر لگایا جائے جس راستے کو اللہ نے اپنے برگزیدہ اور محبوب بندوں کے لئے متعین فرمایا ہے، اس راستے پر ساری دنیائے انسانیت آجائے اور اسی کو مسلمان پانچوں نمازوں میں کھڑے ہوکر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کہتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔اے اللہ مجھے سیدھا راستہ عطا فرما۔

مجھے سیدھے راستے پر چلا۔صراط الذین انعمت علیھم ۔اس راستے پر جس پر چلنے والوں تو نے انعام واکرام سے نواز ہے اور پھر غلط راستے سے بچنے کے لئے پناہ بھی مانگتا ہے۔غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاالضَّآلِیْنَ.

اے اللہ جن پر تو نے اپنا غضب نازل کیا ہے، جوگمراہ ہوکر دوزخ میں گر چکے ہیں اے اللہ ان کے راستے پر ہم کو نہ چلا۔ پانچ وقت مسلمان دعاء مانگتا ہے، لیکن دوستو! کتنی عجیب وغریب بات ہے کہ ہم اللہ سے مانگ رہے ہیں، لیکن کبھی اپنی زندگی پر غور نہیں کیا کہ ہم ضلالت کے راستے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

دوستو! ساری دنیائے انسانیت آج ایک پلیٹ فارم پر ہے اور یہ کمزور مسلمان اپنے ایمان کو لے کر دوسرے پلیٹ فارم پر۔آج اس کی چیخ وپکار کو مذاق کی حیثیت سے لیا جارہا ہے،آج اس کی فریاد کو کوئی سننے کے لئے تیار نہیں، اس لئے کہ مسلمان دوسری قوموں کے مقابلے میں ان پڑھ اور جاہل ہے۔ بہت زیادہ پسماندہ ہے اور اپنے بچے ہوئے دین کو اپنے سینے سے چمٹائے ہوئے ہے۔یہی اس کا سب سے بڑا قصور ہے۔دوستو! مسلمان اگر سو فیصد پابند شریعت ہو جائے تو خدا کی قسم کوئی طاقت نہیں جو مسلمان کو زیر کر سکے۔دنیا کے سارے انسان جھوٹ بول سکتے ہیں، لیکن اللہ

تعالیٰ سچوں کے سچے ہیں۔اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ. اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِتَّقُوا اللّٰهِ اے لوگو! مجھ سے ڈرو۔

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ. اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔لیکن ہمارا فلسفہ عجیب وغریب ہوگیا ہے۔

آج ہمارے معاملات بالکل بدل گئے ہیں۔ہمارے اپنے نام تو واقعی اسلامی ہیں یہ اللہ کا انعام ہے لیکن عملی زندگی میں جس کو اسلام والی زندگی کہتے ہیں، اس میں مسلمان کتنا کھرا ہے۔اس کو کہنے کی ضرورت نہیں۔اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جزوی مسلمان ہیں اور قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ : يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً. اے ایمان والو! اے مومنو! اے مسلمانو! تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔اسلام ایک روحانی قلعہ ہے جس طرح بادشاہ کے قلعے میں کوئی داخل ہو جائے تو وہ مامون ہو جاتا ہے، کوئی اس کو ٹچ نہیں کرسکتا، کوئی اس کو نقصان نہیں پہونچا سکتا، اسی طرح اسلام ایک ایسا مذہبی قلعہ ہے جب اس پر پورا پورا عمل ہو جاتا ہے، وہ اللہ کی امانت اور حفاظت میں آجاتا ہے۔سید الطائفہ بطل حریت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے بارے میں برٹش گورنمنٹ نے حکم دیا حاجی صاحب کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالو، کیوں کہ سارے علماء کے سردار یہی ہیں، ان کو جیل میں ڈال دو گے تو ہندوستان سے آزادی کی تحریک ختم ہو جائے گی۔

حضرت حاجی صاحبؒ اپنے ایک مرید کے گھر پر تھے۔بہت بڑے آدمی تھے۔پولیس کو خبر ہوئی۔پولیس افسر نے کہا میں آپ کے تمام مکانات کو دیکھنا چاہتا ہوں۔یہ گھبرائے کہ حاجی صاحب موجود ہیں۔چھپے ہوئے ہیں، پولیس دیکھے گی تو

حضرت کو گرفتار کر لے گی۔میں کیا منہ دکھاؤں گا اللہ اور اس کے رسول کو، میرے اپنے گھر سے اتنا بڑا اللہ والا گرفتار کرلیا گیا؟

حاجی صاحب نے فرمایا حفاظت کرنے والے تم ہو نہ میں ہوں، حفاظت تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔سب کھول دو میں جہاں بیٹھا ہوں یہ گھر بھی کھول دو اور آنے دو، پولس آئی، سب جگہ دیکھا حاجی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں مصلیٰ بچھائے، اس جگہ بھی پولس افسر آیا۔

اللہ کی شان کہ حاجی صاحب نظر نہیں آئے، اندھیرا نہیں تھا۔افسر واپس ہو گیا۔حضور ﷺ کو شہید کرنے کے لئے سارے کفار مکّہ آپؐ کے گھر کے سامنے جمع ہیں اور حضور ﷺ جب رات کو ہجرت کے لئے نکلتے ہیں، شَاهِةَ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ. اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مٹھی مٹی ان کے اُوپر پھینک دو، ہم ان کو اندھا کردیں گے۔

حضور ﷺ نکل رہے ہیں، سب تلوار تانے کھڑے ہیں، لیکن آپؐ نظر نہیں آئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔دوستو! آج ہمارے قول وفعل میں تضاد ہے۔

قرآن نے اسی کو بیان کیا ہے میں نے آپ کے سامنے پڑھی۔"إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُواْ دِيْنَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَفْعَلُوْن" اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں وہ لوگ جو دنیا میں قرآن وسنت کو چھوڑ کر اپنے طریقے اپنا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

ہم نمازی بھی ہیں متقی اور پرہیزگار بھی جبکہ ہم گھر والوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ غلط چل رہے ہیں ہم روک نہیں رہے ہیں۔

عید کے دن غیر مسلموں کی حرص

عید کے دن میں نے کئی لوگوں کو دیکھا کسی پر نکیر نہیں لیکن شریعت کا مسئلہ بتانے میں کوئی عذر اور پس و پیش نہیں ہونی چاہیے۔آج بھی بہت سے مسلم گھرانوں کا یہ حال ہے کہ ہمارے اپنے بچے، عورتیں، بڑے آدمیوں کے پاؤں چھوتے ہیں، جبکہ مسئلہ ہے کہ پاؤں کسی کے نہیں چھونے چاہئے۔

خوشی کے موقع پر کہتے ہیں، جاؤ بیٹے! وہ ہمارے بڑے ہیں، وہ فلاں فلاں ہیں جاؤ ان کے پاؤں چھوؤ۔ ہم اس کو معمولی سمجھ رہے ہیں جب پاؤں چھوئیں گے تو یہ سر بھی جھکے گا اور سر کا جھکنا اللہ کے سوا کسی کے سامنے جائز نہیں۔

جو عمل شریعت کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، ہندوستان میں غیر مسلم بستے ہیں، ان کی اپنی ایک الگ تہذیب ہے لیکن ہماری بچیاں اور ہماری عورتیں غیر مسلم کلچر کو اپنا رہی ہیں، بہت ساری لڑکیاں اپنی پیشانی پر تلک اور بندی لگا کر عید کے دن چلتی ہیں، عید کے دن دیکھا گیا مسلمان بچیاں، مسلمان عورتیں، جن کو اللہ نے اسلام سے نوازا اور پھر وہ غیروں کے طریقوں پر چل رہی ہیں۔ ”مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ“ جس نے جس قوم کی شباہت اختیار کی، قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ دوستو! میں نے یہاں تک سنا ہے کہ لوگ چولہے کے پاؤں پڑتے ہیں یعنی چولہے کو جھک کر چومتے ہیں۔ بہت سارے سیدھے سادھے مسلمان ہیں۔ ان کو معلوم نہیں یہ کیا ہے؟ نئے گھر میں دودھ اُبالا جائے گا، جب تک گھر میں دودھ نہ بہہ جائے، تب تک گھر میں برکت نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت دودھ کی ناقدری نئے گھر میں آتے ہی ہوتی ہے یہ رسومات ہم نے غیر مسلم سے مستعار لی ہیں۔

ایک عالم دین کا واقعہ

جس نے جس قوم کی شباہت اختیار کی وہ ان ہی لوگوں میں شمار ہوگا۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک عالم دین تھے، ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا وہ دوزخ میں جل رہے ہیں بہت پریشان ہوئے کہ یہ تو بڑے عالم تھے، یہ دوزخ میں کیسے؟ اُنہوں نے پوچھا کہ حضرت میں آپ کو پہچانتا ہوں آپ بڑے اللہ والے تھے، بڑے بڑے مسائل بتاتے تھے، لوگ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن آپ دوزخ میں ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ ایک گناہ مجھ سے ایسا ہو گیا، جس پر اللہ نے میری پکڑ فرمالی۔ وہ یہ کہ ہولی کے دن میں پان کھا کر گھر کے باہر نکلا، دیکھا ایک کتا کھڑا ہے، میں نے اس پر پان کی پیک تھوک دی اور مذاق میں کہا سب ہولی کھیل رہے ہیں، تو بھی ہولی کھیل لے! اللہ نے فرمایا ہمارے دشمن کی شباہت انسانوں کے ساتھ نہ سہی، لیکن ایک کتے کے ساتھ اختیار کی تھی کہ ہولی کھیلنا تو نے پسند کیا اس کی پاداش میں عذاب میں مبتلا ہوں اتنی چھوٹی سی بات۔

ہم اور آپ کتنے کام کر رہے ہیں، غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لئے؟ غیر مسلم مسجد میں آئے، الحمدللہ، بٹھایئے، ناجائز نہیں۔ آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہوں، شامل کیجئے، کوئی برائی نہیں آپ سے قرآن طلب کریں، آپ قرآن دیجئے کوئی برائی نہیں۔ آپ سے کوئی دعا سیکھ رہا ہے، آپ سکھایئے، کوئی برائی نہیں، اسلام میں منع نہیں۔ لیکن آپ ان کے عبادت خانوں میں جا کر تلک لگائیں اور ان کی تہذیب کو اختیار کریں، وہ اگر دیپاولی میں چراغ جلا رہے ہیں تو مسلمان بھی اپنے گھروں میں جلائیں، وہ اگر ہولی کھیل رہے ہیں تو مسلمان بھی کھیلیں، اللہ کو یہ پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ. لاَ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ کفار مکہ نے

یہی بات کہی تھی ۔لڑائی کس بات کی تھی ؟حضور ﷺ سے یہی تو کہا تھا کہ اے محمد الرسول اللہ ﷺ ، چلو ہم اور آپ آپس میں صلح کرلیں، آپ ہمارے بتوں کی پوجا کیا کریں اور ہم آپ کے خدا کی پوجا کریں گے؟ اللہ نے کیا فرمایا: **وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُد. وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ. وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُد.** تمہارا معبود باطل ہے، اس کی کبھی بھی پوجا نہیں کی جاسکتی۔ **لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ.** تمہارا راستہ الگ ہمارا راستہ الگ۔ ہم ملے جلے چو چو بن کر زندگی نہیں گزار سکتے۔ آج ہم مکچر ہوگئے ہیں۔اللہ کو خالص دین پسند ہے۔**اِنَّ الدِّیْنَ عِندَاللّٰهِ الْاِسْلَامَ.** اللہ کے نزدیک کوئی طریقہ اگر ہے، تو اسلام ہے۔باقی طریقے باطل ہیں امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت عجیب وغریب بات لکھی ہے ایک بڑے عالم ایران میں تھے، انتقال کے بعد کسی وجہ سے ان کی قبر کھودنے کا موقع آ گیا دیکھا کہ ایک عیسائی لڑکی کی میت ان کی قبر میں ہے۔

حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا میں اس لڑکی کو جانتا ہوں یہ انگلینڈ میں رہتی تھی۔لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ یہاں کیسے آ گئی۔لوگ جمع ہو کر مولانا کی بیوی کے پاس گئے، پوچھا آپ کے شوہر کیسے آدمی تھے؟ بیوی نے بڑی تعریف کی بڑے نمازی، بڑے نیک، بڑے پرہیزگار، بہت زیادہ عبادت گزار تھے! تو پھر لوگوں نے بتایا قبر میں ان کی لاش کے بجائے، دوسرے کی لاش ہے، اللہ نے ان کو کہیں اور پہونچا دیا؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے، عیسائیوں کے مذہب میں یہ بات بہت اچھی ہے ان کے یہاں غسل جنابت نہیں اور ہمارے یہاں غسل کرنا پڑتا ہے۔اتنی سی بات پر اللہ نے پکڑ فرمالی۔نمازی بھی تھے، پرہیزگار بھی، لیکن غسل جنابت کی اہمیت دل میں نہیں تھی۔

وہ صاحب انگلینڈ پہونچے۔والدین سے ذکر کیا کہ ہم نے آپ کی بچی کو وہاں دیکھا ہے؟ ماں باپ نے کہا کہ ہاں دیکھا ہوگا، ہمیں اس بات کا یقین ہے کیوں کہ ہماری بچی ہمیشہ یہ کہا کرتی تھی کہ مسلمانوں کا مذہب بہت اچھا ہے کہ اسلام میں غسل جنابت بھی ہے۔

دوستو! ہم کہاں تھے اور کہاں پہونچ گئے؟ اسلام کے ایک ایک عمل سے جب تک محبت نہیں ہوگی، اور اسلام کے ایک ایک رکن کو ہم اپنے گلے سے نہیں لگائیں گے، ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوگا۔غیروں کو خوش کرنے کے لئے، اپنے نفس کو راضی کرنے کے لئے، اپنے کاروبار کو بڑھاوا دینے کے لئے، غیر شرعی طریقہ جو بھی اختیار کیا جائے گا وہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے گا۔امریکہ کو خوش کرنے کے لئے، صدام نے ایران پر حملہ کیا، نو سال تک جنگ رہی اور پھر کیا ہوا۔اسی امریکہ کے ہاتھوں صدام کو پھانسی ہوئی۔اللہ کو ناراض کر کے آدمی کو خوش کرنا، یہ اللہ کو گوارا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ساری دنیا تمہاری دشمن ہو جائے اور ہم تمہارے ساتھ ہیں تو پوری دنیا مل کر تمہارا ایک بال بیکا نہیں کرسکتی۔ہم تمہیں نقصان پہونچانا چاہیں اور ساری دنیا مل کر بھی نقصان پہونچانے سے نہیں روک سکتی۔

"**إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ**" جولوگ دنیا میں قرآن اور حدیث کے طریق کے خلاف الگ الگ قسم کے گروپ بنائیں گے اور اپنی خواہشات نفسانی کو پایہ تکمیل تک پہونچائیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کو دنیا میں ڈھیلا چھوڑ دیا ہے کہ کرتے رہو، قیامت کے دن ہم ان کی خبر لیں گے ۔**اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ.** اور ہماری پکڑ بہت سخت ہے۔جب ہم ان کو پکڑیں گے تو

کوئی طاقت ان کونہیں چھڑا سکتی، اس لئے دوستو! سو فیصد اسلام میں داخل ہونا ضروری ہے۔عید کا دن ہو، یا بقرعید کا دن، محرم ہو یا ربیع الاول، رمضان المبارک ہو یا شعبان، غم ہو یا خوشی، شادی ہو، یا بیاہ مرنا ہو یا جینا، ہر معاملات میں جب تک شریعت پرنہیں کریں گے، اللہ ہم سے راضی نہیں ہوں گے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کوعمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

☆☆☆

فتنۂ یاجوج وماجوج اورسد ذوالقرنین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.'' حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَ ھُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

ترجمہ:'' یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا، اور ہر بلندی سے تیزی سے اُتریں گے۔''

روح اگر ہے تری رنج غلامی سے زار
تیرے ہنر کا جہاں دَیر وطواف وسجود
اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سپہ انس وجن، تو ہے امیرجنود

برادران اسلام، پردہ میں بیٹھی ہوئی معزز خواتین اسلام!

آج کے اس عظیم الشان اجلاس میں فتنہ یاجوج وماجوج اور سدِّ ذوالقرنین کے موضوع پر کچھ اہم اور ضروری معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فتنہ یاجوج وماجوج بڑا ہی اہم ہے۔ قرآن مجید میں دو جگہ اور احادیث میں بکثرت ذکر آیا ہے یہ بھی آدم علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں اور روئے زمین کے کسی حصہ میں موجود ہیں، ان کے قد تین طرح کے ہوتے ہیں، کچھ تو بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں، کچھ درمیانی قد کے، کچھ ناریل اور تاڑ کے درخت کی طرح ہوتے ہیں اور ان کی نسلی پیداوار بڑی کثرت اور عمریں بڑی طویل ہوتی ہیں، یہ وحشی اور غیر متمدن قوم ہے اور بڑی ہی خونخوار ہے، لوگوں پر بڑا ہی ظلم کرتی تھی، اس لئے سکندر ذوالقرنین نے اپنی غیر معمولی طاقت اور آلات واسباب کے ذریعہ (جو اللہ نے انہیں مہیا کیے تھے) دو پہاڑوں کے بیچ جس میں وہ رہا کرتے تھے، بند کر دیا، اب وہ اسی دیوار کے پیچھے بند ہیں قرب قیامت میں یہ نکلیں گے اور روئے زمین پر فساد مچائیں گے، قرآن کریم کے مطابق ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، جیسا کہ: "مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ" سے معلوم ہورہا ہے۔

کثرت تعداد کی وجہ سے ایسا محسوس ہوگا، جیسے کہ وہ پھسلتے ہوئے چلے آرہے ہیں ان کا فتنہ ایسا عام ہوگا کہ کسی کو مقابلہ کرنے کی طاقت نہ ہوگی اور ہر طرف یہی دکھائی دیں گے، تالاب اور ندی کے راستے سے جب گزریں گے تو پورا پانی صاف کر جائیں گے، پھر جب دوسری ٹولی اس پر سے گزرے گی تو کہے گی شاید کسی وقت یہاں پانی تھا یہ سب کے سب کافر ہوں گے ان میں کوئی بھی مسلمان نہ ہوگا۔

سدِ ذوالقرنین اور حضور اکرم ﷺ کا خواب

بخاری اور مسلم نے حضرت زینب بنت جحش امّ المومنینؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک روز) نیند سے ایسی حالت میں بیدار ہوئے کہ چہرۂ مبارک

سُرخ ہورہا تھا، اور آپ کی زبان مبارک پر یہ جملے تھے: لا الٰہ الّا اللّٰہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج ماجوج مثل ھذہ و خلق تسعین "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں خرابی ہے عرب کی اس شر سے جو قریب آچکا ہے، آج کے دن یاجوج وماجوج کی روم یعنی سدّ میں اتنا سوراخ کھل گیا ہے، اور آپ نے عَقَدَ تِسْعِيْنَ یعنی انگوٹھے اور انگشت شہادت کو ملا کر حلقہ بنا کر دکھلایا۔"

رسول اللہ ﷺ کے آخر زمانے میں بذریعہ وحی خواب آپ کو دکھلایا گیا کہ سدّ ذوالقرنین میں ایک سوراخ ہوگیا ہے جس کو آپ نے عرب کے لئے شر وفتنہ کی علامت قرار دیا، اس دیوار میں سوراخ ہو جانے کو بعض محدثین نے اپنی حقیقت پر محمول کیا ہے، اور بعض نے اس کا مطلب بطور استعارہ اور مجاز کے قرار دیا ہے کہ اب سدِّ ذوالقرنین کمزور ہوچکی ہے، خروج یاجوج ماجوج کا وقت قریب آگیا ہے اور اس کے آثار عرب قوم تنزل وانحطاط کے رنگ میں ظاہر ہوں گے، واللہ اعلم۔

یاجوج وماجوج کی تعداد

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے، آپ اپنی ذریّت میں سے بعث النار (یعنی جہنمی لوگ) اُٹھایئے، وہ عرض کریں گے، اے رب! وہ کون ہیں، تو حکم ہوگا کہ ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنمی ہیں صرف ایک جنتی ہے، صحابۂ اکرام سہم گئے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے وہ ایک جنتی کونسا ہوگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا غم نہ کرو، کیونکہ یہ نوسو ننانوے جہنمی تم میں سے ایک اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار کی نسبت سے ہوں گے، اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دس حصے کئے۔ان میں سے نو حصے یاجوج ماجوج کے ہیں اور باقی ایک حصہ میں ساری دنیا کے انسان ہیں۔(روح المعانی)

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان روایات کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج کی تعداد ساری انسانی آبادی سے بیحد زائد ہے۔

روایات اور احادیث کی روشنی میں یاجوج وماجوج کا خلاصہ

مذکورالصدر احادیث میں یاجوج وماجوج کے متعلق جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ثابت ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

یاجوج وماجوج عام انسانوں کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، جمہور محدّثین ومؤرخین ان کو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد قرار دیتے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یافث بن نوح کی اولاد نوح علیہ السلام کے زمانے سے ذوالقرنین کے زمانے تک دور دور تک مختلف قبائل اور مختلف قوموں اور مختلف آبادیوں میں پھیل چکی تھی۔

یاجوج وماجوج جن قوموں کا نام ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب سدّ ذوالقرنین کے پیچھے ہی محصور ہو گئے ہوں ان کے کچھ قبائل اور قومیں سدّ ذوالقرنین کے اس طرف بھی ہوں گے۔البتہ ان میں سے جو قتل وغارت گری کرنے والے وحشی لوگ تھے، وہ سدّ ذوالقرنین کے ذریعہ روک دیئے گئے۔

مؤرخین عام طور سے ان کو ترک اور مغول یا منگولین لکھتے ہیں، مگر ان میں سے یاجوج وماجوج نام صرف ان وحشی غیر متمدّن خونخوار ظالم لوگوں کا ہے جو تمدّن سے آشنا نہیں ہوئے، انہی کی برادری کے مغول اور ترک یا منگولین جو متمدن ہو گئے وہ اس نام سے خارج ہیں۔

یاجوج وماجوج کی تعداد پوری دنیا کے انسانوں کی تعداد سے بدرجہا زائد، کم از کم ایک اور دس کی نسبت سے ہے، یاجوج وماجوج کی جو قومیں اور قبائل سدّ ذوالقرنین کے ذریعہ اس طرف آنے سے روک دیئے گئے ہیں وہ قیامت کے بالکل قریب تک اسی طرح محصور رہیں گے۔ان کے نکلنے کا وقت مقرر، ظہور مہدی علیہ السلام پھر خروجِ دجّال کے بعد ہوگا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر دجّال کو قتل کر چکیں گے۔

یاجوج وماجوج کے کھلنے کے وقت سدّ ذوالقرنین منہدم ہو کر زمین کے برابر ہو جائے گی، (آیت قرآن) اس وقت یاجوج وماجوج کی بے پناہ قومیں بیک وقت پہاڑوں کی بلندیوں سے اترتی ہوئی سرعتِ رفتار کے سبب ایسی معلوم ہوں گی کہ گویا یہ پھسل پھسل کر گر رہے ہیں، اور لاتعداد وحشی انسان عام انسانی آبادی اور پوری زمین پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کے قتل وغارت گری کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا، اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بامرِ الٰہی اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر پناہ لیں گے، اور عام دنیا کی آبادیوں میں جہاں کچھ قلعہ یا محفوظ مقامات ہیں وہ ان میں بند ہو کر اپنی جانیں بچائیں گے، کھانے پینے کا سامان ختم ہو جانے کے بعد ضروریات زندگی انتہائی گراں ہو جائے گی، باقی انسانی آبادی کو یہ وحشی قومیں ختم کر ڈالیں گی، ان کے دریاؤں کو چاٹ جائیں گی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی دعا سے پھر یہ ٹڈی دل قسم کی بے شمار قومیں بیک وقت ہلاک کر دی جائیں گی، ان کی لاشوں سے ساری زمین پٹ جائے گی، ان کی بدبو کی وجہ سے زمین پر بسنا مشکل ہو جائے گا۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء ہی کی دعا سے ان کی لاشیں دریا بُرد یا غائب کر دی جائے گی اور عالمگیر بارش کے ذریعہ پوری زمین کو دھو کر پاک وصاف کر دیا جائیگا۔

اس کے بعد تقریباً چالیس سال امن وامان کا دور دورہ ہوگا، زمین اپنی برکات اُگل دے گی، کوئی مفلس محتاج نہ رہے گا، کوئی کسی کو نہ ستائے گا، سکون و اطمینان، آرام وراحت عام ہوگی۔ (معارف القرآن)

یاجوج وماجوج ہر روز سدّ ذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں

مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج ہر روز سدّ ذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اس آہنی دیوار کے آخری حصہ تک اتنے قریب پہونچ جاتے ہیں کہ دوسری طرف کی روشنی نظر آنے لگے، مگر یہ کہہ کر لوٹ جاتے ہیں کہ باقی کو کل کھود کر پار کردیں گے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو پھر ویسا ہی مضبوط درست کر دیتے ہیں اور اگلے روز پھر نئی محنت اس کے کھودنے میں کرتے ہیں، یہ سلسلہ کھودنے میں محنت کا اور پھر منجانب اللہ اس کی درستی کا اس وقت تک چلتا رہے گا، جس وقت تک یاجوج وماجوج کو بند رکھنے کا ارادہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ ان کو کھولنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اس روز جب محنت کر کے آخری حد میں پہونچا دیں گے، تو یوں کہیں گے اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اس کو پار کرلیں گے اللہ کے نام اور اس کی مشیت پر موقوف رکھنے کی آج توفیق ہوجائے گی، تو اگلے روز دیوار کا باقی ماندہ حصہ اپنی حالت پر ملے گا اور وہ اس کو توڑ کر پار کرلیں گے۔

یاجوج وماجوج کو دعوت پہونچ چکی ہے

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس حدیث کو عبد بن حمیدؒ اور ابن حبانؒ کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے کہ ان سب کی روایت حضرت قتادہ سے ہے، اور ان میں

سے بعض کی سند کے رجال بخاری کے رجال ہیں اور حدیث کو مرفوع قرار دینے پر بھی کوئی شبہ نہیں کیا اور بحوالہ ابن عربیؒ بیان کیا، اس حدیث میں تین آیات آلھیہ یعنی معجزات ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیا، سدّ کو کھودنے کا کام رات دن مسلسل جاری رکھیں، ورنہ اتنی بڑی قوم کے لئے کیا مشکل تھا کہ دن اور رات کی ڈیوٹیاں الگ الگ مقرر کرلیتے دوسرے ان کے ذہنوں کو اس طرف سے پھیر دیا کہ اس سدّ کے اوپر چڑھنے کی کوشش کریں، اس کے لئے آلات سے مدد لیں، حالانکہ وہب بن منبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صاحب زراعت وصنعت ہیں، ہر طرح کے آلات رکھتے ہیں، ان کی زمین میں درخت بھی مختلف قسم کے ہیں، کوئی مشکل کام نہ تھا کہ اوپر چڑھنے کے ذرائع ووسائل پیدا کرلیتے، تیسرے یہ کہ ساری مدت بھی ان کے قلوب میں یہ بات نہ آئے کہ انشاء اللہ کہہ لیں، صرف اس وقت یہ کلمہ ان کی زبان پر جاری ہوگا، جب ان کے نکلنے کا وقتِ مقرر آجائے گا۔

علامہ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے وجود اور اس کی مشیّت و ارادے کو مانتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر کسی عقیدے کے ہی ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ یہ کلمہ جاری کردے اور اس کی برکت سے ان کا کام بن جائے۔ (اشراط الساعۃ للسید محمد، ص۱۵۴) امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ قرب قیامت میں یاجوج وماجوج کا انشاء اللہ کہنا اس بات پر دلیل ہے کہ ان کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ورنہ وہ انشاء اللہ نہیں بول سکتے۔ (اس لئے غالب گمان ہے کہ ان کو دعوت حق دی جاچکی ہے)۔

ذوالقرنین یاجوج وماجوج تک کیسے پہونچے؟

قرآن مجید کی شہادت کی روشنی میں ذوالقرنین بادشاہ فتح یاب ہوتا ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا جہاں یاجوج وماجوج آباد تھے جو وہاں سے قریب رہنے والی انسانی آبادی کو ستاتے اور ظلم کرتے رہتے تھے۔ وہ لوگ اگرچہ ذوالقرنین کی زبان نہیں جانتے تھے۔ لیکن انہوں نے اشاروں اور اپنی حرکات وسکنات سے ذوالقرنین کو بتادیا کہ یاجوج وماجوج ستاتے ہیں، جس کو صاحب معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ اسی طرح بیان فرماتے ہیں کہ، انہوں نے عرض کیا اے ذوالقرنین، قوم یاجوج وماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی آکر) بڑا فساد مچاتے ہیں، (یعنی قتل و غارت گری کرتے ہیں اور ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں)، سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے چندہ کر کے کچھ رقم جمع کردیں، اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنادیں کہ وہ اس طرف نہ آنے پائیں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو (تصرف کرنے کا) اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (اس لئے چندہ جمع کرنے اور مال دینے کی تو ضرورت نہیں، البتہ) ہاتھ پاؤں کی طاقت (یعنی محنت مزدوری) سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنادوں گا۔ (اچھا تو)، تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ۔ (قیمت ہم دیں گے) ظاہر یہ ہے کہ اِس آہنی دیوار بنانے کے لیے اور بھی ضرورت کی چیزیں منگوائی ہوں گی، مگر یہاں وحشی ملک میں سب سے زیادہ کم یاب چیز لوہے کی چادریں تھیں، اِس لیے اِن کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا۔

سب سامان جمع ہو جانے پر دونوں پہاڑوں کے درمیان آہنی دیوار کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا) یہاں تک کہ جب (اِس دیوار کے ردّے ملاتے ملاتے) اِن (دونوں پہاڑوں) کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو (پہاڑوں کے) برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو، دھونکنا شروع کرو) یہاں تک کہ جب (دھونکتے دھونکتے) اِس کو لال انگارہ کر دیا تو حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہوگا) کہ اِس پر ڈال دوں (چنانچہ یہ پگھلا ہوا تانبا لایا گیا اور آلات کے ذریعہ اُوپر سے چھوڑ دیا گیا کہ دیوار کی تمام درزوں میں گھس کر پوری دیوار ایک ذات ہو جائے، اِس کا طول وعرض خدا کو معلوم ہے) تو (اِس کی بلندی اور چکناہٹ کے سبب) نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے اور نہ اِس میں (غایت استحکام کے سبب کوئی) نقب لگا سکتے تھے، ذوالقرنین نے جب اِس دیوار کو تیار دیکھا، جس کا تیار ہونا کوئی آسان کام نہ تھا تو بطور شکر) کہا یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے (مجھ پر بھی کہ میرے ہاتھوں یہ کام ہو گیا اور اس قوم کے لیے بھی جن کو یاجوج وماجوج ستاتے تھے)، پھر جس وقت رب کا وعدہ آئے گا (یعنی اُس کی فنا کا وقت آئے گا) تو اِس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے (اور اپنے وقت پر ضرور واقع ہوتا ہے)۔

ذوالقرنین کا زمانہ

جمہور کے نزدیک راجح وہ قول ہے جو خود ابن کثیر نے بہ روایت ابی الطفیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ نہ وہ نبی تھے نہ فرشتہ، بلکہ ایک نیک صالح مسلمان تھے، اِس لیے بعض علماء نے یہ توجیہ کی کہ اِنَّـــهُ كَـانَ کی ضمیر ذوالقرنین کی طرف نہیں، خضر علیہ السلام کی طرف راجح ہے، وَ هُوَ الْاَقْرَبُ.

اب مسئلہ یہ ہے کہ پھر وہ ذوالقرنین جن کا ذکر قرآن میں ہے کون ہے اور کس زمانے میں ہوئے ہیں۔ اِس کے متعلق بھی علماء کے اقوال بہت مختلف ہیں، ابنِ کثیر کے نزدیک اِن کا زمانہ اسکندر یونانی مقدونی سے دو ہزار سال پہلے حضرت ابراھیم الخلیلؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اور ان کے وزیر حضرت خضرؑ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں سلف وصالحین سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ذولقرنین پیادہ پا حج کے لیے پہنچے، جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اُن کے آنے کا علم ہوا تو مکہ سے باہر نکل کر استقبال کیا اور حضرت خلیل علیہ السلام نے اُن کے لیے دُعا بھی کی اور کچھ وصیتیں اور نصیحتیں بھی اُن کو فرمائیں۔ (البدایہ ص ۱۰۸ ج ۲) اور تفسیر ابن کثیر نے بحوالۂ ازرقی نقل کیا ہے کہ اُس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ طواف کیا پھر قربانی دی۔

ابوریحان برونی نے اپنی کتاب **الآثار الباقیه عن قرون الخالية** میں کہا ہے کہ یہ ذوالقرنین جن کا ذکر قرآن میں ہے، ابوبکر بن سمّی بن عمر بن افریقیس حمیری ہے، جس نے زمین کے مشارق ومغارب کو فتح کیا، اور تبع حمیری یمنی نے اپنے اشعار میں اِس پر فخر کیا ہے کہ میرے دادا، ذوالقرنین مسلمان تھے۔

ذوالقرنین کی وعظ وتبلیغ

ذوالقرنین اپنے مشن کو جاری رکھتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچے جس کی نشان دہی قرآن مجید کی آیت کے اِس حصہ سے ہوتی ہے۔

وَوَجَدَ عِنۡدَهَا قَوۡماً. یعنی اُس سیاہ چشمہ کے پاس ذوالقرنین نے ایک قوم کو پایا آیت کے اگلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم کافر تھی، اِس لیے اگلی آیات میں اللہ تعالےٰ نے ذوالقرنین کو اختیار دے دیا کہ آپ چاہیں تو ان سب کو پہلے ان کے کفر کی سزا دیں، اور چاہیں تو اِن سے احسان کا معاملہ کریں یعنی پہلے دعوت وتبلیغ

اور وعظ و پند سے اُن کو اسلام و ایمان قبول کرنے پر آمادہ کریں، پھر ماننے والوں کو اُس کی جزا اور نہ ماننے والوں کو سزا دیں جس کے جواب میں ذوالقرنین دوسری ہی صورت کو تجویز کیا کہ اول ان کو وعظ ونصیحت سے صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کریں گے، پھر جو کفر پر قائم رہے اُن کو سزا دیں گے، اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، تو اُس کو اچھا بدلہ دے دیں گے۔

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی تحقیق

مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ نے اپنی کتاب قصص القرآن میں جو ذوالقرنین کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذوالقرنین مذکور فارس کا وہ بادشاہ ہے، جس کو یہودی خُورس، یونانی سائرس، فارسی گورش اور عرب میں خسرو کہتے ہیں، جس کا زمانہ حضرت ابراھیم علیہ السلام سے بہت بعد انبیاء بنی اسرائل سے دانیال علیہ السلام کا زمانہ بتلایا جاتا ہے۔ جو سکندر مقدونی قاتل دارا کے زمانے کے قریب قریب ہوجاتا ہے، مگر مولانا موصوف نے بھی ابن کثیر کی طرح اس کا شدت سے انکار کیا ہے کہ ذوالقرنین وسکندر مقدونی جس کا وزیر ارسطو تھا وہ نہیں ہوسکتا، وہ مشرک آتش پرست تھا، یہ مومن صالح تھے۔

توراۃ و بنی اسرائیل کی پیشین گوئی اور قرآنی شواہد

مولانا صاحب نے اپنی اس تحقیق پر موجودہ توراۃ کے حوالے سے انبیاء بنی اسرائیل کی پیشین گوئیوں سے، پھر تاریخی روایات سے اس پر کافی شواہد جمع کئے ہیں، جو صاحب مزید تحقیق کے طلب گار ہوں وہ اِس کا مطالعہ کر سکتے ہیں میرا مقصد ان تمام روایات کو عرض کرنے سے صرف اتنا ہے کہ ذوالقرنین کی شخصیت اور ان کے

زمانے کے بارے میں علمائے اُمت اور ائمہ تاریخ وتفسیر کے اقوال سامنے آجائیں، اِن میں سے راجح کس کا قول ہے یہ میرے مقصد کا جز نہیں اُن کے معین ومبین کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر نہیں اور ان میں جو قول بھی راجح اور صحیح قرار پائے، مقصدِ قرآنی ہر حال میں حاصل ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ. آگے آیات کی تفسیر سنئے۔

قُلْ سَأَتْلُوْ عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا. اِس میں یہ قابلِ نظر ہے کہ قرآنِ کریم نے اس جگہ ذِكْرُهٗ کا مختصر لفظ چھوڑ کر مِنْهُ ذِكْرًا کے دو کلمے کیوں اختیار کیے؟ غور کیجیے تو اِن دو کلموں میں اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ قرآن نے ذوالقرنین کا پورا قصہ اور اس کی تاریخ ذکر کرنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ اس کے ذکر کا ایک حصہ بیان کرنے کے لیے فرمایا، جس پر حرف مِنْ اور ذِكْرًا کی تنوین بقواعد عربیت شاہد ہے۔ اُوپر جو تاریخی بحث ذوالقرنین کے نام ونسب اور زمانے وغیرہ کی لکھی گئی ہے، قرآن کریم نے اس کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دینے کا پہلے ہی اظہار فرمایا ہے۔ یاجوج وماجوج اور سد ذوالقرنین کے متعلق یہ معلومات تو وہ ہیں جو قرآن اور احادیث نبویہ نے اُمت کو بتلا دیے ہیں، اِسی پر عقیدہ رکھنا ضروری اور مخالفت ناجائز ہے۔

یاجوج وماجوج کے بائیس قبائل ہیں

قرطبی نے اپنی تفسیر میں بحوالۂ سُدّیؒ نقل کیا ہے کہ یاجوج وماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے اکیس قبیلوں کو سدِّ ذوالقرنین سے بند کر دیا گیا، ان کا ایک قبیلہ سدّ ذوالقرنین کے اندر اس طرف رہ گیا، وہ تُرک ہیں، اس کے بعد قرطبی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تُرک کے متعلق جو باتیں بتلائی ہیں وہ یاجوج وماجوج سے ملتی ہوئی ہیں، اور آخر زمانے میں مسلمانوں کی ان سے جنگ ہونا صحیح مسلم کی حدیث میں ہے، پھر فرمایا کہ اس زمانے میں تُرک قوم کی بڑی بھاری تعداد مسلمانوں کے مقابلہ

کے لیے نکلے گی، جن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، وہی مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا سکتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی یاجوج وماجوج ہیں یا کم از کم ان کے مقدّمہ ہیں (قرطبی، ص ۵۸ ج ۱۱) (قرطبی کا زمانہ چھٹی صدی ہجری ہے، جس میں فتنۂ تاتار ظاہر ہوا، اور اسلامی خلافت کو تباہ و برباد کیا، ان کا عظیم فتنہ تاریخِ اسلام میں معروف اور تاتاریوں کا مغول ترک میں سے ہونا مشہور ہے)۔

مگر قرطبی نے ان کو یاجوج ماجوج کے مشابہ اور ان کا مقدمہ قرار دیا ہے، ان کے فتنہ کو خروج ماجوج نہیں بتایا جو علاماتِ قیامت میں سے ہے، کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث مذکور میں اس کی تصریح ہے کہ وہ خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کے زمانے میں ہوگا۔

ناچیز ادریس حبان رحیمی کے نزدیک فتنۂ تاتار اور خروجِ یاجوج ماجوج دو الگ الگ فتنے ہیں۔ فتنۂ تاتار کو اگر فتنۂ یاجوج ماجوج کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے تو سوویت یونین کی افغانستان پر یلغار کو کس اعتبار سے دیکھا جائے گا۔ ۱۹۸۰ء کے بعد کے حالات ایسے ناگفتہ بہ رہے ہیں کہ جو فتنۂ تاتار سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہیں۔ اسی ہزار کی تعداد میں سوویت یونین نے افغانستان پر فوج کشی کی اور لگاتار دس سال تک خون ریزی نہیں بلکہ نسل کشی کی حد تک جدید ہتھیاروں سے لیس فوج نے افغانستان کو تباہ و تاراج کر دیا جس کی تفصیل دیگر کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے اور افغانستان کو کھنڈر بنا کر رکھ دیا۔

پھر دوسری تفصیل امریکہ اور اس کے حواریوں کی یلغار کی ہے جس کو بیان کرنے کے لیے دس ہزار صفحات بھی کم ہیں۔ کئی لاکھ فوجیوں کو جدید اسلحہ سے لیس کر کے عراق کو ایک سو سال پیچھے دھکیل دیا اور نہتے شہریوں، معصوم بچوں اور گھریلو

عورتوں کی عزّت اور زندگی سے کھلواڑ کیا۔ زندگی کا ہر شعبہ ملکِ عراق کا نہ صرف متاثر ہوا بلکہ تباہ و برباد ہو گیا، جانی و مالی نقصان کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت کے اثاثوں سے لے کر پرائیوٹ زندگی اور عام شہریوں کو جانوروں سے زیادہ بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کیا، اور سنّی شیعہ فتنہ کھڑا کیا۔ پٹرول اور معدنیات پر قبضہ جما کر اپنی من مانی کرتا رہا۔

کیا بُش اس زمانے کا دجال نہیں ہے؟ جس نے انسان ہوتے ہوئے انسانیت کو ننگ عار بنا دیا مظالم اور ستم کی تمام حدوں کو پار کر کے انسانیت کو شرمندہ کر دیا، بے گناہ مردوں اور عورتوں کو ستم بالائے ستم کا نشانہ بنا کر ثابت کر دیا کہ اسی زمانے کا یہ فتنہ، فتنہ تاتار سے کہیں زیادہ مہلک اور نسل کشی پر مبنی ہے۔ لیکن اس کو بھی خروجِ یاجوج وماجوج نہیں کہا جا سکتا۔ سینکڑوں تیل کے کنوؤں میں آگ لگا دی گئی۔ چھ لاکھ سے زائد بچے شہید ہو گیے دس لاکھ سے زیادہ لوگ شہید اور ہلاک ہو گئے۔ بیس لاکھ سے زیادہ لوگ جلا وطن ہو گیے۔ ہزاروں سائنسدانوں، لکچرر، پروفیسرس، اور محققین کو تختہ دار پر لٹکا دیا آسمانوں نے بموں کی شکل میں افغانستان اور عراق پر انگارے برسائے گیے زندہ انسانوں کو جلا دیا گیا پانی کی جگہ پیشاب پینے پر مجبور کیا گیا انسانیت کو ختم کرنے کے لیے درندگی کا ننگا ناچ ہوتا رہا اور ہو رہا ہے لیکن یہ بھی فتنۂ یاجوج ماجوج نہیں ہے۔

آیئے میں آپ کو تاریخ کے کچھ گم شدہ اوراق دکھاتا چلوں، جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ فتنۂ خروجِ دجّال اور قصہ یاجوج وماجوج کا زمانہ اور آثار وقرائن ہی الگ ہیں گزشتہ بیان میں بھی اس کی نفی ہو چکی ہے اور اب آگے آنے والے بیان میں آپ کو معلوم ہوگا کہ یاجوج وماجوج کہاں ہیں اور سدِ ذوالقرنین کہاں ہو سکتی ہے۔

ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کہاں ہے!

مشہور مورخ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اقلیم سادس کی بحث میں یاجوج وماجوج اور سدِ ذوالقرنین اور ان کے محل ومقام کے متعلق جغرافیائی تحقیق اس طرح فرمائی ہے:

”ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں مغرب کی جانب ترکوں کے وہ قبائل آباد ہیں جو قنجاق اور چرکس کہلاتے ہیں، اور مشرق کی جانب یاجوج ماجوج کی آبادیاں ہیں، اور ان دونوں کے درمیان کوہ قاف حد فاصل ہے جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں کہ وہ بحر محیط سے شروع ہوتا ہے، جو چوتھی اقلیم کے مشرق میں واقع ہے اور اس کے ساتھ شمال کی جانب اقلیم کے آخر تک چلا گیا ہے، اور پھر بحرِ محیط سے جدا ہو کر شمال مغرب میں ہو جاتا ہے، یہاں سے وہ پھر اپنی پہلی سمت کو مڑ جاتا ہے، حتیٰ کہ ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں داخل ہو جاتا ہے، اور یہاں پہونچ کر جنوب سے شمال مغرب کو ہوتا ہوا گیا ہے، اور اسی سلسلۂ کوہ کے درمیان سدِّ سکندری واقع ہے اور ساتویں اقلیم کے نویں حصہ کے وسط ہی میں وہ سدِّ سکندری ہے، جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اور جس کی اطلاع قرآن نے بھی دی ہے۔ اور عبد اللہ بن خرداذبہ نے اپنی جغرافیہ کی کتاب میں واثق باللہ خلیفہ عباسی کا وہ خواب نقل کیا ہے جس میں اس نے یہ دیکھا تھا کہ سدّ کھل گئی ہے، چنانچہ وہ گھبرا کر اٹھا اور دریافت حال کے لیے سلّام ترجمان کو روانہ کیا، اِس نے واپس آکر اسی سدّ کے حالات و اوصاف بیان کیے۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۷۹)

واثق باللہ خلیفہ عباسی کا سدِ ذوالقرنین کی تحقیق کرنے کے لیے ایک جماعت کو بھیجنا اور ان کا تحقیق کر کے آنا، ابنِ کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے، اور

یہ کہ یہ دیوار لوہے سے تعمیر کی گئی ہے، اس میں بڑے بڑے دروازے بھی ہیں، جن پر قفل پڑا ہوا ہے، اور یہ شمال مشرق میں واقع ہے اور تفسیر کبیر وطبری نے اس واقعہ کو بیان کرکے یہ بھی لکھا ہے کہ جو آدمی اس دیوار کا معائنہ کرکے واپس آنا چاہتا ہے تو رہ نما اس کو ایسے چٹیل میدانوں میں پہونچاتے ہیں جو سمرقند کے محاذات میں ہے۔

(تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۵۱۳)

حضرت علامہ انور کشمیریؒ کی تحقیق اور خلاصہ

حضرت الاستاذ حجۃ الاسلام علامہ انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اس معاملہ میں ہے کہ اہلِ یورپ کا یہ کہنا کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ہم نے ساری دنیا چھان ماری ہے ہمیں اس دیوار کا پتہ نہیں لگا، کیونکہ اوّل تو خود ان ہی لوگوں کی یہ تصریحات موجود ہیں کہ سیاحت اور تحقیق کے انتہائی معراج پر پہونچنے کے باوجود آج بھی بہت سے جنگل اور دریا اور جزیرے ایسے باقی ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہوسکا، دوسرے یہ بھی احتمال بعید نہیں کہ اب وہ دیوار موجود ہونے کے باوجود پہاڑوں کے گرنے اور باہم مل جانے کے سبب ایک ہی پہاڑ کی صورت اختیار کرچکی ہو، لیکن کوئی نصِ قطعی اس کے بھی منافی نہیں کہ قیامت سے پہلے یہ سدّ ٹوٹ جائے، یا کسی دور دراز کے طویل راستہ سے یاجوج موجوج کی کچھ قومیں اس طرف آسکیں۔

اللہ تعالیٰ پوری اُمّت کو اس فتنۂ یاجوج ماجوج سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

محرم الحرام کے فضائل اور اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرَةٌ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزُّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

روح اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی
زندگانی کے لئے نارِ خودی نور وحضور
یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

"میدان جہاد سے بھاگنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اگرچہ لوگ ہلاک ہوجائیں۔"

برادران اسلام، پردہ نشین ماؤں اور بہنو! آج اس عظیم الشان اجلاس میں حضرت حسینؓ بن علی کی قربانیوں سے نکلنے والے نتائج اور ملنے والے سبق کا تذکرہ

کرنا ضروری سمجھتا ہوں، لیکن اس سے پہلے یوم عاشورہ کے کچھ فضائل و مناقب بھی بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

حرمت والا مہینہ

بزرگان محترم! آج عاشورہ کا مقدس دن ہے۔ یوں تو سال کے بارہ مہینے اور ہر مہینے کے تیس دن اللہ جل شانہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں، لیکن اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے پورے سال کے بعض ایام کو خصوصی فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان ایام میں کچھ مخصوص احکام مقرر فرمائے ہیں یہ محرم کا مہینہ بھی ایک ایسا مہینہ ہے جس کو قرآن کریم نے حرمت والا مہینہ قرار دیا ہے، قرآن میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ چار مہینے ایسے ہیں جو حرمت والے ہیں، ان میں سے ایک محرم کا مہینہ ہے۔

عاشورہ کا روزہ

خاص طور پر محرم کی دسویں تاریخ جس کو عام طور پر عاشورہ کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں دسواں دن اللہ پاک کی رحمت و برکت کا خصوصی طور پر حامل ہے جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے اس وقت تک عاشورہ کا روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا تھا، بعد میں جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو اس وقت عاشورہ کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی لیکن حضور اکرم ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ جل شانہ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن روزہ رکھے گا تو اس کے پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ عاشورہ کے روزے کی اتنی بڑی فضیلت آپ ﷺ نے بیان فرمائی۔

ایک ضروری بات کی تنبیہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن و احادیث کی اصطلاح میں جہاں کہیں بھی ''بغیر توبہ'' گناہوں کی معافی کا تذکرہ آئے تو اس سے مراد صغیرہ گناہ ہے اس لئے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا اور جہاں کہیں کبیرہ گناہوں کی معافی کا ذکر آئے اس جگہ توبہ ملحوظ ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور بندوں پر بڑے ہی شفیق و مہربان ہیں، بغیر توبہ کے گناہ کبیرہ و صغیرہ سب معاف کر سکتے ہیں لیکن مومن کا فریضہ ہے کہ کبھی اگر کوئی گناہ ہو جائے تو ضرور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اس گناہ سے معافی مانگ لیں، اس لئے کہ آنکھ بند ہوتے ہی اعمال کا دفتر بند ہو جاتا ہے۔

یوم عاشورہ ایک مقدس دن ہے

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عاشورہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس روز میں نبی کریم ﷺ کے مقدس نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، اس شہادت کے پیش آنے کی وجہ سے عاشورہ کا دن مقدس اور حرمت والا بن گیا ہے یہ بات صحیح نہیں، خود حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں عاشورہ کا دن مقدس سمجھا جاتا تھا اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں احکام بیان فرمائے تھے اور قرآن کریم نے بھی اس کی حرمت کا اعلان فرمایا تھا جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً ساٹھ سال کے بعد پیش آیا، لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ عاشورہ کی حرمت اس واقعہ کی وجہ سے ہے، بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اس روز واقع ہونا یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مزید فضیلت کی دلیل ہے کہ اللہ جل شانہ نے ان کو شہادت کا مرتبہ اس دن عطا فرمایا جو پہلے ہی سے مقدس اور محترم چلا آرہا تھا، بہر حال عاشورہ کا دن ایک مقدس دن ہے۔

اس دن کی فضیلت کی وجوہات

اس دن کے مقدس ہونے کی وجہ کیا ہے؟ یہ اللہ جل شانہ ہی بہتر جانتے ہیں، اس دن کو اللہ پاک نے دوسرے دنوں پر کیوں فضیلت دی ہے؟ اور اس دن کا کیا مرتبہ رکھا ہے؟ اللہ پاک ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں مگر بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو وہ عاشورہ کا دن تھا جب نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد خشکی میں اتری تو وہ عاشورہ کا دن تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اور اس آگ کو اللہ پاک نے ان کے لئے گلزار بنایا تو وہ عاشورہ کا دن تھا اور قیامت بھی عاشورہ کے دن قائم ہوگی، یہ واقعات بھی عاشورہ کے دن خصوصیت دیتے ہیں۔

عاشورہ کے دن لوگوں نے طرح طرح کی بدعات وخرافات ایجاد کر رکھی ہیں ان میں بڑی بڑی خرافات جن کا وجود نہ تو آپ ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانہ میں بلکہ دو تین صدی بعد لوگوں نے اس کو ایجاد کیا پھر بعد میں مزید اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات ملی

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ فرعون سے ہوا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے پر پہنچ گئے اور پیچھے سے فرعون کا لشکر آ گیا تو اللہ پاک نے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی دریا کے پانی پر ماریں، اس کے نتیجے میں دریا میں بارہ راستے بن گئے اور ان راستوں کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر دریا کے پار چلا گیا اور جب فرعون وہاں پہنچا اور اس نے دریا میں خشک راستے دیکھے تو وہ بھی دریا کے اندر چلا گیا لیکن جب فرعون کا پورا

لشکر دریا کے بیچ میں پہنچا تو وہ پانی مل گیا اور فرعون اور اس کا پورا لشکر غرق ہو گیا یہ واقعہ عاشورہ کے دن پیش آیا، اس کے بارے میں مستند روایت ہے۔

یہودیوں کی شباہت سے بچیں

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں جب بھی عاشورہ کا دن آتا تو آپ ﷺ روزہ رکھتے، لیکن وفات سے پہلے جو عاشورہ کا دن آیا تو آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور ساتھ میں یہ ارشاد فرمایا کہ دس محرم کو ہم مسلمان بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودیوں کے روزہ رکھنے کی وجہ وہی تھی کہ اس دن چونکہ بنی اسرائیل کو اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ فرعون سے نجات دی تھی، اس کے شکرانے کے طور پر یہودی اس دن کا روزہ رکھتے تھے، بہرحال، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہلکی سی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشورہ کا روزہ نہیں رکھوں گا بلکہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملالوں گا، ۹، محرم الحرام یا ۱۱ محرم کا روزہ بھی رکھوں گا تا کہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔

اس روز سنت والے کام کریں

اس دن کا تقدس یہ ہے کہ جو کام نبی کریم ﷺ کی ثابت کریں، سنت کے طور پر اس دن کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے چنانچہ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس دن روزہ رکھنا گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ جل شانہ اس کی توفیق عطا فرمائے آمین!

ایک کے بجائے دو روزے رکھیں

لیکن اگلے سال عاشورہ کا دن آنے سے پہلے ہی حضور اقدس ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ کو اس پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ چونکہ حضور اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمادی تھی اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عاشورہ کے روزے میں اس بات کا اہتمام کیا ۹ محرم یا ۱۱ محرم کا ایک روزہ اور ملا کر رکھا اور اس کو مستحب قرار دیا اور تنہا عاشورہ کا روزہ رکھنے کو حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں خلاف اولی قرار دیا، یعنی اگر کوئی شخص صرف عاشورہ کا ایک روزہ رکھ لے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا بلکہ اس کو عاشورہ کے دن روزہ کا ثواب ملے گا، لیکن چونکہ آپ کی خواہش دو روزے رکھنے کی تھی، اس لئے اس خواہش کی تکمیل میں بہتر یہ ہے کہ ایک روزہ اور ملا کر دو روزے رکھے جائیں۔

غیروں کی مشابہت درست نہیں

رسول کریم ﷺ کے اس ارشاد میں ایک سبق اور ملتا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ ادنیٰ مشابہت بھی حضور اکرم ﷺ نے پسند نہیں فرمائی، حالانکہ وہ مشابہت کسی برے اور ناجائز کام میں نہیں تھی بلکہ ایک عبادت میں مشابہت تھی کہ اس دن جو عبادت وہ کر رہے ہیں ہم بھی اس دن وہی عبادت کریں لیکن آپ نے اس کو بھی پسند نہیں فرمایا، کیوں؟ اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو جو دین عطا فرمایا ہے وہ سارے ادیان سے ممتاز ہے اور ان پر فوقیت رکھتا ہے، لہٰذا ایک مسلمان کا ظاہر و باطن بھی غیر مسلم سے ممتاز ہونا چاہئے۔ اس کا طرز عمل، اس کی چال ڈھال، اس کی وضع قطع اس کے اعمال، اس کے اخلاق، اس کی عبادتیں وغیرہ ہر چیز غیر مسلموں سے

ممتاز ہونی چاہئے چنانچہ احادیث میں یہ احکام جا بجا ملیں گے جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیر مسلموں سے الگ طریقہ اختیار کرو، مثلاً فرمایا کہ مشرکین جو اللہ پاک کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے اپنا ظاہر و باطن الگ رکھو۔

غیروں کی تقلید نہ کریں

افسوس! آج مسلمانوں کو اس کا خیال اور پاس نہیں رہا، اپنے طریقہ کار میں، وضع قطع میں، لباس پوشاک میں، اُٹھنے بیٹھنے کے انداز میں، کھانے پینے کے طریقوں میں غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت اختیار کر لی، ان جیسا لباس پہن رہے ہیں، ان کی طرح اپنی زندگی کا نظام بناتے ہیں ان کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ زندگی کے ہر کام میں ان کی نقالی کو نصب العین بنا لیا ہے آپ اندازہ کریں؟ حضور اکرم ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت کو پسند نہیں فرمایا، اس سے سبق ملتا ہے کہ ہم نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں غیر مسلموں کی جو نقالی اختیار کر رکھی ہے، خدا کے لئے اس کو چھوڑ دیں اور رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی اقتداء کریں ان لوگوں کی نقالی مت کریں جو روزانہ اسلام کے خلاف سازش کرتے ہیں، جنہوں نے مسلمانوں پر ظلم اور استبداد کا شکنجہ کسا ہوا ہے، جو مسلمانوں کو انسانی حقوق دینے کو تیار نہیں ان کی نقالی کر کے آخر کیا حاصل ہوگا؟ ہاں دنیا میں بھی ذلت ہوگی اور آخرت میں بھی رسوائی ہوگی، اللہ پاک ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“. جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی قوم میں سے ہوگا آج مغرب کی نقالی اور اس کے دوش بدوش چلنے میں لوگ فخر محسوس کر رہے ہیں، کھڑے کھڑے پیشاب کرنا اور کھڑے ہو کر کھانا، آج فیشن بن گیا، اللہ کے فرمان اور رسول کے ارشاد کی کوئی پرواہ نہیں۔

ایک دوسرے موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْـمَـرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. آدمی اسی کے ساتھ ہوتا جس سے اس نے محبت کی۔

عاشورہ کی فضیلت

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے جو شخص عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر اور ان لوگوں پر جو اس کے عیال میں ہیں مثلاً اس کے بیوی بچے، گھر کے ملازم وغیرہ ان کو عام دنوں کے مقابلے میں عمدہ اور اچھا کھانا کھلائے اور کھانے میں وسعت اختیار کرے تو اللہ جل شانہ اس کی روزی میں برکت عطا فرمائیں گے، یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے مضبوط نہیں لیکن کوئی شخص اس پر عمل کرلے تو مضائقہ نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی رحمت سے اُمید ہے کہ اس عمل پر جو فضیلت بیان کی گئی ہے وہ انشاء اللہ حاصل ہوگی۔ لہٰذا اس دن گھر والوں پر کھانے میں وسعت کرنی چاہئے، اس کے علاوہ لوگوں نے جو چیزیں اپنی طرف سے گھڑ لی ہیں، ان کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔

اور یہ بدعت کے قبیل کی خبریں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

فضولیات سے بچو

قرآن کریم نے جہاں حرمت والے مہینوں کا ذکر فرمایا وہاں ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ ان حرمت والے مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو ظلم نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان مہینوں میں گناہوں سے بچو، بدعات اور منکرات سے بچو، چونکہ اللہ

جل شانہ تو عالم الغیب ہیں، جانتے ہیں کہ ان حرمت والے مہینوں میں لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں گے، اور اپنی طرف سے عبادت کے طریقے گھڑ کر ان پر عمل کرنا شروع کردیں گے، اس لئے فرمایا کہ اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم نے صاف حکم دے دیا کہ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ بلکہ ان اوقات کو اللہ پاک کی عبادت اور اس کے ذکر میں اس کے لئے روزہ رکھنے میں اور اس کی طرف رجوع کرنے میں اور اس سے دعائیں کرنے میں صرف کرو، اور ان فضولیات سے اپنے آپ کو بچاؤ، اور ان تمام محرمات و ممنوعات سے دور رکھو جن سے اللہ نے روکا اور منع کیا ہے۔

عاشورہ کا دن یہ پیغام دیتا ہے کہ باطل کے سامنے کسی بھی حالت میں گھٹنے نہ ٹیکیں جوش وجذبہ کے ساتھ صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور لَوْمَةَ لَائِمٍ کی پرواہ کئے بغیر حق کی آواز بلند کریں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کے ایک بہت بڑے حصے، جن کی تعداد ۷۲ تھی ساتھ لے کر کربلا کے میدان میں جام شہادت نوش کیا لیکن باطل کے سامنے سر خم نہ کیا اور تاریخِ جبر کی پیشانی پر یہ لکھ گئے کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

آج مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جارہے ہیں اور مسلم حکومتیں تماشائی بنی بیٹھی ہیں جبکہ آج بھی مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے لیکن سمندروں

کے جھاگ کے مانند ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں افغانستان ہو کہ عراق و فلسطین ہر جگہ مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہوئی ہے، اور کتنی ہی مسلم حکومتیں میر صادق و میر جعفر کا گھناؤنا کردار ادا کر رہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے اور اسلام کی سر بلندی عطا کرے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اولاد کے حقوق والدین پر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَه وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ، اَمَّا بَعْد! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ. وَقَالَ تَعَالٰى. وَالَّذِيْنَ اُوْتُوالْعِلْمَ دَرَجٰت. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

خونِ دل وجگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت ''لہو ترنگ'' ہے غافل! نہ ''جل ترنگ''

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام، عزیز طلبہ!

گزشتہ تین خطبات میں اولاد اللہ کی نعمت ہے اور اس کی تربیت اور اس کے تعلیم کے متعلق کچھ ضروری گزارشات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی گئی تھیں اور آج بھی اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے، اس لئے کہ انسان کو دنیا میں دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے ایک مال دوسری اولاد مال اس لئے کہ دنیوی اور مادی ضروریات

اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ پوری فرماتے ہیں اور مسلمان کا مال تو بہت زیادہ قیمتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مسلمان اپنی آخرت بناتا ہے اور اولاد اس کی نسل اور اولاد پھلتی پھولتی ہے میری اور آپ کی کیا ہستی اَنۡبِیَاء عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے اولادوں کے لئے دعا کی، ابراہیم علیہ السلام کو اولاد نہیں ہوئی۔ نوے (۹۰) سال ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ. اے اللہ! مجھے ایک بیٹا عطا فرما، جو نیک لوگوں میں سے ہو، صالحین میں سے ہو حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اولاد نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہم تم کو ایک بیٹا دیں گے اس کا نام یحییٰ رکھنا معلوم ہوا کہ اولاد انسان کی فطری اور مادی ضرورت ہے اور اسی سے گھر پھلتا اور پھیلتا ہے، جس گھر میں بچے نہ ہوں وہ گھر سونا لگتا ہے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اولاد کے لئے ہمیں بھی اولاد کے لئے دعا کرنی چاہیئے، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! نیک اور صالح بیٹا عطا فرما، اس لئے کہ نیک اولاد دنیا میں بھی اپنے ماں باپ کا نام روشن کرتی ہے اور آخرت میں بھی نجات کا ذریعہ بنتی ہے، علماء نے فرمایا کہ نیک اولاد باقیات الصالحات میں سے ہے، آخرت میں بھی نیک اولاد کام آئے گی جب دفتر اعمال کھولے جائیں گے، وہاں ثواب لکھا ہوا ملے گا تو بندہ عرض کرے گا کہ الٰہی اتنی نیکیاں تو میں نے کی نہیں یہ کہاں سے آ گئیں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تیری اولاد نیک تھی اس نے جو عمل کیا اس کے نیک اعمال میں تیرا بھی حصہ رہا اور ہم نے جتنا اس کو دیا اتنا ہی تجھ کو دیا تو معلوم ہوا کہ اولاد کا پیدا ہونا بڑی ہی خیر و برکت کی چیز ہے حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادوں کا انتقال ہو گیا، مکے کے کفار خوش ہو گئے، کہ محمد ابتر ہو گئے (نعوذ باللہ) یعنی اب ان کی نسل نہیں چلے گی، اب یہ بے نسل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ

نے سورہ کوثر نازل فرمائی فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ. بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہو جانے والا ہے، اے محمد ﷺ کیوں غم زدہ ہوتے ہیں ہم تمہاری نسل دنیا کے سارے انسانوں سے بہتر چلائیں گے۔

آج دیکھئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل کو سید کہا جاتا ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے حضرت علیؓ نے اور بھی نکاح کئے ان کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے۔ صدیق اکبرؓ کی اولاد کو صدیقی کہا جاتا ہے، لیکن حضور ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ کے بطن مبارک سے حسن و حسین پیدا ہوئے ان سے جو اولاد چلی ان کو سید یعنی سردار کا خطاب عطا فرمایا، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انسان کو دنیا میں دو چیزوں کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے ایک مال دوسرے اولاد، مال ضرورت کی چیز ہے پوجا کرنے کی چیز نہیں، پرستش کرنے کی چیز نہیں، لکشمی کو پوجتے ہیں غیر مسلم اسلام میں لکشمی یا مال کا دیوتا ہونے کا کوئی تصوّر نہیں

آپ ﷺ کا صبر و تحمل

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو دیکھا کہ پاؤں کے نیچے درہم و دینار رکھے ہوئے ہیں فرمایا مال کی اتنی بھی توہین نہ کرو کہ اس کو پاؤں کے نیچے دبا کر بیٹھو اور اتنی بھی عزت نہ کرو کہ اس کو سر پر رکھو۔ فرمایا اس کو درمیان میں رکھو جیب میں رکھو، نہ نیچے، نہ اوپر، مال نا خدا ہے یعنی مال خدا نہیں ہو سکتا، حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آئے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بہت پریشان ہوں۔ کچھ روزگار نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دیں گے۔ جو آدمی غربت میں صبر کرتا ہے اس کے عوض آخرت میں اللہ تعالیٰ بہت کچھ دیتے ہیں ان کو غصہ آ گیا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بشارتیں تو آپ بہت دیتے ہیں مجھے تو مال چاہئے۔ آپ

مال دو، وہ بے قرار اور بے چین تھے، ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ تحمل اور برداشت کی طاقت نہیں تھی۔ میں یا آپ ہوتے ایسے موقع پر، تو کہتے، اس کو باہر نکالو، ہم پر قرض چاہیئے، جو مال طلب کر رہے ہو؟ یہ تو آقا کا ظرف تھا کہ کڑوی کسیلی سب سنتے تھے، برداشت کرتے تھے۔ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وصف خاص ہے کہ جہاں اچھی باتوں کو سنتے ہیں وہاں بری باتوں کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ ؎

اچھے اچھوں کو تو دنیا میں سبھی چاہتے ہیں
بروں کے ہیں خریدار مدینے والے ﷺ

دنیا میں اچھے آدمی کو سب چاہتے ہیں لیکن سرکار کی صفت تھی کہ برے آدمی کو بھی چاہتے تھے حضور ﷺ غمزدہ ہو گئے، خاموش رہے، کچھ دیر بعد ایک صاحب خیر انڈے کے برابر سونا لے کر آئے عرض کیا یہ آپ ﷺ کی خدمت میں نذرانہ ہے آپ ﷺ نے سب سے پہلے ان کو بلایا اور فرمایا لو یہ اللہ نے تمہارے لئے بھیج دیا ہے تو معلوم ہوا مال انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ جب یہ آتا ہے تو آدمی سدھرتا بھی ہے اور بگڑتا بھی ہے اور جب یہ نہیں ہوتا تو آدمی چوری کرنے پر اور ایمان بیچنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا ایمان باقی رکھے۔

تکبر کا انجام

آپ نے سنا ہوگا کہ عبدالملک بن مروان مالدار بادشاہ تھا اس کے غلام اور باندی کے ناڑے چاندی اور سونے کے تاروں سے بنے ہوئے ہوتے تھے۔ اور کوئی جوتا ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں سونا اور جواہرات نہ ٹکے ہوں۔ انتقال سے پہلے اپنی اولاد کو جمع کیا، اور کہا میں نے بڑے دبدبے سے حکومت کی اور بڑا مال جمع کیا ہے کہ تم لوگ سات پشتوں تک بھی خرچ کرو گے تو ختم نہیں ہوگا اتنا مال تم لوگوں کے لئے

چھوڑ کر جا رہا ہوں، لیکن تاریخ گواہ ہے۔ تکبر انسان کے لئے زیب نہیں دیتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تکبر میری چادر ہے جو تکبر کی چادر اوڑھتا ہے ہم اس کو تار تار کر دیتے ہیں ذلیل و خوار اور رسوا کر دیتے ہیں، بندے کو بندہ بن کر رہنا ہے، تاریخ میں ہے کہ عبدالملک بن مروان کے پوتے قاھرہ کی جامع مسجد کے دروازے پر کھڑے اپنا دامن پھیلا کر کہہ رہے تھے اے لوگو یہ مسجد ہمارے دادا عبدالملک بن مروان نے بنوائی تھی۔ جو اس ملک کا بادشاہ تھا۔ آج ہم کنگال ہو گئے ہیں ہماری مدد کرتے جاؤ، دولت ہواؤں میں اُڑ گئی۔ دولت پر جو بھروسہ کرتا ہے اور مقصود زندگی سمجھتا ہے اس کو جاننا چاہئے کہ مال ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔

علم ہی سے ترقی ممکن ہے

اس کے مقابلے میں عمر بن عبدالعزیز کے بعد سلیمان بن عبدالملک بادشاہ بنے، جب انتقال ہوا تو اسیّ دینار کل چھوڑے۔ مرنے سے پہلے خاندان کے لوگ آئے اور کہا امیر المومنین ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ سب سے زیادہ عقلمند ہو۔ آپ جا رہے ہیں دنیا میں کچھ چھوڑا ہے آپ نے اپنے بچوں کے لئے؟ فرمایا میں نے اپنی اولاد کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ہے اور حلال و حرام کی تمیز سکھائی ہے۔ میں نے ان کو سچا اور پکا مسلمان بنایا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ تاریخ سے ثابت ہے، عمر ابن عبدالعزیز کی اولاد میں بڑے بڑے تاجر پیدا ہوئے اور دنیا نے دیکھا کہ ان کی اولادوں کو صوبوں کا گورنر بنایا گیا۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی۔ ان کی نسل میں فقیہ، مفتی پیدا ہوئے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے جب خوشحالی آتی ہے تو بے تحاشہ خرچ کرتے ہیں اور اولاد کا مزاج خراب کر دیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں بنگلور

میں حال ہی حادثہ پیش آیا کہ موٹر سائیکل پر نوجوان دوڑ رہے ہیں، پولیس روک رہی ہے لیکن وہ لڑکا رکا نہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس کی گولی سے اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا۔ دوستو! ایک نوجوان چلا گیا تو پوری قوم کا نقصان ہے۔ نہیں معلوم وہ نوجوان قوم کے کس کام آتا، اور کیسے کارنامے انجام دیتا؟ اللہ تعالیٰ خوشحالی عطا فرماتے ہیں تو بچے ہوٹلوں اور کلبوں میں یا ایسی جگہوں پر (جہاں شریف آدمی کا جانا اچھا نہیں) پیسہ خرچ ہوتا ہے، کبھی اپنے بچوں سے یہ پوچھنے کے لئے تیار نہیں کہ تمہاری صبح اور شام کہاں گزرتی ہے۔ حالات ہم نے خود بگاڑ رکھے ہیں۔ اپنے حالات کو درست کرنا چاہیں تو واللہ کوئی رکاوٹ نہیں، رکاوٹ ہے بھی تو وہ اپنی نااہلی ہے۔

اولاد کے حقوق کا خیال نہیں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اور کہا میرا بیٹا نافرمان ہے، کہنا نہیں مانتا، جو کہتا ہوں اس کا الٹا کرتا ہے۔ عمر فاروقؓ کا دبدبہ بہت زیادہ تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عمر جس گلی سے گزر جائے اس گلی سے شیطان بھاگتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے بیٹے کو بلا کر نصیحت کی تم کیسے بچے ہو؟ کیسے نوجوان ہو؟ اپنے باپ کی بات نہیں مانتے ہو؟ جب حضرت عمر فاروقؓ سب کچھ کہہ چکے تو اس نے عرض کیا امیر المومنین! باپ کا اولاد پر کیا حق ہے وہ آپ نے بتا دیا۔ لیکن کیا اولاد کے بھی باپ پر کچھ حقوق ہیں؟

فرمایا اولاد کا باپ پر سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ اپنی شادی اچھے خاندان میں کرے تا کہ اس سے اچھی نسل پیدا ہو۔ شادی باپ اپنی کرتا ہے، لیکن یہ اولاد کے حق میں سے ہے۔ آج شادی مال، حسن و جمال اور حسب ونسب کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑا خاندان ہے بہت بڑا حسب ونسب ہے یہ لڑکی تو بہت حسن و جمال

والی ہے۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان تین بنیادوں پر جو شادی ہو گی وہ تکلیف دہ ہو گی۔ جو شادی دینداری کی بنیاد پر ہو گی وہ ہمیشہ کامیاب ہو گی۔

فرمایا کہ سب سے پہلا حق یہ ہے کہ باپ اچھے خاندان میں شادی کرے تا کہ اچھی اور نیک اولاد پیدا ہو۔ کبھی ہم نے اس حق پر غور کیا ہے۔ خوبیاں ساری شمار کی جائیں گی لیکن دین کی بنیاد پر نہیں۔ فرمایا کہ دوسرا حق یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو اس کا اچھا نام رکھے۔ آج ناموں کا بھی قحط ہو گیا ہے۔ دوستو! صحابہ صحابیات کے نام کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔ سب ہمیں فرسودہ اور بے کار نظر آتے ہیں۔ جب تک فلمی ایکٹر کے نام پر اپنے بچے کا نام نہیں رکھیں گے، گھر میں خوشی نہیں ہو گی اور نبی کریم ﷺ نے فرما دیا، نام کا اثر انسان کی زندگی پر پڑتا ہے، جیسے سورج کا اثر زمین پر پڑتا ہے، بارش کا اثر زمین پر پڑتا ہے۔ جب ہم اپنے بچوں کے نام صحابہ کے نام پر رکھیں گے، صحابیات کے نام پر رکھیں گے تو قیامت کے دن بہت سے لوگوں کی محض نام ہی کی وجہ سے مغفرت ہو جائیگی، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ یا محمد (ﷺ) کھڑے ہو جاؤ تو حضور ﷺ کھڑے ہوں گے تو دنیا میں جتنے لوگوں کا نام محمد ہو گا سب کھڑے ہو جائیں گے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم نے تو اپنے محبوب کو پکارا تھا تم کیوں کھڑے ہو گئے؟ پھر ارشاد ہو گا۔ کیونکہ تمہارا نام ہمارے محبوب کے نام پر ہے اس لئے تم بھی ہمارے محبوب کے ساتھ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے جاؤ۔

آج ایسا نام تلاش کرتے ہیں جو محلے میں نہ ہو، بستی میں نہ ہو، بالکل نیا نام۔ ابراہیم، اسحاق، یعقوب، محمد، احمد، حسن وحسین یہ سب نام پرانے ہو گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا والد پر تیسرا حق یہ ہے کہ بچے کو پڑھائے لکھائے، تربیت کرے اور

چوتھا حق یہ ہے کہ اس کی شادی اچھے خاندان میں کی جائے تا کہ اس کی اولاد نیک اور متقی ہو، محترم دوستو! غور کریں کہ باپ ہونے کی حیثیت سے ہم نے ان چاروں حقوق کے بارے میں کبھی سوچا ہے؟ بیٹے نے کہا امیر المومنین میرے باپ نے میری تربیت نہیں کی اور فاحشہ عورت سے شادی کی اور جب میں پیدا ہوا تو انہوں نے میرا نام گوبر رکھا اور ابھی تک میری شادی نہیں کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کوڑا اُٹھا لیا فرمایا اولاد کی شکایت کے لئے آیا ہے اور خود حق ادا نہیں کیا!

حضور ﷺ کے زمانے میں بچے مسجد میں شور مچا رہے تھے۔ کسی نے ان کو ڈانٹا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ڈانٹو مت۔ یہ مسجد کے کبوتر ہیں۔ آج شور مچا رہے ہیں کل نمازی بنیں گے آج ہم حنفی لوگ بچوں کو نماز کے لئے لانے کے لئے تیار نہیں شافعی لوگوں کو دیکھئے، ان کے یہاں اٹھارہ پرسینٹ اور حنفی لوگوں میں پانچ چھ پرسینٹ نمازی ہیں۔ شافعی لوگ اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے کر آتے ہیں اسی لئے ان کے یہاں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہمارے یہاں کم دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے بچوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن وحدیث کے مطابق اولاد کی صحیح تربیت اور پرورش کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

☆☆☆

اسوۂ رسول ﷺ

انسانیت کا بہترین نمونہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعد! فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محمد مصطفیٰؐ کی پیروی پر ناز ہے ہم کو
کہ ان کا اسوۂ حسنہ شعارِ آدمیت ہے

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کروڑوں نعمتیں پیدا فرمائی ہیں ہم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

وَاِنْ تُعَدُّ وْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا. انسان اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو مادی نعمتوں سے نوازا ہے وہیں

توحید ورسالت کی نعمتوں سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔توحید اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے عظیم نعمت ہے انسان کے پاس کچھ بھی نہ ہوا یمان ہوتو وہ کسی ایمان بادشاہ سے کہیں زیادہ قابل اور لائق عزت ہے حضور اکرم ﷺ کا وجود دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں میں سب سے اہم اور مہتم بالشان ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. یعنی حضور کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ارشاد فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کو اور تمام دنیا کو پالنے والے ہیں تمام جہانوں کے رب ہیں، رب کے معنی ہیں پالنے والا اور حضور ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کے درجے پر فائز فرمادیا۔علامہ عسقلانیؒ نے لکھا ہے علم ریاضی کے اعتبار سے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت نو(۹) ربیع الاوّل بروز پیر صبح صادق کے وقت ۵۷۱ء میں ہوئی، علامہ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے علم ریاضی سے حساب لگایا تو آپ ﷺ کی تاریخ ولادت نو(۹) ربیع الاوّل ہوتی ہے۔حضور ﷺ کی اس ماہ مبارک میں ولادت ہوئی تو بصرہ اور شام کے شاہی محلات روشن ہوگئے۔

بصرہ کے محلات کیوں روشن ہوئے؟

علماء فرماتے ہیں کہ بصرہ کے شاہی محلات اس لئے روشن ہوئے حضور ﷺ جس دین کو لے کر آئے ہیں وہ دین مدینے سے نکل کر سب پہلے بصرہ میں پہونچا جو عراق کا شہر ہے۔یعنی دین کی روشنی اور اسلام کی کرن کوفہ بغداد بصرہ میں پہونچی وہاں بڑے بڑے حضرات اکابر پیدا ہوئے بغدادی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک ہے۔دنیا کے پچھتّر فی صد مسلمان آج بھی امام اعظمؒ کے مسلک پر عمل کرتے

ہیں، وہیں پر پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے عراق میں ہزاروں انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔اور اتنا لمبا قبرستان دنیا میں شاید کہیں موجود نہ ہو۔کہ نو(۹) میل لمبا قبرستان تھا۔اس دور کی جدید تعمیرات اور ترقی نے قبرستان کو بھی محدود کردیا۔

شام برکت والی زمین

اللہ تعالیٰ نے ملک شام کی زمین کو بہت ہی برکت والی بنایا ہے اور ملک شام وہ جگہ ہے جہاں حضور ﷺ نبوت سے پہلے تجارت کے لئے تشریف لے گئے، حضور ﷺ نے ملک شام کے بازاروں میں تجارت کی ہے۔حضور ﷺ کی سیرت نے ثابت کردیا کہ معاشرہ میں کیسی ہی خرابیاں ہوں آدمی اگر چاہے تو اپنے آپ کو ایماندار ثابت کرسکتا ہے۔جس زمانے میں حضور اکرم ﷺ ملک شام تشریف لے گئے بہت سے دکاندار دھوکے سے مال فروخت کرتے تھے دکاندار کچھ نہ کچھ کرتب بازی کرتا تھا۔لیکن حضور ﷺ نے اپنا مال ایمانداری سے بیچا اور سب سے زیادہ منافع کمایا۔اللہ تعالیٰ نے ملک شام کو علمی اعتبار سے بہت زیادہ فضیلت عطا فرمائی وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بہت کثیر تعداد میں مبعوث ہوئے۔ملک شام سے قرب قیامت میں بہت سی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر شام کے محلات کو روشن کیا۔یہ حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔کوئی نبی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ نہ دیا ہو۔حضور علیہ السلام سے تین ہزار سے زائد معجزات ظاہر ہوئے۔اور دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو دو معجزے کسی کو چار معجزے کسی کو دس کسی کو بیس معجزے۔لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین ہزار سے زائد معجزات عطا فرمائے۔معجزہ کس کو کہتے ہیں؟ عام مسلمان کسی چیز کو کرنے سے عاجز ہوں اور وہ نبی سے ظاہر ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔یعنی ایسی

نہ ہونے والی بات جو آدمی کی عقل میں نہ آئے اور اس کی صلاحیت سے باہر ہو اس کو کہتے ہیں معجزہ۔ معجزے کا عکس کرامت ہے جس طرح نبوت کا عکس ولایت ہے جس طریقہ سے آسمان پر سورج چمکتا ہے، سورج کے عکس سے چاند روشن ہوتا ہے۔ اگر سورج نہ ہو تو چاند روشن نہیں ہوسکتا۔ چاند سورج کے بغیر دنیا میں روشنی نہیں بکھیر سکتا۔

ٹھیک اسی طرح اولیاء اللہ شریعت محمدی ﷺ سے فیض یاب ہوتے ہیں، تب ان کو ولایت کا درجہ ملتا ہے۔ تو نبوت کا عکس ولایت ہے اور معجزے کا عکس کرامت ہے، کرامت اور معجزہ اس کو کہتے ہیں جو عام انسان نہ کرسکتے ہوں اور ان کے ظہور سے ایمان میں مزید پختگی پیدا ہوتی ہو۔ اس کو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں۔ معجزہ نبی سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت ولی سے ظاہر ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہی دنیا میں تشریف لائے معجزات کا ظہور ہوگیا۔ فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے جل رہا تھا خود بخود بجھ گیا۔ فارس کا آتش کدہ کیا ہے؟ ایران بہت قدیم ملک ہے۔ حضور کی ولادت تک یہاں کے لوگ مجوسی تھے یعنی آگ کی پوجا کرتے تھے۔ فصاحت و بلاغت میں وہ یکتائے روزگار تھے۔

میراث کا تعلق عمل سے ہے

حضور اکرم ﷺ کی ولادت آپ ﷺ کی پیدائش اور آپ ﷺ کے لڑکپن کی باتیں آپ ﷺ کی جوانی کی باتیں آپ ﷺ کے بڑھاپے کی باتیں مکی مدنی زندگی کی باتیں، حضور ﷺ کے حیات طیبہ کے گوشے، جن کو ہم بیان کرتے ہیں سنتے ہیں سناتے ہیں، اس کا تعلق اصل میں عمل سے ہے عمل ہی سے زندگی بنتی ہے۔ حضور ﷺ کی تعریف کی جائے اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہ ہو، یہ ایسا ہی ہے جیسا ایک آدمی سیب سامنے رکھ کر کہے سیب سیب سیب۔ ظاہر سی بات ہے کہ اس کا

ذائقہ زبان پر نہیں آئے گا۔ اسی طرح نمک سامنے رکھ کر نمک نمک کہتا رہے تو اس کا ذائقہ زبان پر نہیں آتا جب تک اس کو چکھ نہ لے اسی طرح حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف کے ساتھ جب تک عمل نہ ہو فائدہ نہ ہوگا لیکن دوستو! اسی وقت فائدہ ہوگا جب سیرت پر عمل ہوگا، آپ ﷺ کا سونا، جاگنا، اُٹھنا، بیٹھنا سب آپ ﷺ کی سیرت کہلاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے کلام اور اقوال کو حدیث کہا جاتا ہے۔ ہر مسلمان مومن حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر عامل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ . حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا حضور ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟ فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھا؟ عرض کیا بے شک پڑھا ہے۔ فرمایا آپ ﷺ وہی تھے۔ جو قرآن میں ہے یعنی قرآن میں جو لکھا اس کی عملی تصویر تھے گویا آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ دوستو! قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزاریں تو ہمارے حالات بھی درست ہوسکتے ہیں۔ دنیا میں سرخرو ہوسکتے ہیں۔ آخرت میں بھی کامیابی مل سکتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی طرف اشارہ کیا تھا۔

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

حضور ﷺ قلب کو گرمانے اور روح کو تڑپانے کے لئے ایمان اور عمل صالح کی جو دعوت دی تھی دوستو اس سے آج ہم محروم ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

☆☆☆

زبان کی حفاظت کیجئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعْد! فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَی أَن یَکُونُوا خَیْراً مِّنْھُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَی أَن یَکُنَّ خَیْراً مِّنْھُنَّ وَقَالَ رَسُولَ اللّٰہِ. اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانِکَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

زباں کاٹ دو یا سرمیرا قلم کردو
یہ حق پرستی کی فطرت ہی مسلمانی ہے

پیش جو مسائل ہوں، گفتگو سے حل کرلو
فیصلہ نہیں ہوتا فاصلہ بڑھانے سے

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اورعزیز طلباء!

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کوایک خاص مادے سے پیدا فرمایااورایک خاص صورت عطا فرمائی اورایک خاص مقام عطا فرمایا جودیگرمخلوق کوعطا نہیں ہوا۔

دانشوران کہتے ہیں کہ انسان کا جسم ایک مشین ہے بعض مفکرین کہتے ہیں کہ انسان کا جسم ایک شہر ہے۔اور بعضنے کہا انسان کا جسم سر سے پیر تک ایک دنیا ہے، بلکہ یہ کہئے کہ اس میں ایک دنیا آباد ہے۔

جس طرح دنیا میں تغیرات پیدا ہوتے رہتے ہیں اسی طرح انسانی جسم میں تغیرات اور تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، کبھی بیمار ہے کبھی صحت ہے۔کبھی خوش ہے کبھی رنج ہے کبھی بھوکا ہے۔کبھی پیاسا۔کبھی سیر ہوگیا۔

مختلف شعبے انسان کے جسم سے وابستہ ہیں۔اوراللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں بھی جسم میں رکھی ہیں تمام کی تمام قیمتی ہیں۔انسان کے جسم میں زبان ہے عربی میں اس کو لسان کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کے اندرایک زبان بنائی،انسان جو بات دل میں سوچتا ہے اور جو دماغ میں آتا ہے وہ ساری باتیں من وعن زبان پرآجاتی ہیں۔زبان انسان کے دل کی ترجمان ہے اسپیکر ہے بلکہ یہ کہئے کہ زبان کے بغیرانسان نامکمل ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا اگر آدمی بولتا نہیں ہے تو اس کو گونگا کہتے ہیں کہ یہ صاحبِ زبان نہیں،صاحب لسان نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کاشکرادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے زبان عطا فرمائی اس زبان سے انسان اللہ تعالیٰ کاشکرادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اوراللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو بیان کرتا ہے۔اگرزبان نہ ہوتو اظہار بیان کے لئے اور اظہار تشکر کے لئے انسان کے پاس اور کوئی آلہ اورکوئی ذریعہ نہیں ہے۔تو معلوم ہوا کہ زبان اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے۔

زبان تلوار بھی ہے

محمد مصطفیٰ ﷺ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل سے فرمایا کہ معاذ ادھر آؤ۔ تو حضرت معاذ بن جبل حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا زبان نکالو انہوں نے اپنی زبان باہر نکالی آپؐ نے ان کی زبان پکڑ لی اور فرمایا کہ معاذ اس سے ڈرتے رہنا۔ حضرت معاذ نے عرض یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، زبان سے کیسے ڈرا جاتا ہے؟ انسان سانپ سے ڈرتا ہے بچھو سے ڈرتا ہے اور بھی تکلیف دینے والی چیزوں سے ڈرتا ہے۔ لیکن اس سے کیا ڈرنا؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ زبان ایک ایسا تیر ہے ایک ایسی تلوار ہے کہ انسان جب اس کو ناجائز استعمال کرتا ہے تو دوسرے آدمی کے قلب پر اس کا زخم لگ جاتا ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

جَرَاحَاتِ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ   وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانِ

تیر تلوار کے زخم تو دوبارہ ٹھیک ہوجاتے ہیں مگر زبان کا جو زخم ہوتا ہے وہ کبھی بھی ٹھیک نہیں ہوتا حضور ﷺ نے حضرت معاذ کی زبان پکڑ کر فرمایا کہ معاذ اس سے ڈرتے رہنا اور حضرت لقمان بہت بڑے حکیم اور بزرگ تھے، جب صبح ہوتی ہے تو سارے اعضاء اس زبان کی خوشامد کرتے ہیں کہ اے زبان تو صحیح رہنا اگر تو صحیح رہے گی تو ہم سب صحیح رہیں گے اگر تو غلط ہوگی تو ہم سب کی شامت آجائیگی۔

زبان کو قابو میں رکھو

ایک آدمی گالی دیتا ہے تو اس کے بدلے میں دوسرا آدمی اس کو تھپڑ رسید کرتا ہے، یا ڈنڈا مارتا ہے یا بندوق کی گولی چلاتا ہے، فساد ہوتا ہے لڑائی ہوتی ہے معلوم

نہیں کتنے نقصانات ہوتے ہیں حالانکہ اس شخص نے صرف ایک گالی دی اور نقصان کتنا بڑا ہوگیا۔ اور سزا اس کے جسم کو بھگتنی پڑی۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معاذ اس سے ڈرتے رہنا زبان ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے کبھی کبھی حلال چیز حرام ہوجاتی ہے اور حرام چیزیں حلال ہوجاتی ہیں۔

مثلاً ایک آدمی ہے ابھی اس کا نکاح نہیں ہوا تو غیر عورت اس پر حرام ہے لیکن تھوڑی ہی دیر میں اس کا نکاح ہوا قاضی صاحب نے بیٹھ کر نکاح پڑھایا اس نے کہا الحمدللہ میں نے قبول کیا۔ تو نامحرم عورت حلال ہوگئی۔ جو کچھ ساعت پہلے حرام تھی۔

اسی طرح ایک شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھی زندگی گزار رہا ہے، بات بات میں معاملہ بگڑ گیا، رنجش پیدا ہوگئی اور زبان سے طلاق کا لفظ نکل گیا تو بنا بنایا گھر اُجڑ گیا وہی عورت جو اپنے شوہر کی بیوی تھی اس پر حرام ہوگئی۔ اب دونوں کا علاحدہ ہونا لازمی ہوگیا۔

حالانکہ اس چھوٹی زبان سے چند ہی کلمات کہے ہیں تو زبان انسان کے لئے بہت فائدہ مند بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔ اسی لئے حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانِکَ. زبان کو تم اپنے قابو میں رکھو اگر زبان تمہاری بے قابو ہوگئی تو تمہارے اعمال، احوال اور افعال بے وزن ہوجائیں گے۔ زبان ہی تو ہے جو ایک دوسرے کو دوست بتاتی ہے اور زبان ہی ہے جو ایک دوسرے کو دشمن بنادیتی ہے۔

اسی زبان سے کوئی میٹھی بات نکلتی ہے تو انسان دوست بن جاتا ہے اور کوئی کڑوی بات نکلتی ہے تو دوست بھی دشمن بن جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ زبان کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص حیثیت عطا کی ہے۔

زبان جنت کا ذریعہ

آدمی اسی زبان سے ذکر کرتا ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے دس نیکیاں اس کو مل جاتی ہیں اور دس گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں اور دس درجے اس کے بلند کر دیئے جاتے ہیں اور سبحان اللہ کہنے سے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ جب جنت میں ہوا چلتی ہے تو اس کی شاخیں اور پتے ہلتے ہیں۔اس پر بھی اللہ تعالیٰ سبحان اللہ کہنے والے کو اجر مرحمت فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دس مرتبہ قل ھواللہ پڑھ لے تو جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اس زبان کی وجہ سے۔جس کے پاس پاک اور صاف زبان ہو اس کو اللہ تعالیٰ ذخیرۂ آخرت بنا دیتے ہیں۔

مشہور حدیث ہے کہ جو آدمی سو مرتبہ قل ھواللہ پڑھ کر سوئے اور اس کی عادت بنائے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائیں گے۔تو یہ بھی زبان کی برکت ہے۔

دوستو! زبان اچھی ہے تو سب کچھ اچھا ہے اور زبان خراب ہے تو سب کچھ خراب ہے۔ یہ اپنی مرضی ہے۔انسان چاہے تو زبان کو اچھے کام کے لئے چاہے تو برے کام کے لئے استعمال کرے۔

چغل خوری کا انجام

زبان کی وجہ سے بڑے بڑے فسادات ہو جاتے ہیں۔ ایک واقعہ حضرت تھانوی نے لکھا ہے۔ایک آدمی نے ایک غلام خریدا۔ مالک نے غلام کی بڑی تعریف کی، خدمت گزار ہے، اچھے اخلاق والا ہے فرمانبردار ہے وغیرہ وغیرہ لیکن ایک چھوٹا سا عیب ہے وہ یہ کہ کبھی کبھی غیبت اور چغلی کر لیتا ہے۔خریدنے والے مالک نے کہا

کوئی بات نہیں ہے اب غلام کو خرید کر گھر میں لائے۔ کچھ ہی دنوں کی خدمت سے گھر والے اس کے گرویدہ ہو گئے۔ بڑی تعریف ہو رہی ہے۔صاحب غلام ایسا ہے ویسا ہے معلوم نہیں کتنی خوبیاں بیان ہو رہی ہیں۔اور سب کے دلوں میں انسیت پیدا ہو گئی۔لیکن خریدتے وقت بیچنے والے نے جو عیب بیان کیا تھا۔وہ ذہن سے نکل گیا۔

غلام چونکہ اپنی عادت سے مجبور تھا،اس لئے ایک دن موقع دیکھ کر اپنے مالک سے کہا کہ حضور ایک بات عرض کرنی ہے لیکن کوئی نہ سنے؟ غلام نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا آپ کی بیوی یعنی ہماری مالکن کسی اور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے اور وہ آپ کو جان سے مارنا بھی چاہتی ہے۔ مالک کو بڑا تعجب ہوا کہ میری بیوی غیر کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے،اور مجھے مارنا چاہتی ہے۔ آخر اس کو کیا ہو گیا ہے۔غلام نے کہا حضور آپ کو یقین نہ ہو تو آج ہی رات سونے کے بہانے اپنی آنکھیں بند کر لینا اور پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے مالک نے کہا ٹھیک ہے۔آج رات دیکھتے ہیں۔ مالک جب باہر چلا گیا تو غلام اپنی عادت کے مطابق مالک کی بیوی کے پاس بھی گیا اور کہا کہ مالکن میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ مالکن نے کہا ضرور کہو۔غلام نے کہا آپ کے شوہر دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اور دوسری عورت اپنے گھر میں لانا چاہتے ہیں۔اب عورت کافی پریشان ہوئی، کیونکہ عورت کم عقل ہوتی ہے۔اسی پریشانی میں پوچھتی ہے،اب کیا کیا جائے؟ غلام نے کہا، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں،سب ٹھیک ہو جائے گا۔آپ اپنے شوہر کی داڑھی کے بال جو گلے کے پاس ہوتے ہیں کاٹ لائیں، میں منتر پڑھتا ہوں وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

بیوی کو کیا چاہیے،اس کو یقین ہو گیا کہ واقعی میرے شوہر دوسری سوکن لانا چاہتے ہیں۔اب دونوں طرف اس غلام نے آگ لگا دی۔دونوں ایک دوسرے

سے پریشان ہیں، لیکن کوئی ایک دوسرے سے پوچھتا نہیں ۔رات ہوئی، شوہر کھانا وغیرہ سے فارغ ہوکر سونے کے لئے بستر پر گیا اور تھوڑی ہی دیر میں خراٹے لینے لگا، بیوی سوچ رہی تھی کہ شوہر میاں تو سو گئے، چلو اپنا کام کرلوں، وہ استرا لے کر گئی اور جیسے ہی گلے کے پاس سے چند بال کاٹنا چاہتی تھی، معاً شوہر میاں نے آنکھ کھول دی، دیکھا تو بیوی کے ہاتھ میں استرا تھا، شوہر میاں کا شک یقین میں بدل گیا، اور کہا تو مجھے قتل کرنا چاہتی ہے چنانچہ اسی استرے سے بیوی کا گلا کاٹ کر ختم کردیا۔

تو ایک چغل خوری سے، بسا بسایا گھر لٹ گیا برباد ہوگیا۔ یہ صرف اس زبان کی وجہ سے ۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ. کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ بات چھوٹی ہوتی ہے لیکن معاملات بہت سنگین ہوتے ہیں۔

خون کی ندیاں بہہ گئی

ہندوستان میں ایک مغل بادشاہ گزرا ہے ۔اس کے دور میں ایران کا ایک بادشاہ ہندوستان پر حملے کرنے کے لئے آیا اور جب اس نے حملہ کرنا چاہا تو ہندوستان کے بادشاہ نے اس سے صلح کرلی کہ ہم دونوں آپس میں نہیں لڑیں گے۔ دونوں طرف سے معاہدہ ہوگیا۔ ایک چغل خور آہستہ سے گیا ایران سے آئے ہوئے بادشاہ کے پاس اور کہا کہ حضور جان بخشی ہو تو ایک بات عرض کروں کہ معاہدہ ضرور ہوگیا ہے لیکن زبردست حملے کی تیاری چل رہی ہے۔

ہندوستان کے بادشاہ حملہ کرنے ہی والے ہیں۔ چغل خوری کردی۔ باہر سے آنے والے بادشاہ نے کہا کہ اچھا ہمارے ساتھ غداری۔ اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر کو لوٹ لیا جائے ،اور بادشاہ کو قتل کردیا جائے۔ آنے والی فوج نے شہر پر حملہ کردیا۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ اس دن تیس ہزار آدمی قتل ہوئے، ہر گلی کوچے میں خون

کی نالیاں بہہ رہی تھیں ۔معلوم ہوا کہ زبان سے اچھا کام بھی لیا جاسکتا ہے اور برا کام بھی۔ دوستو! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زبان دی ہے اور زبان بھی کیسی کہ اس سے ہم اللہ کا ذکر کریں نماز پڑھیں اور تلاوت کریں اور اپنی اس زبان سے دوسرے لوگوں کو نیک مشورہ دیں اور فائدے پہونچائیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دو چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں دونوں جبڑوں کے درمیان ایک چھوٹا سا گوشت کا لوتھڑا جس کو زبان کہتے ہیں اس کو قابو میں کرلو۔ اور دو ٹانگوں کے درمیان جو شرمگاہ ہے حلال طریقہ سے استعمال کرو قیامت کے دن میں تمہاری سفارش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ زبان کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

مسلمانو! اپنے معاشرہ کو اسلامی بناؤ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوا وَاتَّقُوا لِفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکَاتٍ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ کَذَّبُوْ فَاَخَذْنَاھُمْ بِمَا کَانُوا یَکْسِبُوْنَ .صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ

وہ قوم ہی فاتح ہے اور قائد ہے جہاں میں
جس قوم کے اخلاق کی چلتی رہے تلوار
اس قوم کی دنیا میں نہیں کچھ بھی حقیقت
جس قوم کے کردار کا گھٹ جاتا ہے معیار

بزرگان محترم نوجوانان اسلام عزیز طلباء!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اعمال پر انجام مختص فرمایا ہے، جیسے اعمال دنیا میں

ہوں گے ویسے ہی آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلے ہوں گے۔ احادیث میں آیا ہے انسان کے اعمال کی جزا اور سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے اپنی کتاب جزاء الاعمال میں فرمایا ہے کہ انسان کو دنیا میں بدلہ دو طرح سے ملتا ہے۔ ایک دنیا میں دوسرا آخرت میں۔

انسان اچھے عمل کرتا ہے تو دنیا میں اس کی نیک نامی ہوتی ہے۔ یہ پہلا اجر ہے۔ اور پھر اگر اس کا عمل انتہا کو پہونچ جاتا ہے، خشوع اور خضوع ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت کا مقام عطا فرماتے ہیں، اور حضرت محمد رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں تو آسمان پر ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آسمان پر رہنے والو! اللہ تعالیٰ زمین پر فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں، تم بھی اس بندے سے محبت کرو۔

حضور ﷺ نے فرمایا فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر اس بندے کی برکت سے اس کے آس پاس رہنے والوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں اور اس کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا کا بدلہ ہے اور دوسرا بدلہ اس کی نیکیوں کا یہ ہوگا کہ اس کو جنت عطا فرمائیں گے۔ اور پھر جنت میں رہتے ہوئے اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے۔ یہ سب سے بڑا بدلہ ہوگا اس کے اعمال کا جو دنیا میں کیا ہے معلوم ہوا ہر اچھائی کا بدلہ ایک نہیں دو ہیں۔ ایک بدلہ دنیا میں اور دوسرا آخرت میں۔

نیکی اور بدی کا اجر دنیا و آخرت میں

فرمایا برائی کا بدلہ بھی اسی طرح ہے۔ دنیا میں برائی کرتا ہے اور خدائے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ کے قانون اور ضابطے کو توڑ کر اپنی زندگی گزارتا ہے، نماز نہیں پڑھتا، بے حیائی اور بے شرمی کی زندگی پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دیتے

ہیں۔ اس کو گناہوں سے دلچسپی ہونے لگتی ہے۔ گناہوں میں پختگی آ جاتی ہے اور لوگوں میں بدنام ہو جاتا ہے اور لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اس کا برائی سے ذکر ہونے لگتا ہے۔ اپنے اور پرائے اس کے مخالف ہو جاتے ہیں اور دلوں میں اس کی طرف سے کدورت پیدا ہو جاتی ہے، تو یہ اس کی برائی کا دنیا میں بدلہ ہے اور انتقال کے بعد اس کو جہنم میں ڈال دیتے ہیں یہ اس کی دوسری سزا ہے۔ معلوم ہوا ہر اچھائی اور برائی کا دوطرح سے بدلہ ہے۔ اچھائیوں کا اچھائیوں کے ساتھ اور برائیوں کا برائیوں کے ساتھ۔ اسی لئے حضرت محمد رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو اس کی بداعمالی کی وجہ سے برا مت کہو۔ اس کی برائی خود اس کو ذلت اور رسوائی کے مقام تک پہونچا دے گی۔

جو آدمی تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو غرور نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ توفیق بھی من جانب اللہ ہے۔ اپنی طرف سے نہیں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں تو انسان اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسانوں کے اعمال ہی کے مطابق آسمانوں پر فیصلے ہوتے ہیں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کچھ اقوام دنیا میں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اللہ کے نبیوں کو جھٹلایا اور پھر اس کی پاداش میں اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔

آیت کریمہ کا ترجمہ: اگر وہ بستی والے ایمان لے آتے اور اللہ سے ڈرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کھول دیتے زمینوں اور آسمانوں کی برکتیں۔ معلوم ہوا زمینوں اور آسمانوں کی برکتیں اسی کے لئے ہوتی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والا ہو۔

آج نا بلد مسلمانوں کو شکایت ہے کہ مسلمان بہر حال مسلمان ہے نماز پڑھتا ہے، اللہ سے ڈرتا ہے پھر بھی پریشان ہے اور غیر مسلم شرک کرتا ہے اللہ سے ڈرتا ہی نہیں پھر بھی دولت کے انبار ہیں۔ اور مسلمان پریشان ہے۔ قرآن نے اسی کو بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تو مسلمانوں کے پلنگوں کے پائے سونے کے ہوتے اور ان کے بستر کم خواب اور بڑے قیمتی کپڑوں کے بنائے جاتے۔ لیکن دنیا مسلمان کے لئے مختصر کر دی اور آخرت مختص۔ یعنی مسلمانوں کے لئے اجر آخرت میں رکھا ہے۔ دنیا میں جو کچھ بھی مل رہا ہے وہ نہایت قلیل ہے۔ لیکن آخرت میں بے انتہا اجر عطا ہوگا۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت

ایک واقعہ ہے کہ میرے اپنے پیر و مرشد نے سنایا تھا کہ حضرت امام حسینؓ ایک مرتبہ بہت اچھی پوشاک پہنے ہوئے اور خوبصورت گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک یہودی نے دیکھا کہ محمد ﷺ کے نواسہ بہترین لباس پہنے اور قیمتی گھوڑے پر سوار آ رہے ہیں۔ یہودی گھاس کھود رہا ہے تھا اس نے کہا کہ اے نواسۂ رسول میری بات سنتے جاؤ۔ یہودی نے کہا کہ آپ کے نانا فرماتے تھے۔

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ. دنیا مسلمانوں کے لئے قید خانہ ہے، اور کافروں کے لئے جنت؟ لیکن تمہارے لئے دنیا ہی جنت ہے ہر طرح کے آسائش و آرام حاصل ہیں۔ اور میں ہوں کہ پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں۔ اس سخت دھوپ میں کام کر رہا ہوں اور آپ عمدہ لباس پہنے اور قیمتی گھوڑے پر سوار جا رہے ہوں۔ تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دنیا بھی آپ کے لئے جنت ہے۔ اور ہمارے لئے دوزخ؟ حضرت حسینؓ نے دل میں سونچا، اس بوڑھے کو عقلی جواب دوں تو یہ نہیں مانے گا اور قرآن سے ثابت کروں تو بھی نہیں مانے گا، اس لئے کہ اس کے

پاس ایمان نہیں امام حسین نے دعا فرمائی کہ یا اللہ بوڑھے پر دوزخ کی تھوڑی سی ہوا بھیج دے، اور اس کے بعد فرمایا کہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو، اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ بس دوزخ سے ایسا بھپکا آیا کہ بوڑھے کو معلوم ہوا کہ میں جل بھن کر خاک ہو جاؤں گا پریشان ہوکر آنکھیں کھولدیں۔ حضرت امام حسین نے فرمایا کہ یہ دوزخ نہیں، بلکہ معمولی گرمی ہے۔ اب سونچوں کہ تمہارا یہ دھوپ میں بیٹھنا جنت ہے یا نہیں، بوڑھے نے کہا، بالکل جنت ہے اور آرام ہی آرام ہے۔ ابھی آگ کی لپٹ آرہی تھی کہ اس کے مقابلہ میں سورج کی گرمی تو کچھ نہیں۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی یا اللہ اس بوڑھے پر جنت کا نظارہ کھول دے اور جنت کی ہوا چلا دے۔ فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرلو اس نے بند کرلی تو جنت کی خوشبودار ہوا اور پاکیزہ نظارہ سے مدہوش ہوگیا۔ آنکھیں نہیں کھول رہا تھا امام نے فرمایا کہ اپنی آنکھیں کھول دو، دیر میں بوڑھے میاں نے آنکھیں کھولیں۔ فرمایا جنت کی خوشبودار ہواؤں اور نظاروں کے مقابلہ میں میرا یہ لباس اور گھوڑا کیسا ہے؟ بوڑھے نے کہا جنت کی نعمتوں کے سامنے آپ کا یہ قیمتی لباس اور سواری کچھ نہیں ہے، جنت بہرحال جنت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اعمال کے مطابق بدلہ رکھا ہے اور اعمال ایک بدلہ دنیا میں ملتا ہے اور دوسرا آخرت میں۔

اپنی عفت وعصمت کو داغدار نہ کرو

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک متقی پرہیزگار آدمی، کہیں باہر جارہے تھے۔ راستہ میں ان کو ایک عورت نظر آئی اس عورت نے ان سے راستہ پوچھا کہ مجھے فلاں مقام کا راستہ بتادو۔ انہوں نے راستہ بتانے کے بہانے اس عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا، عورت نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور چلی

گئی۔ وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر شام کے وقت گھر واپس آئے تو بیوی نے کہا ہمارے گھر میں پانی بھرنے والا سقہ اچھا نہیں ہے۔ پوچھا کیوں؟ یہ تو برسوں سے پانی لاکر ڈالتا ہے۔ آج تک کوئی شکایت نہیں آئی۔ بیوی نے کہا آج جب وہ گھر میں آیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ شوہر نے کہا، بس کرو بس کرو۔ میں نے جو غلطی باہر کی وہی غلطی میری بیوی کے ساتھ ہوئی ہے۔ انسان جو عمل کرتا ہے اس کا بدلہ اس کو دنیا میں بھی ملتا ہے۔ انہوں نے ندامت کے ساتھ اللہ سے معافی مانگی۔ دوسرے دن وہ پانی ڈالنے والا آیا اور معافی مانگنے لگا کل مجھ سے غلطی ہوگئی میں شرمندہ ہوں۔ معلوم ہوا آدمی جب اچھا عمل کرتا ہے تو اچھا بدلہ ملتا ہے اور برا عمل کرتا ہے تو برا بدلہ ملتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ نے اسی کو بیان فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور اللہ سے ڈرتے، متقی اور پرہیزگار رہو جاتے تو ہم ان پر زمین اور آسمان کے برکات کے دروازے کھول دیتے۔ ہماری رحمتیں ان پر نازل ہوتیں۔ برکتیں ان پر نازل ہوتیں۔ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا لیکن انہوں نے ہمارے نبیوں کو جھٹلایا ہماری کتاب کو جھٹلایا ہمارے دین کو جھٹلایا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ تو ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ ان کی بداعمالی کی وجہ سے۔

احکام اسلام کی مکمل پابندی کریں

حالات اپنے اعمال پر منحصر ہیں۔ ہم نے گھریلو زندگی میں غلط رسم ورواج کو ترجیح دی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے قوانین اور ضابطے کو باہر نکال دیا معاشرہ کے افراد جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے پاک رسول ﷺ سے کوئی مطلب نہیں آپ گھریلو حالات پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ صبح سے شام تک کسی بھی

شعبہ میں قرآن اور سنت کو اختیار کرنے کو تیار نہیں کہتے ہیں ہماری زندگی ہے ہم جس طرح چاہیں گزار لیں یہ ہماری مرضی ہے کوئی رکاوٹ کیوں ڈالے۔ بس نماز پڑھ لی، روزہ رکھ لیا۔ کیا اسی کا نام دین ہے؟ کیا اس سے اللہ اور اس کے رسول کا حق پورا ہو جائے گا؟ ہم نے اسی کو دین سمجھ لیا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نماز روزہ زکوٰۃ حج یہ دین کا صرف دس فیصد حصہ ہے۔ بتائیے سو فی صد میں سے دس فی صد پر عمل ہوا تو بقیہ نوے فی صد دین کہاں گیا؟۔ کیا بقیہ 90 فی صد کو ہم نے سمجھا ہے؟ حالانکہ ایک مسلمان کی زندگی کے ہر عمل سے دین ظاہر ہونا چاہیئے۔ صبح سے شام تک گھر کے اندر یا باہر، ہر معاملہ میں شریعت کو مدنظر رکھے۔ کس کس چیز کو روئیں۔ دیکھیئے صبح میں مسلم گھروں سے قرآن کی تلاوت کی آواز نہیں آتی۔ سو کر اُٹھتے ہی ٹی وی کے رمونٹ پر ہاتھ جاتا ہے۔ تقریباً 75 فی صد گھر قرآن کی تلاوت سے خالی ہیں۔ کچھ حضرات ہیں جن کو قرآن سے شغف ہے وہ بھی کیسٹ استعمال کرتے ہیں جیسے ہندوؤں کے مندر میں۔ ایک زمانہ تھا کہ صبح کے وقت کوئی مسلم محلّہ سے گزرتا تو ہر گھر سے قرآن پڑھنے کی آواز آتی۔

مسلم معاشرے کی تباہی

مسلم معاشرے میں چچا کی بیٹی سے، ماموں کی بیٹی سے، خالہ کی بیٹی سے کوئی پردہ نہیں ہے۔ سب سامنے آؤ جاؤ کوئی بات نہیں ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نامحرم جس سے نکاح ہوسکتا ہو اس سے پردہ لازم ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیور موت ہے موت۔ دیور سے پردہ ضروری ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اس حدیث پر کوئی عمل نہیں۔ جب شریعت کو پامال کریں گے۔ پھر پریشانیوں کے دروازے کیوں نہیں کھلیں گے؟ کاروبار کو لیجئے جب تک جھوٹ نہیں بولتے کاروبار

پورا نہیں ہوتا، مزاج بنا ہوا ہے جھوٹ کا، آج جو جتنا زیادہ جھوٹا ہوگا۔ اتنا بڑا کاروباری بھی ہوگا۔ ایک اور مصیبت آئی ہے جب تک لاٹری نہیں ڈالیں گے، اور لاٹری کا پیسہ کاروبار میں نہیں لگائیں گے ترقی نہیں ہوگی! حالانکہ یہ لاٹری اور فنڈ قطعاً حرام ہیں، سود ہے۔ پچاس ہزار کی پچیس ہزار اور لاکھ روپیہ کی لاٹری پچاس ہزار میں۔ سارے ممبر مل کر ایک ممبر پر ظلم کرتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا یہ کونسی ترقی اور کونسی شرافت ہے۔ سود کا لینا دینا دونوں حرام اور جب حرام ہمارے کاروبار میں آ گیا تو برکتیں ختم ہوجائیں گی۔

دوستو خطبۂ مسنونہ کے بعد میں نے قرآن پاک کی آیت تلاوت کی تھی، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک تمہارے اعمال قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہونگے تمہارے لئے فتوحات کے دروازے نہیں کھلیں گے۔ اللہ پاک کسی کے اوپر اتنا زور نہیں ڈالتے جس کو وہ برداشت نہ کرسکے، معاملات اچھے ہوں۔ آج دیکھئے خریداری کے لئے بازار اور مارکیٹ میں عورتیں ہی نظر آئیں گی۔ کپڑا۔ گھریلو سامان ترکاری وغیرہ کیلئے عورتیں ہی گھروں سے نکلتی ہیں، مرد اپنے کاروبار میں رہتے ہیں ایک رواج اور فیشن بن گیا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور پردے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سفر ہجرت میں حضور ﷺ کے معجزات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

”جس نے حکم بھیجا آپ پر قرآن کا وہ پھر لانے والا ہے آپ کو پہلی جگہ“۔

فقر کے ہیں معجزات تاج وسریر وسپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

معزز حاضرین مجلس اور پردہ نشین خواتین!

بندہ اللہ تعالیٰ کا جتنا مقرب ہوتا ہے اتنا ہی آزمایا جاتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جتنا مجھے اللہ کے راستہ میں ستایا گیا، اور تکلیف پہنچائی گئی۔ اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا۔ حضور ﷺ خدا کا پیغام لے کر آئے تا کہ بندگانِ خدا کو ضلالت و گمراہی کے

عمیق غار سے نکال کر نور ہدایت کے منبع و سرچشمہ کی طرف لائیں اور بندوں کو شیاطین کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی کی طرف لائیں، ذلت وپستی سے نکال کر عزت و سربلندی عطا کریں، لوگوں کو چاہیئے تھا کہ ایسی مقدس و بابرکت ذات کو سروں پر بٹھاتے مگر افسوس ان نا عاقبت اندیشوں پر کہ اس مقدس ہستی کو گالیاں دیتے جوان کو خیر کی طرف بلاتا، ان پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالدیتے، جوانکے لیے دعائے نیم شبی کرتا حیرت واستعجاب ان بے رحم لوگوں پر جواسکے راستہ میں کانٹے بچھاتے بالآخر جب ظلم کی انتہا ہوگئی، اور پانی سر سے اونچا ہوگیا، اوران سے کوئی خیراور بھلائی کی توقع نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہجرت اورترک وطن کی اجازت مرحمت فرمادی۔

میرے دوستو! ہر جاندار کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے، کون ہے جسے اپنے وطن و دیار سے محبت اور لگاؤ نہ ہو؟ وہ اپنا وطن جہاں عزیز واقارب اور دوست و احباب اوراہل خاندان ہوں کیسے چھوڑ سکتا ہے؟

حضور ﷺ مکہ معظّمہ میں پلے بڑھے جوان ہوئے اورترپن سالہ زندگی کا قیمتی سرمایہ گذار دیا۔ آپ ﷺ نے مکہ چھوڑتے وقت فرمایا تھا کہ اے مکہ روئے زمین پر تو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو تجھے چھوڑ کر نہ جاتا، حضور ﷺ نے مکہ اس وقت چھوڑا جبکہ کفار نے مکہ میں جینا دوبھر کردیا۔ اوردارالندوہ مین بیٹھ کر آپ ﷺ کے قتل کا مشورہ کیا تو بحکم ایزدی حضور ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلادیا اور خود دروازے سے باہر تشریف لائے اور یہ آیت تلاوت فرمائی، وَجَعَلْنَا مِنْ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ، اورایک مٹھی بھر خاک لیکر کفار کے مجمع پر پھینک دی جو آپ ﷺ کے

دروازے پر جمع تھے۔حضور ﷺ ان کے درمیان سے نکل گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔اور دونوں حضرات غار ثور میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔

جب کفار کو پتہ چلا تو اعلان کیا کہ جو شخص ان کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو (100) اونٹ انعام میں ملیں گے، چنانچہ اس انعام کے لالچ میں سراقہ بن مالک اپنا گھوڑا اصطبل سے نکالتا ہے اور پیچھا کرتا ہے جب قریب پہنچ جاتا ہے تو آپ ﷺ دعا کرتے ہیں، گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس جاتے ہیں، وہ تیر کے پانسے نکال کر فال دیکھتا ہے اس کو جواب ملتا ہے ان کا پیچھا نہ کر، یہی صورت تین دفعہ پیش آتی ہے۔ بالآخر وہ مرعوب ہو جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ کو پکارتا ہے اور تحریراً امان کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آپ کو قریش پر غالب عطا کریں تو مجھ سے باز پرس نہ فرمائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ لکھ کر دیتے ہیں نیز یہ خوشخبری بھی سناتے ہیں، اے سراقہ اس وقت کیا عالم ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں ہوں گے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مدائن فتح ہوا، مال غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی مدینہ منورہ میں آئے حضرت عمرؓ نے سراقہ دہقانی کو بلوایا اور کسریٰ کے کنگن ان کے ہاتھوں میں پہنا دیئے، فرمایا میرے آقاء کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔اے سراقہ مبارک ہو! حضور ﷺ نے ربیع الاول کی ابتدا یا صفر کی آخری تاریخ کو مکہ چھوڑا اور بارہ ربیع الاول کو پیر یا جمعہ کے دن قبا پہونچے اس سفر ہجرت میں بہت سے معجزات رونما ہوئے۔

ام معبد کے خیمہ میں حضور ﷺ کا معجزہ

حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ مدینہ ہجرت فرمائی تو راہ میں دو ساتھی (حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ) ملے جو شام سے مکہ واپس آرہے تھے۔آگے چل کر قدید نام کا ایک مقام آیا۔اس دوران ساتھ لایا ہوا

کھانا ختم ہو چکا تھا، بھوک پیاس محسوس ہوئی۔ایک خیمے پر نظر پڑی، چنانچہ یہ مقدس قافلہ ایک خاتون، ام معبد کے خیمے پر جا رکا وہ اس وقت اپنے خیمے کے سامنے بیٹھی تھیں ان دنوں خشک سالی کے باعث بڑی تنگی ترشی سے گزر بسر ہو رہی تھی، رسول اکرم ﷺ نے ام معبد سے فرمایا ''کھانے کی کوئی چیز تمہارے پاس ہو تو دیدو ہم اس کی قیمت ادا کریں گے''۔

ام معبد نے بصد حسرت جواب دیا'' خدا کی قسم اس وقت آپ (ﷺ) کو پیش کرنے کے لئے کوئی شئے موجود نہیں، اگر ہوتی تو ضرور حاضر کر دیتی''۔

اس دوران حضور اکرم ﷺ کی نظر ایک مریل بکری پر پڑی جو ایک طرف کھڑی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا '' اگر تم اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دوھ لیں؟''ام معبد نے کہا'' بڑے شوق سے مگر مجھے امید نہیں کہ یہ دودھ کا ایک قطرہ بھی دے''۔ وہ بکری حضور اکرم ﷺ کے سامنے لائی گئی۔سید المرسلین نے جونہی بکری کے تھن چھوئے، فی الفور دودھ سے بھر گئے حضور ﷺ نے ایک بڑا برتن منگایا اور دودھ دوہنے لگے۔برتن جلد لبا لب بھر گیا۔

حضور ﷺ نے سب سے پہلے دودھ ام معبد کو پلایا انھوں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا جب وہ بھی سیر ہوگئے تو آخر میں آپ نے خود پیا اور فرمایا'' سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ '' (پلانے والا آخر میں پیتا ہے) حضور ﷺ پھر دوہنے لگے یہاں تک کہ برتن لبا لب بھر گیا۔ یہ دودھ رحمت عالم ﷺ نے ام معبد کے لئے رکھ چھوڑا اور آگے روانہ ہوگئے۔ام معبد کا بیان ہے کہ وہ بکری عہد فاروقیؓ تک ہمارے پاس رہی اور اس کا دودھ کبھی خشک نہیں ہوا۔حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے تھوڑی دیر بعد ام معبد کا شوہر ریوڑ لے کر جنگل سے واپس آیا۔ وہ

دودھ سے بھرا برتن دیکھ کر حیران رہ گیا اہلیہ سے پوچھا ”معبد کی ماں! یہ دودھ کہاں سے آیا؟“۔ ام معبد نے جواب دیا ”خدا کی قسم، ایک بابرکت مہمان عزیز کا یہاں سے گزر ہوا، انہوں نے بکری کو دوہا، خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت سیر ہو کر پیا اور یہ دودھ ہمارے لئے چھوڑ گئے“۔ ابو معبد تمیم نے کہا ”ذرا اس کا حلیہ تو بیان کرو“ ام معبد نے سید البشر ﷺ کے حلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا وہ تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا، اس نے بتایا:

”پاکیزہ صورت، حسین وجمیل، روشن چہرہ، بدن فربہ نہ نحیف، متناسب الاعضاء خوب صورت آنکھیں، بال گھنے اور لمبے، سیدھی گردن، آنکھوں کی پتلیاں روشن، سرمگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، تکلم دلنشیں، کلام الفاظ کی کمی بیشی سے پاک، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی کے مانند پروئی ہوئی (یعنی مربوط اور برمحل) میانہ قد جو نہ کوتاہ لگے اور نہ طویل کہ آنکھ وحشت زدہ ہو جائے رفقا ایسے کہ ہر وقت گرد و پیش رہتے اور توجہ سے سنتے ہیں، وہ حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لیے لپکتے ہیں مخدوم، مطاع، نہ ادھوری بات اور نہ ضرورت سے زیادہ بولنے والے“۔

ابو معبد یہ صفات سن کر بول اٹھا ”خدا کی قسم یہ تو وہی صاحب قریش تھے جن کا ذکر ہم سنتے رہتے ہیں۔ میں ان سے ضرور ملوں گا“۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

عمیرؓ جب غلامِ رسول (ﷺ) بنے

غزوہ بدر کے چند دن کے بعد کا ذکر ہے کہ ایک قوی الجثہ ادھیڑ عمر کا آدمی اونٹ پر سوار مدینہ منورہ میں وارد ہوا۔ اس کے خدوخال اور ہیئت سے ظاہر تھا کہ وہ قریش مکہ سے تعلق رکھتا ہے اور طویل سفر کر کے آ رہا ہے، اس نے گلے میں تلوار لٹکا رکھی تھی۔ وہ سیدھا مسجد نبوی ﷺ کی طرف بڑھا جہاں سرور عالم ﷺ اپنے جاں نثاروں کے درمیان رونق افروز تھے، نووارد مسافر مسجد کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور اونٹ باندھ کر چاہتا تھا کہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو۔ جب حضرت عمرؓ کی نظر اس شخص پر پڑی تو وہ پکار اٹھے۔

”اوہو، یہ تو اسلام کا بدترین دشمن عمیر بن وہب ہے۔ اس کی یہاں آمد کسی علت سے خالی نہیں۔“ یہ کہہ کر وہ عمیر پر باز کی طرح جھپٹے“ نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ اس کی تلوار کے قبضے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبا کر پوچھا؛

”او دشمن خدا! یہاں کس غرض سے آیا ہے“۔

عمیر نے جواب دیا ”میں اپنا بیٹا چھڑانے آیا ہوں جو مسلمانوں کے ہاتھ جنگ بدر میں اسیر ہو گیا تھا“۔

حضرت عمرؓ کو اس بات پر یقین نہ آیا، وہ اسے کھینچتے ہوئے سرور دو عالم ﷺ کے پاس لے گئے، حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اسے چھوڑ دو“۔

انہوں نے تعمیل ارشاد کی، اب عمیر اور حضور ﷺ کے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔

عمیر ”اَنْعَمُوْا صَبَاحًا“ یعنی صبح کا سلام پیش کرتا ہوں۔

رسولِ اکرم ﷺ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے طریقہ تحسینہ سے ہمیں بے نیاز کر کے اہلِ جنت کا طریقہ تحسینہ عطا فرمایا ہے اور وہ ہے ”السلام علیکم“۔

عمیر: یہ طریقۂ تحیۃ تو آپ نے حال ہی میں اختیار کیا ہے، پہلے آپ ہمارے مروجہ طریقہ سلام پر عمل پیرا تھے۔

رسول اکرم ﷺ: کس ارادے سے یہاں آئے ہو؟

عمیر: بیٹے کی خبر لینے تمہارے قبضہ میں ہے اور پھر آپ سے ہماری قرابت داری بھی تو ہے۔

رسول اکرم ﷺ: گلے میں تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟

عمیر: خدا ان تلواروں کو غارت کرے، انہوں نے بدر میں آپ کا کیا بگاڑ لیا؟ اے صاحب، کیا بتاؤں سواری سے اترتے وقت خود فراموشی کے عالم میں اسے گلے سے اتارنا بھول گیا۔

رسول اکرم ﷺ: اے عمیر سچ کہو یہاں کس ارادے سے آئے ہو؟ مکہ میں صفوان بن امیہ سے خلوت کدہ میں کیا طئے ہوا تھا؟

عمیر؛ (گھبرا کر) صفوان سے کیا طے ہوا تھا؟ آپ ایسا فرما رہے ہیں تو آپ ہی بتائیے کیا طے ہوا؟

رسول اکرم ﷺ: صفوان اور تمہارے درمیان یہ طئے پایا کہ تم مجھے قتل کر دو تو وہ تمہارا قرض ادا کر دے گا بلکہ تمہارے اہل وعیال کی تازیست کفالت بھی کرے گا، اے عمیر! تم کب ٹلنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے شر سے مجھے محفوظ رکھا۔

عمیر! اے محمد ﷺ! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، طبقات اب سعد)

پھر صحابہ کرام کو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے بیٹے کو رہا کر دو، چنانچہ وہ مشرب باسلام ہو کر مکہ پہونچے ادھر صفوان ابن امیہ لوگوں سے کہتا پھرتا کہ میں چند

دنوں میں تم کو ایسی خبر سناؤں گا کہ بدر کا غم تم بھول جاؤ گے، جب عمیر کا حال معلوم ہوا تو قسم کھائی کہ عمیر سے کبھی نہیں ملوں گا پھر فتح مکہ کے بعد صفوان براہ سمندر بھاگ کر ایران جانا چاہتا ہے۔ حضرت عمیر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں، اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صفوان قبیلے کا سردار ڈر کر بھاگ گیا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کو میری طرف سے امان ہے تو عمیر کہتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی نشانی بھی مرحمت فرمادیں تو سرکار دوعالم ﷺ اپنا عمامہ مبارک عنایت فرمادیتے ہیں، اور یہ عمامہ لے کر عمیر صفوان کے پاس پہنچتے ہیں، اور اس کو لے کر آتے ہیں، صفوان دربار نبوی میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے مجھے پناہ دی ہے کیا یہ صحیح ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، ہاں، ہم نے پناہ دی ہے تو صفوان کہتا ہے کہ مگر میں آپ کا دین قبول نہیں کرتا، مجھے دو مہینہ کی مہلت چاہئے تو حضور ﷺ فرماتے ہیں تجھے دو نہیں چار مہینے کی مہلت ہے مگر یہ مدت ختم بھی نہیں ہو پاتی کہ اُس کے دل کی کیفیت بدل جاتی ہے اور وہ مسلمان ہو جاتا ہے، آج دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اِسلام تلوار کے زور پر پھیلا، یہ سراسر بہتان ہے۔

اللہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اسلام کا سچا اور پکا شیدائی بنائے۔

آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

مکہ معظّمہ اور بیت اللہ شریف کی عظمت وفضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. " لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ. وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَد ، وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِيْنَ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

''قسم ہے اس شہر کی اور آپ پر ممانعت نہیں رہے گی اس شہر (مکہ) میں، ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے خانہ کعبہ کے فضائل ومناقب کے تعلق سے، بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور جہان والوں کے لیے ہدایت ہے۔''

جو نورِ اولیں چمکا ازل کے کار خانے میں
وہ سرگرمِ عمل ہے ہر سیاہی مٹانے میں
نگاہِ کرم نے توڑے ہیں وہ لات وہبل سارے
خدا بن کر جو بیٹھے تھے خدا کے آستانے میں

معزز حاضرین! یوں تو ساری ہی روئے زمین اللہ کی ملکیت ہے لیکن اس میں سب سے بابرکت اور باعظمت جگہ مکہ معظّمہ اور خانہ کعبہ ہے، اللہ تعالیٰ نے پانی پر زمین کو بچھایا پھر وہ ہلنے لگی تو پہاڑوں کو میخ بنا دیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا ،اور پہاڑوں کو میخیں بنایا۔ پھر سب سے پہلے عبادت کے لیے روئے زمین پر جو گھر بنایا گیا وہ خانہ کعبہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امن اور پناہ کی جگہ بنایا وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا، اور جو اس میں داخل ہوا اس کو امن ملا، زمانہ جاہلیت میں بھی اگر کوئی اپنے باپ کے قاتل کو حرم شریف میں پاتا تو قتل نہیں کرتا تھا اور اس گھر کی برکت سے مکہ کے لوگ مامون ومحفوظ ہوتے آس پاس کے علاقوں میں بکثرت چوریاں اور قتل وغارت گری کے واقعات رونما ہوتے تھے مگر اہل مکہ سکون و اطمنان کے ساتھ زندگی گذارتے تھے مکہ میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا اس لئے قریش سال میں دو سفر بغرض تجارت کیا کرتے تھے سردیوں میں گرم ملک یمن کی طرف اور گرمیوں میں سرسبز وشاداب ملک شام کی طرف لوگ ان کو اہل حرم اور خادم بیت اللہ سمجھ کر نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے۔

بیت اللہ کی تعمیر کی سعادت

اللہ کے مقدس وباعظمت گھر خانہ کعبہ کی تعمیر اور خدمت کو لوگوں بلکہ زیادہ تر بادشاہوں نے اپنی سعادت سمجھا ہے کہ اس کی دس مرتبہ تعمیر ہوئی ہے، مشہور قول کے

مطابق ان تعمیرات کی ترتیب یہ ہے: ☆ ملائکہ نے، ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار سال قبل تعمیر کیا۔

☆ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا

☆ سیدنا حضرت شیث علیہ السلام نے تعمیر کیا

☆ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تعمیر کیا

☆ قوم عمالقہ نے تعمیر کیا

☆ قبیلہ بنی جرہم نے تعمیر کیا

☆ قصی بن کلاب نے تعمیر کیا

☆ قریش مکہ نے بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سال قبل تعمیر کی اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال کی تھی۔

☆ عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیر کرایا۔

☆ حجاج بن یوسف نے بھی تعمیر کرایا۔

☆ اس زمانہ میں سعودی حکومت کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس نے خانہ کعبہ کی چھت اور اس کے ستونوں کو بدل کر اس کی مزید تزئین کی ہے اور مسجد حرام کو وسیع تر کر دیا ہے۔

یہ دس مرتبہ کی تعمیرات تاریخی روایات ہیں، ان میں صرف سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی تعمیرات کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ اور وہ وقت یاد کرو، جب اٹھا رہے تھے ابراہیمؑ بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ بھی دعا کرتے جا رہے تھے اے ہمارے پروردگار قبول فرما ہماری یہ خدمت، بیشک آپ سننے والے جاننے والے ہیں۔ (سورۃ بقرہ: ۱۵) اسی لئے علماء کا قول ہے کہ خانہ کعبہ

کی موجودہ عمارت انہی قدیم بنیادوں پر ہے جو حضرت خلیل اللہؑ کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی، تعمیر بیت اللہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر مبارک ایک سو سال اور حضرت اسماعیلؑ کی عمر تیس سال تھی۔

اس آیت مبارک میں حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں تعمیر بیت اللہ کا ذکر ہے اور تعمیر کرتے وقت جو دعا کرتے جاتے تھے وہ بھی ذکر کی گئی ہے۔ حضرت ابرہیمؑ اپنی زوجہ حضرت ہاجرہؑ اور لخت جگر اسماعیلؑ کو جب اس لق و دق میدان میں چھوڑ کر واپس ہوئے تو کچھ دور جا کر آپ نے یہ دعا فرمائی۔

''اے میرے رب! میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں، تیرے محترم گھر کے پاس......''

اللہ تعالیٰ نے زمزم کا چشمہ جاری کر دیا

چونکہ آپ اللہ کے برگزیدہ نبی تھے، آپ کو جب حکم ہوا کہ اپنی زوجہ اور اپنے بیٹے کو چھوڑ آئیں تو جس جگہ چھوڑنا تھا، وہ اللہ کے علم میں تھی، چنانچہ جس سواری پر آپ سوار تھے، وہ اس جگہ رک گئی جہاں اللہ کو ان کا قیام مقصود تھا۔ اس بات کا ابراہیم علیہ السلام کو اندازہ تھا کہ جس جگہ اپنی بیوی بیٹے کو چھوڑ رہا ہوں، یہاں پہلے اللہ کا گھر یعنی بیت اللہ تھا، اگرچہ صدیاں گزر جانے پر اس کے نشانات بھی نہ تھے، اور طوفان نوحؑ کی وجہ سے اللہ جل شانہ نے پہلے ہی آسمان پر اٹھا لیا تھا، صرف برائے نام ایک اونچا سا ٹیلہ رہ گیا تھا، غالبًا اسی لئے آپ نے اپنی دعا میں یہ کہا کہ تیرے محترم گھر کے پاس''

جیسا کہ تیرھویں پارے میں ارشاد ہے رَبَّنَا اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ ذَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ

أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىٓ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ.

اے میرے پروردگار میں نے ٹھہرایا ہے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس اے میرے رب تا کہ نماز قائم کریں سو کچھ لوگوں کے دلوں کو بنادے کہ شوق ومحبت میں اس کی طرف مائل ہوں اوران کو پھلوں کی روزی عطا فرما، تا کہ وہ شکرادا کریں۔

یہاں آیت کریمہ میں اولاد سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہیں، اس لئے کہ دوسری اولاد اسحٰقؑ ملکِ شام میں تھے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسمٰعیلؑ کو حالتِ شیرخوارگی اور انکی والدہ حضرت ہاجرہ کو یہاں چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے، پھر قبیلہ بنی جرہم کے لوگ وہاں پہنچے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی تشنگی اور حضرت ہاجرہ کی بیتابی دیکھ کر وہاں فرشتوں کے ذریعہ زمزم کا چشمہ جاری کردیا، قبیلہ جرہم کے لوگ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے ٹھہر گئے اور حضرت اسمٰعیل جب بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا پوری ہوئی اور وہاں ایک بستی آباد ہوگئی۔

بلد الامین کی بزرگی اور عظمت

شہر مکہ معظّمہ کی فضیلت، اس کی بزرگی وعظمت خداداد ہے، دنیا کے بڑے سے بڑے شہر کی اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت ووقعت نہیں، اس کے بعد مدینہ منورہ کا درجہ ہے، محض نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہے، ورنہ مکہ معظّمہ کی خصوصیات کسی شہر کو حاصل نہیں۔

یہ شہر اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے، جہاں مسلمانوں کے علاوہ اور کوئی قوم نہیں رہتی، حتیٰ کہ پورے حجاز میں مساجد کے علاوہ کسی قوم کی کوئی عبادت گاہ نہیں ہے۔

چنانچہ خلیجی جنگ کے دوران جب غیر ملکی فوجیں امریکی کمان میں جنگ کے لیے آئیں تو ان کے کمانڈر نے افسوس کے ساتھ کہا کہ مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ اس سرزمین میں ایک بھی چرچ نہیں ہے۔

مکہ میں مشرکین کا داخلہ بند

۹ ہجری میں حج فرض ہوا، تو جو مسلمان حج کو جانے والے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کا امیر الحجاج حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بنایا، جب صدیق اکبرؓ روانہ ہوگئے تو اللہ پاک نے یہ حکم نازل فرمایا ''اے ایمان والو! مشرک پلید (ناپاک) ہیں، سو نزدیک نہ آنے پائیں مسجد الحرام (کعبۃ اللہ) کے اس سال کے بعد''۔ (سورہ توبہ)

چونکہ حضرت ابوبکرؓ حج کو روانہ ہو چکے تھے، یہ حکم ان کے روانہ ہونے کے بعد نازل ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیج کر مقام منیٰ میں حضرت علیؓ سے یہ اعلان کرایا کہ

☆ اس سال کے بعد حرم پاک میں مشرکین کا داخلہ بند

☆ آئندہ کوئی شخص بھی ننگے بدن طواف نہ کرے

☆ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے منیٰ اور عرفات میں داخل نہ ہو سکے گا اس کے بعد ۱۰ ہجری میں نبی کریم ﷺ نے حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں، حضور ﷺ کا یہ پہلا اور آخری حج تھا۔

چنانچہ اس اعلان کے بعد ایک ایک کافر سرزمین مکہ سے نکال باہر کردیا گیا، اور اب تو ماشاء اللہ حدود حرم سے پہلے نوٹس بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ اس حد سے آگے کفار کا داخلہ ممنوع ہے۔

لوگ اپنے ملک اور شہروں میں ہر وقت خوف و ہراس کی زندگی گزارتے ہیں اور آدمی کو ہر وقت یہ ڈر رہتا ہے کہ خدا جانے کیسے موت آجائے، کہاں آجائے، کہیں ڈاکوؤں کا ڈر ہے کہیں ڈر ہے کہ راہ چلتے کوئی گولی مار نہ دے، لیکن سرزمین حجاز امن کا گہوارہ نظر آتی ہے اور یہ اسلام کی برکت ہے، جو وہاں نافذ ہے ورنہ سعودی حکومت سے پہلے وہاں بھی حالات دگرگوں رہتے تھے۔

بیت اللہ، خانہ کعبہ کو کہا جاتا ہے، کعبہ کے معنیٰ ہیں بلند و بالا، مصنف قاموس القرآن لکھتے ہیں...... ''بیت اللہ جو مکہ معظّمہ میں واقع ہے، کعبہ ''مربع مکان'' کو کہتے ہیں، کعبہ چونکہ مربع ہے، اس لئے اس نام سے مشہور ہوا، یا کعبہ (ٹخنہ کی ہڈی) سے ماخوذ ہے جو پاؤں میں ابھری ہوئی ہوتی ہے جبکہ بیت اللہ شریف اپنی عظمت و شہرت کے لحاظ سے سر بلند ہے اس لئے یہ کعبہ کے نام سے موسوم ہے......''

بیت اللہ دنیا میں خدا کا سب سے پہلا گھر

بزرگو، دوستو! دنیا کی عبادت گاہوں میں بیت اللہ شریف، سب سے قدیم اور پہلی عبادت گاہ ہے، جس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ یقیناً سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے عبادت گاہ بنایا گیا، یعنی دنیا میں سب سے پہلا متبرک اور مقدس گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا اور بطور عبادت گاہ اور نشان ہدایت کے لیے بنایا گیا ہے وہ یہی کعبہ شریف ہے، یہ مبارک شہر مکہ معظّمہ میں واقع ہے۔

اللہ جل شانہ نے اس گھر کو شروع سے ظاہری و باطنی، حسی و معنوی برکات سے معمور فرمایا اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا روئے زمین پر اگر کسی مکان (عبادت خانہ) میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے، تو وہ صرف خانہ کعبہ ہے۔

اسی مقدس شہر میں رسول الثقلین ﷺ کو پیدا فرمایا، یہیں آپ نے نبوت ملنے سے پہلے چالیس سال کا عرصہ گذارا، یہیں آپ کو نبوت سے نوازا گیا اور اپنی زندگی کے ۵۳ سال گزارے اور مناسک حج ادا کرنے کے لیے سارے جہان کے مسلمانوں کو اسی کی طرف دعوت دی، عالمگیر مذہب اسلام کے پیروکار، جہاں اور جس ملک میں بھی ہوں، اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

بیت اللہ جائے امن

انبیائے سابقین بھی مناسک حج ادا کرنے کے لیے نہایت ذوق و شوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے، اور طرح طرح کی مبارک نشانیاں قدرت نے اس مقدس مقام میں رکھ دیں، اسی لئے ہر زمانے میں مختلف مذاہب والی اقوام بھی اس کی غیر معمولی تعظیم و احترام کرتے رہے ہیں، اور اللہ جل شانہ نے اپنے اس گھر کو امن کا گہوارہ بنا دیا اور ارشاد فرمایا جو اس کے اندر داخل ہوا اس کو امن ملا۔

امن کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ کیسا ہی مجرم حرم محترم میں داخل ہو جائے، وہاں اس پر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔ اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ اس گھر کے جانور تک بھی امن میں ہیں، سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پاؤں تو اس کو بھی ہاتھ نہ لگاؤں، جب تک کہ وہ باہر نہ نکلے۔

قوم ثمود، حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی، جس کو اللہ جل شانہ نے سرکشی و بغاوت کے جرم میں عذاب سے ہلاک کر دیا تھا، اس قوم میں ابو رغال نامی ایک شخص عذاب کے وقت مکہ معظّمہ گیا ہوا تھا، گویا وہ امن کے گھر کعبہ میں تھا، جب تک وہ حرم میں رہا عذاب سے محفوظ رہا، جب سرزمین حرم سے باہر نکلا تو جس عذاب میں قوم ثمود ہلاک ہوئی تھی، یہ بھی اسی میں ہلاک کر دیا گیا۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ۔

نبی کریم ﷺ کا ابو رغال کی قبر کی طرف سے گذر ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ جانتے ہو یہ کس کی قبر ہے......؟

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہے جو قوم ثمود کا ایک فرد تھا، جب قوم ثمود پر عذاب آیا تو یہ شخص وقت حرم پاک کی سرزمین میں تھا، حرم پاک کے احترام کی وجہ سے اس وقت تو یہ عذاب سے محفوظ رہا، اس کا حرم محترم سے باہر نکلنا تھا کہ جو عذاب قوم ثمود پر آیا تھا، اسی نے اس کو بھی پکڑا اور اس کو بھی ہلاک کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اور طریقہ رہا ہے کہ بندوں کی رشد و ہدایت اور فلاح و کامیابی کے لیے نبیوں کو بھیجتا رہا جب اس قوم کے لوگوں نے سرکشی اور بغاوت کی اور نبیوں سے بار بار عذاب کی درخواست و فرمائش کی تو اللہ تعالیٰ نے مصلحت و تقاضائے وقت کے مطابق عذاب بھیجا، چنانچہ قوم نوح، قوم لوط وغیرہ کو ہلاک کیا گیا۔ قوم عاد و ثمود جو بڑے جسم و جثّہ والے تھے۔

لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (گویا وہ کھجور کے درختوں کے تنے ہیں) ہوگئے۔ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو کسی کو پناہ نہیں ملتی اگرچہ وہ کیسی ہی اچھی پناہ گاہ بنالے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کنعان نے کہا، سآوی الی جبل یعصمنی من الماء میں کسی بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، مجھے پانی سے بچائے گا۔

تو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ، اللہ کے امر سے آج کوئی بچانے والا نہیں ہے (البتہ روئے زمین میں ایک جگہ حرم شریف ایسی ہے اگر آدمی وہاں پہنچ گیا تو وہ محفوظ ہوجائے گا)

بیت اللہ رحمت نزولِ الٰہی کا مرکز

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ جل شانہ کی ایک سو بیس رحمتیں بیت اللہ پر نازل ہوتی ہیں ایک سو بیس رحمتوں کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی کہ ان میں سے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں پر اور چالیس بیت اللہ میں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر۔

اس حدیث میں بیت اللہ شریف پر رحمت خداوندی کے نزول کو بتلا کر اس رحمت کی تقسیم کا بیان کیا گیا اور فرمایا گیا کہ طواف کرنے والوں پر ساٹھ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ طواف ایسی عبادت ہے جو سوائے بیت اللہ کے اور کہیں نہیں ہوسکتا، بلکہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ اور کسی جگہ کا طواف جائز ہی نہیں، اگر کوئی کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

ان ہی فضائل کی وجہ سے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ مسجد حرام (بیت اللہ) میں تحیۃ المسجد پڑھنے سے افضل طواف ہے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے طواف پر قدرت نہ ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، ورنہ بجائے تحیۃ المسجد کے مسجد حرم میں داخل ہوتے ہی طواف کرنا افضل ہے، البتہ جماعت کی نماز کا وقت قریب ہو تو پھر طواف کی بجائے جماعت سے نماز پڑھے۔

بیت اللہ شریف میں ایک نماز کا ثواب

حدیث میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے اللہ اکبر......ایک نماز کا ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر، کتنی بڑی فضیلت ہے، اس مقدس و مکرم گھر کی!

دنیا کی بقاء وفنا بیت اللہ کے وجود پر موقوف ہے

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ اللہ پاک نے کعبہ کو جو ادب کا مکان ہے، لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے۔ قِیَامًا لِّلنَّاسِ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ کعبہ شریف کا وجود کل عالم کے قیام اور بقاء کا سبب ہے، دنیا کی آبادی اس وقت تک ہے جب تک خانہ کعبہ اور اس کا احترام کرنے والی مخلوق موجود ہے، جس وقت خداوند کریم کا ارادہ ہوگا کہ کارخانہ عالم کو ختم کیا جائے تو سب کاموں سے پہلے اسی مبارک مکان کو (جسے بیت اللہ شریف کہتے ہیں)، اٹھالیا جائے گا، جیسا کہ بناء کے وقت بھی زمین پر سب سے پہلے یہ بنایا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مکانات تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن عبادت کے لیے سب سے پہلے خانہ کعبہ ہی بنایا گیا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت اس وقت تک خیریت سے رہے گی، جب تک اس حرم کا احترام کرتی رہے گی، اور جب احترام کرنا چھوڑ دے گی تو ہلاک وبرباد ہوجائے گی۔ (ابن ماجہ)

قرآن پاک کی اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جب تک اللہ جل شانہ کو دنیا کو باقی رکھنا منظور ہے، خانہ کعبہ بھی موجود ہے، گویا دنیا کی ابتداء بھی خانہ کعبہ کے وجود سے ہوئی، اور انتہا بھی اس کے اٹھالئے جانے پر ہوگی۔ جن کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت آجائے گی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرب قیامت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو خانہ کعبہ کو کدال سے شہید کردے گا، اس وقت قیامت قائم ہوگی اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اس مقدس ومحترم گھر کی حفاظت فرمائیں گے، چنانچہ واقعہ فیل اس کی کھلی شہادت ہے کہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم ابرہہ نامی تھا اس نے دیکھا کہ

سارے عرب کعبہ کا حج کرنے جاتے ہیں اس نے چاہا کہ ہمارے پاس جمع ہوا کریں اسکی تدبیر سوچی کہ مذہبِ عیسائی کے نام پر ایک عالیشان گرجا گھر بنایا جائے جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت ودلکشی کے سامان ہوں اور اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلّف ومرصع کعبہ کی طرف آنے لگیں اور مکہ کا حج ختم ہوجائے۔ چنانچہ یمن کے ایک بڑے شہر صنعاء میں اپنے مصنوعی کعبہ کی بنیاد رکھی، اور خوب دل کھول کر خرچ کیا لوگ ادھر متوجہ نہ ہوئے عرب کو خصوصاً قریش کو جب اسکی اطلاع ہوئی سخت خشمگیں ہوئے کسی نے غصہ میں آکر وہاں پاخانہ کردیا، بعض کہتے ہیں کہ کسی عرب نے آگ لگائی تھی ہوا سے اڑ کر اس عمارت میں لگ گئی۔

ابرہہ نے جھنجھلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کردی بڑا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادے سے چلا کہ کعبہ کو منہدم کردے، درمیان میں عرب کے جس قبیلہ نے مزاحمت کی مارا اور مغلوب کیا حضور ﷺ کے دادا عبد المطلب اس وقت قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے ان کو خبر ہوئی تو فرمایا لوگو اپنا بچاؤ کرلو کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود بچالے گا، ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کرلیا کہ اب کعبہ کا منہدم کرنا کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ ادھر سے کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ تھا، جب مکہ کے قریب وادی محسر پہنچا تو سمندر کی جانب سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے پرندے چونچ اور پنجوں میں کنکریاں لے کر آئے اور لشکر پر برسانا شروع کردیئے، جو بندوق کی گولیوں سے زیادہ کام کرتے تھے جس کو وہ کنکریاں لگتی وہیں ہلاک ہوجاتا تھا۔ وہ بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت سے پچاس روز پہلے پیش آیا" اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں خانہ کعبہ کی عظمت پیدا کرے اور بار بار حج مبرور اور عمرہ سے سرفراز ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

اسلام میں مکمل داخل ہونے کا مطلب؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ.
اَمَّا بَعْدُ ”فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوا فِیْ السِّلْمِ کَافَّةً. وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ .“

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں
کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کرلو!
ملّتِ احمدِ مرسل کو مقامی کرلو!

بزرگانِ محترم! نوجوان اسلام وعزیز طلبہ!

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو دنیا کے سارے انسانوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنایا ہے اور قیمتی احکامات نازل فرمائے یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر توراۃ کے بڑے عالم عبد اللہ بن سلام مسلمان ہوئے، یہ یہودی مذہب کے بہت بڑے عالم اور نامور خطیب تھے جب یہ مسلمان ہوئے تو ان کے ذہن میں ایک بات آئی کہ جمعہ کو اسلام میں فوقیت دی گئی ہے۔

لیکن یہودی مذہب میں ہفتہ کو فوقیت حاصل ہے یہودیوں میں ہفتے کو عبادت مخصوص ہوتی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ جمعہ کی طرح ہفتہ کی بھی تعظیم کریں، اس طرح دودن کی تعظیم ہوجائے گی، اسلام کے احکام پر بھی عمل ہوجائے گا اور یہودیت پر بھی، پھر چونکہ یہودی مذہب میں اونٹ کا گوشت کھانا اور اونٹنی کا دودھ پینا حرام تھا اس لیے انہوں نے سوچا کہ اس سے بھی بچے رہیں گے اسلام میں اونٹ کا گوشت کھانا اور اونٹنی کا دودھ پینا واجب نہیں تھا۔ تو اس طرح سے عبادت بھی زیادہ ہوجائے گی موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل ہوجائے گا اور حضور ﷺ کی شریعت پر بھی عمل ہوجائے گا گویا سابقہ دین پر بھی وہ چلنا چاہ رہے تھے اور اسلام کو بھی انہوں نے دل سے قبول کرلیا تھا اسلام کی باتوں پر بھی عمل کرنا چاہ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو کھول دیا اور حضور اکرم ﷺ کو بتلادیا کہ عبد اللہ بن سلام یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھی عمل ہو اور یہ بھی تو اس وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان والوں کو خطاب

یَـا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِیْ السِّلْمِ کَافَّةً . اے ایمان والو، اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان رکھنے والو! تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔ ظاہر بات ہے کہ اسلام کسی گھر کا نام نہیں ہے کہ اس میں داخل ہوجائیں یا اسلام کسی لباس کا نام نہیں کہ اس کو پہن لیا جائے یا اسلام کسی نظریہ کا نام نہیں کہ اس کو پالیا

جائے بلکہ اسلام ایسے مکمل نظامِ حیات کا نام ہے کہ آپ کی زندگی کے سارے کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر ہوں اسی کو کہا جاتا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

اسلام میں پورے کا پورے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا کوئی کام کوئی فعل شریعت کے دائرے سے باہر نہ ہو اب آدمی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے کہ سارے کام شریعت کے مطابق کیسے ہو سکتے ہیں؟ آدمی روزہ رکھ سکتا ہے، نماز پڑھ سکتا ہے، زکوٰۃ دے سکتا ہے حج کرسکتا ہے لیکن سارے کام شریعت کے مطابق کیسے کرسکتا ہے یہ بات عام طور پر سمجھ میں اس لئے نہیں آتی کہ ہم جس طرح دنیاوی کاموں میں غور و تفکر کرتے ہیں، اور دنیوی کاموں کے لئے وقت نکال کر اس کے لئے سوچتے ہیں یا دنیاوی کاموں کے لیے ہم جس طرح سے محنت کرتے ہیں اسی طرح دین کے احکامات میں غور نہیں کرتے اس لئے احکامات کی بات شریعت کی بات دل و دماغ میں نہیں اترتی آدمی اگر شادی کر رہا ہے اور اس کے پاس شادی کے اخراجات نہیں تو بیٹھ کر سوچے گا تو دس راستے نکلیں گے۔ اس کے لئے خرچ کرنے کیلئے کہاں کہاں سے پیسہ لیا جائے، بیمار ہے اس کے لیے سوچتا ہے اس بیماری کو کیسے دور کیا جائے ایک ڈاکٹر سے نہیں بلکہ بہت سے ڈاکٹروں سے کنسلٹ کرے گا اسی طرح سے خدانخواستہ روزگار ٹوٹ گیا ہے تو اس کو بنانے کے لیے سنوارنے کے لیے بہت ساری باتوں پر غور کرے گا اور پھر اپنے روزگار پر کھڑا ہونے کی کوشش کرے گا، تو معلوم ہوا کہ ہم مادی اعتبار سے بہت سارے کاموں پر غور کرتے ہیں، اور اس میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، بالکل اسی طرح دین کے کاموں میں اور شریعت مطہرہ میں غور کریں تو پھر ہمارے لیے عمل آسان ہو جاتا ہے حضور اکرم ﷺ کے صحابی عبداللہ

ابن سلام یہ چاہ رہے تھے کہ شریعت محمدی پر بھی عمل ہو جائے اور شریعت موسیٰ پر بھی، اس لئے قرآن نے صاف کہہ دیا اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ، اے ایمان والو تمہارے لیے ضروری ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ کہ کوئی کام شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو اسی کو پورے کے پورے داخل ہونا کہتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا ایک واقعہ

حضور ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جہاد میں ایک کافر سے مڈبھیڑ ہوگئی آپ نے اس کو زمین پر چت لٹا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر سوار ہو گئے کہ اس کو قابو میں کرنے کے بعد قتل کر دیں ابھی قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا آپ کو غصہ آیا جلال پیدا ہوا لیکن کھڑے ہو گئے اور کہا اب میں تجھے قتل نہیں کروں گا اس کو بڑا تعجب ہوا پورا قابو پانے کے بعد کون ہے جو اس طرح سے چھوڑ دے؟ اس نے پوچھا کیا وجہ ہے قتل نہ کرنے کی؟ جبکہ تم نے مجھ پر مکمل قدرت حاصل کر لی تھی انہوں نے فرمایا کہ ہمارا لڑنا قتل کرنا، قتل ہونا، یہ اللہ کے لیے اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہوتا ہے لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو مجھے غصہ آیا اور غصہ آنے کے بعد اگر تجھے قتل کرتا تو اپنے نفس کے لیے کرتا تو یہ قتل اللہ کے لیے نہ ہوتا بلکہ یہ اپنی ذات کے لیے ہوتا اس لیے میں نے تجھے چھوڑ دیا، اس نے پوچھا واقعی یہی بات ہے؟ فرمایا بے شک! پھر کہا کہ جس مذہب کے اندر ہر کام اللہ کے لیے ہو اس مذہب سے دوسرا کوئی مذہب بہتر نہیں ہوسکتا اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا معمولی سی بات ایسے واقعات ہمارے اور آپ کے درمیان روزانہ پیش آتے ہیں جہاں پر نفسانیت غالب ہو جاتی ہے جہاں پر خواہشات کا غلبہ پیدا ہو جاتا ہے اور جب آدمی پر خواہشات کا غلبہ ہوتا

ہے، نفس غالب آتا ہے تو عام طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم کو بھول جاتا ہے عقل مغلوب ہوجاتی ہے اور احکام خداوندی اس کے دماغ سے دل سے محو ہوجاتے ہیں ایسی حالت میں عمل کرنا مقبول نہیں۔

ایک عابد کا واقعہ

ایک بزرگ کے گاؤں میں ایک درخت تھا اس درخت کی لوگ پوجا کرتے تھے سجدہ کیا کرتے تھے تو ان بزرگ نے ٹھان لی اپنے دل میں کہ اس درخت کو میں ضرور اپنی کلہاڑی سے کاٹ دوں گا اور اس کو جڑ سے مٹا دوں گا اس لئے کہ یہ کفرو شرک کا ذریعہ بن رہا ہے اسی نیت کو لے کر اپنے گھر سے نکلے راستے میں شیطان ان کو انسان کی صورت میں ملا اس نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس درخت کو جڑ سے کاٹنے کے لیے جارہا ہوں جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں یہ شرک ہے میں اس کو برداشت نہیں کرسکتا۔شیطان نے کہا کہ تم اس درخت کو نہیں کاٹ سکتے انہوں نے کہا کہ میں ضرور کاٹوں گا یہاں تک کہ دونوں میں تکرار کے بعد گھتم گھتا ہوگئی، بزرگ نے شیطان کو زمین پر گرادیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے شیطان بڑا مکار ہوتا ہے اس نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے ایک کام کرتے ہیں آپ اس درخت کو کاٹیں گے آپ کو کیا ملے گا کوئی فائدہ تو آپ کو ہوگا نہیں اگر آپ نے اس درخت کو کاٹ دیا کوئی اور درخت ہوگا اس کی لوگ پوجا کرنے لگیں گے۔

اس سے کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ میری طرف سے آپ کو روزانہ آپ کے تکئے کے نیچے ایک اشرفی مل جایا کرے گی، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ درخت کو نہیں کاٹیں گے، ان کو شیطان نے بہکا دیا کہ ہاں درخت کو کاٹنے سے کیا فائدہ ہوگا ایک درخت کو کاٹ دیا جائے تو دوسرا پیدا ہوجائے گا لوگ اس کی پوجا شروع کردیں گے

لہٰذا بہتر ہے کہ اس چھوڑ دیا جائے اور یہ کہہ رہا ہے کہ روزانہ ایک اشرفی تکئے کے نیچے سے ملا کرے گی یہ تو بہت اچھا ہے اب شیطان نے روزانہ ایک اشرفی تکئے کے نیچے رکھنا شروع کردی صبح کو اٹھ کر دیکھا کہ واقعی اشرفی ہے تو دل خوش ہوا یہ تو بہت اچھا ہے۔ دو چار دن اشرفی ملتی رہی پھر شیطان نے ایک رات اشرفی ان کے تکئے کے نیچے نہیں رکھی تکیہ اٹھا کر دیکھا اشرفی نہیں تھی بہت غصہ آیا بہت ناراض ہوئے فوراً کلہاڑی اٹھائی اور چل دیئے کہ آج درخت کو ضرور کاٹوں گا راستے میں پھر وہی شیطان بوڑھے کی شکل میں ملا اور پوچھا کہاں جارہے ہو؟ کہا درخت کو کاٹنے، بولا آپ نہیں کاٹ سکتے انہوں نے کہا میں ضرور کاٹوں گا پہلے کی طرح پھر لڑائی ہوئی اس مرتبہ شیطان نے اللہ والوں کو زمین پر گرادیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا انہوں نے پوچھا کہ دو چار دن پہلے تیرے اندر کوئی طاقت نہیں تھی اور میں نے تجھے زمین پر گرادیا تھا اتنی طاقت تیرے اندر کہاں سے آگئی کہ آج تو نے مجھے زمین پر گرا کر میرے اوپر سوار بھی ہوگیا شیطان نے کہا پہلے تمہارے اندر ایمان اور ایمان کے اندر جو اخلاص تھا اس کی طاقت تھی کہ تمہارا عمل خالص اللہ کے لیے تھا لیکن آج اشرفی کے نہ ملنے پر جو غصہ آرہا تھا اس کی وجہ سے تمہارے اندر وہ اخلاص وہ للّٰہیت نہیں رہی جو مجھ جیسے شیطان کو مغلوب کرسکتی معلوم ہوا کہ یہی ہے اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کا مطلب، یعنی ہمارا کوئی کام شریعت سے باہر نہ ہو۔

حضور ﷺ کا فرمان

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان عمل کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے نفس اس کے لیے رکاوٹ بنتا ہے، اگر یہ نفس پر غالب بھی آجائے تو پھر اس کی بیوی اور بچے اس کے مخالف بنتے ہیں۔ اور اگر ان پر بھی یہ غالب آجائے تو پھر

معاشرہ اور سماج مخالف بنتا ہے، مثال کے طور پر ایک آدمی چاہتا ہے کہ میں خالص شریعت کے مطابق شادی کروں حالانکہ شریعت کے مطابق شادی کرنے کا معاملہ بڑا عجیب وغریب اور آسان ہے وہاں تو کسی قسم کی کوئی تکلف کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کا نکاح

حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کا نکاح کس طرح پڑھایا؟ فرمایا: علی آج میں نے سوچا کہ تمہارا نکاح کردوں لہٰذا تمہارے پاس اگر کچھ درہم ہوں تو تھوڑے کھجور خرید کر لے آؤ، واقعہ طویل ہے وہ اپنی زرہ ڈھال کو گروی رکھنے کے خیال سے چلے، راستے حضرت عثمان غنیؓ ان کو مل گئے انہوں نے پوچھا، کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایسا معاملہ ہے تو فرمایا میرے ہی پاس گروی رکھ دو، گروی رکھنے کا مطلب ایسا نہیں جیسا آج کے دور میں ہوتا ہے، کہ سونا چاندی گروی رکھ دیا مکان گروی رکھ دیا۔ مکان بھی سونا چاندی بھی لے لیتا ہے اور اس کے ساتھ سود بھی لے لیتا ہے اس زمانے میں گروی رکھنے کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ جتنے پیسے آپ نے لئے ہیں اتنے ہی پیسے آپ کو دینے ہیں اس سے ایک پیسہ زیادہ آپ کو نہیں دیا جائے گا حضرت عثمان غنیؓ نے وہ ڈھال لی حضرت علی کو پیسے دئے بعد میں حضرت عثمان غنیؓ نے وہ ڈھال بھی ان کو واپس دے دی، حضرت علی دونوں جہاں کے سردار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہونے والے آخری داماد اور حضور اکرم ﷺ کے آخری خلیفہ، اور چچازاد بھائی بھی ہیں ایسی حالت میں بیٹھے ہیں کہ ان کے جسم پر لباس نیا نہیں کوئی جوڑا نہیں بدلا کوئی تاج اور سہرا نہیں پہنایا گیا مہمان گھر پر نہیں آئے، یہ شہنشاہ کونین سرور دو عالم کی لخت جگر کی شادی کا منظر ہے حضور اکرم ﷺ نکاح پڑھاتے ہیں دعا دیتے ہیں کھجور تقسیم ہو جاتی ہے جو بھی مسجد میں اس وقت حاضر تھے وہی نکاح میں شریک رہے۔ رات میں عشاء کی نماز

پڑھنے کے بعد اپنی بیٹی کو لے کر حضرت علی کے گھر جاتے ہیں دروازہ پر دستک دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ علی تمہاری امانت تمہیں سونپ رہا ہوں اور دعا دے کر واپس ہو جاتے ہیں، یہ شادی تھی، شریعت کے دائرے میں یہ سرورِ کونین ﷺ کا طریقہ ہے۔

دو صحابیوں کا واقعہ

حضور اکرم ﷺ کے دو صحابی آپس میں بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سامنے والا جو گھر ہے اس کے اندر جو صاحب رہتے ہیں ان کی بیٹی سے میں نکاح چاہتا ہوں ایسا کرو تم میرا رشتہ لے کر اس گھر پر جاؤ، ان دو صحابیوں میں سے ایک صحابی اپنے ساتھی کا رشتہ لے کر گھر پر جاتے ہیں اور یہ صاحب باہر کھڑے ہیں اس خیال سے کہ رشتے کی منظوری لے کر باہر آئیں گے۔

تھوڑی دیر ہو جاتی ہے آدھا پونا گھنٹہ گزر جاتا ہے وہ آتے نہیں پھر بھی یہ کھڑے رہتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صحابی اور ان کے پیچھے پردے کے ساتھ چادر میں لپٹی ایک عورت بھی آرہی ہے تو گھر سے نکلنے والے صحابی نے کہا معاف کرنا بھائی صاحب میں آپ کا رشتہ لے کر گیا تھا لیکن گھر والوں نے کہا کہ ان سے رشتہ منظور نہیں ہے تم سے رشتہ کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ سبحان اللہ اگر ایسا ہے تو نکاح پڑھا دیں، گھر میں نکاح ہو چکا ہے اور میں اب اپنی اہلیہ کو لے کر جا رہا ہوں۔

آج کے دور میں ایسا واقعہ پیش آجائے تو فساد ہو جائے۔ ایک دوسرے کے قتل کے درپہ ہو جائیں، لیکن قربان جائیے نبی کریم ﷺ کے، صحابہ کو آپ نے اتنا مانجھ دیا تھا اتنا ان کو سنوار دیا تھا کہ وہ کسی غیر شرعی طریقہ پر عمل کرنا نہیں چاہتے تھے، صحابی نے جب یہ سنا تو منہ پھیر کر چل دئے اور فرمایا کہ **بارک اللہ لنا ولکم**، اللہ آپ کو

برکت دے بہت خوشی کی بات ہے اور چلے گئے یہ نکاح کا طریقہ ہے آج کے اس دور میں یہ کہتے ہیں کہ آج عمل نہیں ہوسکتا عمل کرنے والے آج بھی عمل کررہے ہیں۔

خطیب الاسلام کا واقعہ

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ کئی سال پہلے کی بات ہے۔ میں جب دارالعلوم گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت نہیں ہیں، میں نے پوچھا کہ کہاں گئے بتایا، اپنے بیٹے کا نکاح پڑھانے کے لیے بمبئی گئے ہیں، دلہن لانے کے لیے گئے ہیں میں نے پوچھا کہ کتنے آدمی گئے ہیں، مولانا سالم صاحب اوران کے بیٹے ممبئی گئے اور دوسرے دن پھر واپس آگئے نکاح ہوگیا اور دلہن کو لے کر آگئے، یہ سیدھا سادہ طریقہ ہے دوستو! اللہ کی نظر میں اس وقت تک محبوب نہیں بن سکتے جب تک محبوب خدا کی سنتیں ہمیں محبوب نہ ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پڑھنا، سننا اور سنانا کافی نہیں بلکہ ان پر عمل کرنا ضروری ہے آج کل بنگلور میں مسلمانوں نے ایک طریقہ نکال لیا ہے۔ کہ **اعلنو هذا النكاح وجعلوه في المساجد**، نکاح کا اعلان کرواور اس کو مسجد میں انجام دو تو اس کے مطابق مساجد میں نکاح کرتے ہیں باقی تمام رسومات شادی محلوں میں انجام دی جاتی ہیں۔

شادی محلوں میں جو خرافات ہوتے ہیں وہ خلاف شرع ہیں، یقیناً شادی محلوں میں شریعت نے شادی کرنے سے انکار نہیں کیا لیکن وہاں جو خرابیاں ہیں، عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہے کہ ایک ہی ہال میں عورتیں بیٹھی ہیں اور مرد بھی بیٹھے ہیں اور پھر معانقہ چل رہا ہے مصافحہ ہورہے ہیں گویا نظروں کا زنا، ہاتھ کا زنا، دل کا زنا، پاؤں کا زنا، سارے کے سارے زنا، ہورہے ہیں یہاں تک کہ ناک کا زنا ہورہا ہے،

نامحرموں کے کپڑوں سے آتی ہوئی خوشبو کو سونگھا جارہا ہے، یہ سارے زنا کے اقسام ہیں جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

بزرگانِ دین کیسے بن سکتے ہیں؟

ان ساری چیزوں کو باقی رکھتے ہوئے اگر ہمارے یہاں شادی ہوتی ہے اور بدعملی ہوتی ہے ظاہر بات ہے کہ پیدا ہونے والے بچے سید القادر جیلانی کبھی نہیں بن سکتے۔ امام غزالی کبھی نہیں بن سکتے، مولانا گنگوہی کبھی نہیں بن سکتے اس لئے کہ والدین نے ان کے طریقے پر عمل نہیں کیا۔

ایک قبیح بدعت

دس محرم الحرام میں نکاح کرنے کوئی تیار نہیں چاہے، وہ کیسا ہی نمازی اور کتنا بڑا داعی ہی کیوں نہ ہو؟ اگر وہ تیار ہے تو اس کے گھر والے تیار نہیں جی ہاں، آج یہ قتل والے دن، غم والے دن کیسے نکاح ہوسکتا ہے؟ لیکن قربان جایئے! ہمارے پاس مثالیں موجود ہیں حضور اکرم ﷺ کے نواسے حضرت حسن کے بیٹے حضرت قاسمؓ کا نکاح نو محرم الحرام میں ہوا تھا، رات کے وقت میدان کربلا میں، صبح کو لڑائی ہونے والی ہے اور رات میں نکاح ہوا اور صبح کو وہ شہید بھی ہوجاتے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی بیٹی کا نکاح دس محرم الحرام بروز جمعہ کو کیا، جمعہ کی نماز کے بعد فرمایا کہ دس محرم الحرام یہ سوگ کا مہینہ نہیں۔ یہ سوگ کا دن نہیں، بلکہ یہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام کو مضبوط بنانے کا دن ہے، میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً۔ اے ایمان والوتم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ، اس

سے مراد یہی ہے کہ آپ کا کوئی کام شریعت کے دائرے سے باہر نہ ہو اس کو پورا کا پورا اسلام میں داخل ہونا کہتے ہیں، آپ کاروبار کررہے ہیں سامان کے اندر کوئی نقص ہے کوئی عیب ہے آپ اس کو بیان نہیں کررہے ہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اپنے نوکر کو، یہ تھان لے جاؤ اور ان کو بیچ کر آؤ اور اس ایک تھان میں عیب ہے وہ بتا دینا، نوکر بیچ کر آ گیا اور بھول گیا بیچنے والے کو بتا نہیں سکا کہ اس ایک تھان میں عیب ہے آپ نے پوچھا کتنے پیسے کا فروخت ہوا؟ کہا پچیس ہزار درھم کا فروخت ہوا، فرمایا تم نے نقص بتا دیا تھا، نوکر نے کہا کہ معاف کیجئے میں بھول گیا تھا، فرمایا یہ میرے لئے جائز نہیں ہے۔ اور سارا مال اللہ کی راہ میں فقراء مساکین اور حاجت مندوں کو دے دیا آج کوئی آدمی ہے اس طرح کا ہم میں۔ دوستو! جب تک یہ جذبات پیدا نہیں ہوں گے اور ہماری اپنی طبیعت کے اندر ہمارے اپنے مزاج کے اندر اسلام داخل نہیں ہوگا اور شریعت کے احکام سے جب تک محبت نہیں ہوگی بھلے ہی کتنا ہی نقصان ہو جائے خواہ تعلقات ٹوٹ جائیں رشتہ داریاں ٹوٹ جائیں، دوستیاں ختم ہو جائیں لیکن دوستو! کبھی اللہ اور اس کے رسول کے احکام نہ ٹوٹیں جب تک یہ جذبہ پیدا نہیں ہوگا۔ واللہ، اس آیت پر عمل کرنے والے نہیں بنیں گے۔ قرآن کریم میں اسی لیے فرمایا۔ **وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ**، اور تم شیطان کے راستہ پر مت چلو اس کی پیروی مت کرو۔

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْن . وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے وہ تمہیں سبق پڑھاتا ہے وہ تمہیں سبق سکھاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں حضرت شریعت پر عمل کرنے کو بہت جی چاہتا ہے لیکن ہماری بیوی نہیں مانتی، ہمارا بیٹا نہیں مانتا، ہمارے داماد ناراض ہو گئے وہ شریک نہیں ہورہے ہیں، اگر ایسا نہیں کیا تو ہمارے محلّہ میں معاشرے میں کیا

عزت رہے گی؟ آدمی جب شریعت کے مقابلے میں ان چیزوں کو اہمیت دے گا تو عمل کیسے ہوگا؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنا ہر عمل شریعت کے سپرد کریں اور پھر نتیجہ بظاہر کتنا ہی آپ کے خلاف ہو انشاء اللہ تعالیٰ انجام اور رزلٹ آپ کے مفاد میں ہو۔ بہر حال تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آج مسلمان کے مزاج اور طبیعتوں میں فرق آچکا ہے کہ شریعت پر چلنے کو دل چاہتا ہے لیکن جب کوئی رکاوٹ آتی ہے تو اس رکاوٹ کو قبول کر لیتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے اپنے قدم مزید شریعت کی طرف نہیں بڑھتے اس لئے دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ سے کہ ہمیں شریعت مطہرہ پر عمل کی توفیق عطا فرما، اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

اولاد کی تربیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ "فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ، لَانَسْئَلُكَ رِزْقًا، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ،قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

تجھے کیوں فکر ہے اے گل! دلِ صد چاکِ بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

بزرگانِ محترم! نوجوان اسلام، عزیز طلبہ! گذشتہ جمعہ بھی میں نے یہی آیت تلاوت کی تھی اور اسی کی روشنی میں کچھ باتیں آپ کے گوش گزار کی گئی تھیں آج بھی اسی سے متعلق عرض کرنا ہے، اس لیے کہ ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت اور تاکید فرمائی ہے اور راستہ دکھلایا ہے کہ وہ اولاد کی کس طرح تربیت کریں اور کس انداز سے پرورش کریں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ایک

اچھا انسان اور اچھا شہری بننے کے لیے اپنے دین وایمان اور ملک سے محبت رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بچہ کی نگرانی بچپن ہی سے کی جائے بچہ کو بچپن ہی سے جس حالت پر ڈھالا جائے گا بچہ کو جس حالت پر چلایا جائے گا اور بچے کی جس انداز میں تربیت ہوگی اسی انداز میں وہ بچہ جوان ہوکر اپنی زندگی گزارے گا، قرآن مجید میں ہے کہ دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا ہوتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان پیدا ہوتے ہیں کوئی بچہ دنیا میں ایسا نہیں جو یہودی، نصرانی یا کسی مذہب پر پیدا ہو، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اسکی فطرت پر یعنی اسلام پر پیدا کیا ہے، حدیث میں آتا ہے۔

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ اَوْ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ. کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اگر یہودی ہیں تو وہ بچہ بھی یہودی ہوجاتا ہے یا اس کے والدین نصرانی ہیں تو وہ بچہ بھی نصرانی ہوجاتا ہے یا اس کے والدین مجوسی ہیں تو وہ بچہ مجوسی ہوجاتا ہے، معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو غیر ایمان یا بے ایمان پیدا نہیں کیا، لیکن اس کا جو ماحول ہے جہاں اس کی تربیت ہورہی ہے، جہاں اس کی پرورش ہورہی ہے، اس پرورش اور تربیت کا اثر اس کی زندگی پر پڑتا ہے۔ اور وہ بچہ انہیں لوگوں میں شامل ہوجاتا ہے جنھوں نے اسکی پرورش کی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچے کے ایمان کی نگہداشت اور بچے کے عقائد کی دیکھ بھال شروع ہی سے کی جائے ان آیات میں یہی بتایا گیا ہے

حضرت یعقوبؑ کی بیٹوں کو نصیحت

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا تو بیٹوں کو بلا کر پوچھا۔ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ، اے میرے بچوں بتاؤ تم میرے بعد کس کی پرستش کروگے،

کس کی پوجا کرو گے کس کو اپنا خدا مانو گے؟ سبنے کہا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ ۔اے ابا جان آپ بےفکر رہیے آپ اور آپ کے آباء واجداد جس خدا کی پوجا کرتے آئے ہیں، ہم اسی کو رب مانیں گے، موت سامنے ہے ۔ ملک الموت کی آمد کے آثار ہیں دنیا سے رخصت ہونے کا وقت ہے ایسے وقت میں بھی اپنے بچوں کے ایمان کی فکر ہے، دوستو! یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے ورنہ تو ایسے وقت میں جائداد کی فکر ہوتی ہے، مال ومتاع کی فکر ہوتی ہے نہیں معلوم، شیطان کتنے وساوس دل میں جمع کر دیتا ہے اور پھر اس کی فکر اس کو کھائے جارہی ہوتی ہے لیکن قربان جایئے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ نے فرمایا کہ میرے بعد کس طرح رہو گے؟ کیسے رہو گے، مالدار انسان تھے معمولی انسان نہیں تھے، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ تھے اور یوسف علیہ السلام کون؟ مصر کی سلطنت کے مالک حکومت کے مالک، وہ حکومت بھی ایسی حکومت نہیں جیسی آج ہوتی ہے اس زمانے میں خصوصاً رعایا بادشاہ کی غلام ہوا کرتی تھی، مرد غلام ہوتے تھے، اور عورتیں باندی ہوتی تھیں، ایسی عظیم الشان سلطنت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت کے ساتھ عطا فرمایا، آپ نبی بھی ہیں اور بادشاہ بھی ایسے نبی اور بادشاہ جن کے والد کو اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کا خطاب دیا ہے اسرائیل کے معنی ہیں بزرگ ترین، بہت زیادہ بزرگ ہستی، قابل احترام، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بڑا مقام عطا فرمایا تھا۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں تو دنیا سے جا رہا ہوں ایسے وقت میں کم سے کم یہ تو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد میرے بچے کس کی عبادت کریں گے؟ یہ ہے وہ انداز تربیت جو ایک سچے مومن مسلمان کا ہونا چاہئے، اسکی فکر آج ہم کو نہیں ہے۔

ایک غریب متقی لڑکی

حضرت عمر فاروقؓ رات میں گشت لگا رہے ہیں ایک جھونپڑی سے آواز آرہی ہے ماں اپنی بیٹی کو بول رہی ہے بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو تاکہ وہ زیادہ ہو جائے اور ہم کو پیسے زیادہ مل جائیں ایسی باتیں تو ہم اپنے بچے کو بہت سکھاتے ہیں، تول اور ناپ میں کمی، چیز میں کوئی عیب ہو تو بولتے ہیں کہ گاہک کو بتانا مت، گاہک کو اگر بتادیا تو پیسے کم ملیں گے، حضرت عمر فاروقؓ نے جھونپڑی کی طرف کان لگائے دوسری آواز آئی، اماں جان امیر المؤمنین نے کہا ہے کہ جو دودھ میں پانی ملائے گا اس کو سزا دی جائے گی ماں نے کہا کہ امیر المؤمنین تھوڑا ہی دیکھ رہے ہیں، اب اتنی رات میں؟ بیٹی نے کہا اگر امیر المؤمنین نہیں دیکھ رہے ہیں تو امیر المؤمنین کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ دودھ میں کیسے پانی ملائیں، اللہ حاضر وناظر ہیں اس کو حاضر ناظر جان کر ہم کیسے گناہ کر سکتے ہیں، لوگوں کو دھوکا دے سکتے ہیں۔

امیر المؤمنین نے سنا تو خوش ہو گئے اللہ کا شکر ادا کیا اللہ تیرا شکر ہے کہ میری موجودگی میں آنے والی نسلیں دین پر ثابت قدم ہیں اور اس جھونپڑی پر نشان لگا دیا صبح کو ماں اور بیٹی کو طلب کر لیا۔ اور اس کے بعد کہا کہ میں چاہتا ہوں اے بڑی بی تیری اس غربت کے اندر اللہ نے جو جوہر رکھا ہے جو گوہر رکھا ہے وہ گوہر میرے گھر میں آجائے یعنی تم اپنی بیٹی کا نکاح امیر المؤمنین کے بیٹے سے کر دو، دیکھا آپ نے اگر دین نہ ہوتا اللہ کا خوف نہ ہوتا تو اس بیٹی کا نکاح خلیفۂ وقت کے بیٹے کے ساتھ بھی نہ ہوتا، یہ ایمان اور دین کا طفیل کہ ایک جھونپڑی میں رہنے والی بچی کا نکاح دین کی وجہ سے تقویٰ کی وجہ سے امیر المؤمنین کے بیٹے سے ہو گیا اور یہیں پر بس نہیں ہوئی۔ تاریخ شاہد ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی نانی

حضرت عمرؓ کی اس بہو سے جو اولاد پیدا ہوئی پھر اس کی نسل سے عمر ابن عبد العزیز پیدا ہوئے یعنی حضرت عمرؓ کے پرنواسے تھے دین کی بنیاد پر شادی ہوئی دین کی بنیاد پر پرورش ہوئی اللہ تعالیٰ نے دنیا بھی کھول کر دے دی اور دین بھی عطا فرمادیا آج جو لوگ دنیا کی فکر کرتے ہیں اگر دین کی فکر کریں تو دنیا خود بخود مل جائے ،عمر ابن عبدالعزیز آگے چل کر عبدالملک بن مروان کے قائم مقام ہوگئے ،یعنی ان کے خسر کی جگہ پر ان کو خلافت ملی اور عبدالملک بن مروان وہ تھے جن کی باندیوں کے ناڑے ازار بند سونے اور چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے ہوتے تھے،عمر بن عبدالعزیز کو خلافت ملی تو آپ نے اسطرح سے خلافت کے کام انجام دیئے جس طرح سے حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق ،شیخین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے انجام دیئے تھے ۔جب آپ کا انتقال ہونے لگا لوگوں نے کہا حضرت آپ ایسے خلیفہ ہوئے کہ آپ نے اپنے بچوں کے مستقبل کی کوئی فکر نہیں کی حضرت عمر بن عبدالعزیز لیٹے ہوئے تھے فرمایا کہ مجھے بٹھادو اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اپنے بچوں کو دین سکھایا ان کو متقی اور پرہیز گار بنایا ہے میں نے ان کو اللہ کا غلام بنادیا اب مجھے امید ہے اللہ کی ذات سے کہ دنیا ان کی غلامی کرے گی تاریخ شاہد ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز کے گیارہ بیٹے تھے اور سب کے سب نہایت متقی پرہیز گار بلکہ علما فرماتے ہیں کہ اپنے وقت اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا بھی دی اور دین بھی عطا فرمایا تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ وَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ. اس آیت شریفہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آخر وقت تک اپنی اولاد کی

تربیت کی فکر ہونی چاہیئے ہم اگر اپنی اولاد کو صحیح مسلمان بنادیں ، اپنی اولاد کو اللہ اور اس کے رسول کا غلام بنادیں تو دوستو! معاشرہ خود بخود اسلامی بن جائے ضرورت اس بات کی ہے جو معیار قرآن وسنت نے قائم کیا ہے اولاد کی تربیت کا وہ معیار ہمارے گھروں میں ہونا چاہیئے۔

حضرت عمرؓ کی ایک باپ اور بیٹے کو نصیحت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا، حضرت میرا بیٹا بہت زیادہ نافرمان ہے ہر وقت تکلیف پہنچانے کا کام کرتا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنے بیٹے کو بلا کر لاؤ بیٹے کو بلایا امیر المؤمنین نے بہت ساری نصیحتیں کی گرمی سے نرمی سے سختی سے سمجھایا آخر میں بیٹا کہنے لگا، امیر المؤمنین میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہو، کہا کہ جس طرح ماں باپ کا اولاد پر حق ہے، کیا ماں باپ پر بھی اولاد کا حق ہے امیر المؤمنین نے فرمایا بے شک اولاد کے حقوق بھی ہیں۔عرض کیا اولاد کے حقوق والد پر کیا ہیں؟ فرمایا اپنی شادی کرے تو نیک خاندان میں کرے، یہ کس کا حق ہے؟ اولاد کا حق ہے،شادی باپ کی ہو رہی ہے اور حق اولاد کا ہے تاکہ اس سے پیدا ہونے والا بچہ نیک ہو یہ ایک بنیادی حق ہے دوسرے فرمایا جب بچہ پیدا ہو جائے اس کا اچھا نام رکھے ہمارے یہاں نام رکھنے کا معیار بھی عجیب وغریب ہے، اماں جان، بابا جان، پیارے جان، باشاہ صاحب وغیرہ صحابہ اور صحابیات کے نام پتہ نہیں کتنے ہیں، سارے فالتو پڑے ہیں نعوذ باللہ ، ہماری معلومات کا فقدان تو یہ ہے ایک صاحب کے بارے میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی بچی کا نام قرآن میں دیکھ رکھا ہے کسی عالم سے پوچھ کر نہیں، کیا نام رکھا؟ مجرمین نام رکھا ہے،قرآن میں دیکھ نام رکھا ہے بہت اچھا لگا مجرمین نام رکھ دیا بچی کا، یعنی اتنی

بھی معلومات نہیں عربی اور اردو سے اتنی بھی واقفیت نہیں کہ مجرمین کے کیا معنیٰ ہیں، تو سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا دوسرا حق یہ ہے کہ بچے کا نام اچھا رکھیں۔ بچے کے نام کے اثرات اس کی زندگی پر پڑتے ہیں۔

نام کے اثرات زندگی پر

میں اکثر و بیشتر کہا کرتا ہوں کہ ایک ہی زمانے کے دو نبی ہیں، حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں باپ بیٹے ہیں یحیٰ بیٹے ہیں زکریاؑ باپ ہیں، دونوں نبی ہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کا ذکر فرمایا ہے زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر زیادہ ہوئی اور یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کم ہوئی علماء اس میں کلام فرماتے ہیں کہ زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر زیادہ کیوں ہوئی اور یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کم کیوں ہوئی؟ ظاہر بات ہے اللہ تعالیٰ نے جس کی جتنی عمر رکھی ہے اتنی ہی ہوگی، لیکن علماء نے بتایا ہے کہ زکریا کے معنی ہیں زیادہ دن زندہ رہنے والا اس لیے زکریاؑ کی عمر زیادہ ہوئی اور یحییٰؑ کے معنی ہیں کم دن زندہ رہنے والا اس لئے یحیٰ کی عمر کم ہوئی سب سے بہتر یہ ہے کہ بچوں کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر رکھے جائیں۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالستار، وغیرہ وغیرہ، جو صحابہ کرام کے نام ہیں ان ناموں پر رکھے جائیں تو عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ دوسرا حق یہ ہے کہ اولاد کا اچھا نام رکھے اور تیسرا حق یہ ہے کہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت اور اچھی پرورش کرے اس کو دین کے سانچے میں ڈھالے تو اس لڑکے نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین سن لیجئے میرے باپ نے بدترین خاندان میں شادی کی۔ میں اس خاندان کی بدترین عورت سے پیدا ہوا ہوں اور میرا نام اچھا نہیں رکھا، بلکہ ایسا نام رکھا جس کے معنی عربی میں گوبر کے ہوتے ہیں۔ میرا نام میرے باپ نے گوبر رکھا اور میں پڑھنے کے قابل ہوا

تو لکھایا پڑھایا نہیں نہ ہی میری تربیت کی اور میں ایسے ہی پل کر ہوگیا ابھی تک میری شادی بھی نہیں کی، یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے کوڑا اٹھالیا اور فرمایا بیٹے کی شکایت کرتا ہے اپنا حال تو دیکھ؟ تو نے کیا حق ادا کیا بچے کا؟ اگر تو بیٹے کا حق ادا کرتا تو آج بیٹا تیری عزت کرتا بیٹا تیرے لیے باقیات الصالحات بنتا، نیک چیزوں کا ذریعہ بنتا جب تو نے بچے کی دیکھ بھال نہیں کی تیرے حقوق کہاں سے ادا ہونگے۔

دوستو! قرآن نے اس کو خصوصیت سے بیان کیا ہے۔ موت کے وقت جس چیز کو بیان کیا جاتا ہے وہ اہم ہوتی ہے حضرت یعقوبؑ نے اولاد سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد کس کی پرستش کروگے، اس کی فکر تھی، دوسری آیت میں نے تلاوت کی ہے۔ وَأْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ، تم حکم کرو اپنے اھل وعیال کو نماز کا کہ وہ نماز کی پابندی کریں، وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَانَسْئَلُکَ رِزْقًا۔ ہم تم سے دنیا کموانا نہیں چاہئے رزق کے ذمہ دار تو ہم ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی چلتا ہے تو اس کے ساتھ دو چیزیں برابر چلتی ہیں یعنی موت اور رزق، آدمی چل رہا ہے یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ جہاں آدمی بیٹھ گیا یہ دونوں اس کے ساتھ ٹھہر گئی، جو بیس گھنٹے اس کے ساتھ جہاں توشہ ختم ہو جائے گا۔ موت انسان کو لپیٹ لے گی واللہ کوئی بھی آدمی حرام اور مشتبہ چیز نہ کمائے اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلے کہ اس کو رزق دینے والا اللہ ہے۔ اس کو بھوکا نہیں رکھیں گے۔

بایزید بسطامیؒ کا واقعہ

بایزید بسطامی ایک مسجد میں پہونچتے ہیں امام صاحب سے ملاقات ہوتی ہے نماز کے بعد بیٹھتے ہیں بات چیت کرتے ہیں امام صاحب نے پوچھا آپ کیا کام

کرتے ہو، فرمایا کچھ نہیں امام صاحب کہا کہ جب آپ کچھ کرتے نہیں تو کھاتے کہاں سے ہیں؟ فرمایا میں پہلے نماز لوٹا تا ہوں۔ پھر بتاؤں گا کہ میں رزق کہاں سے کھاتا ہوں، امام صاحب نے کہا کہ حضرت آپ نے میرے پیچھے جو نماز پڑھی اس کو کیوں لوٹا رہے ہو؟ فرمایا تمہیں اتنا بھی ایمان نہیں کہ اللہ تعالیٰ رزق دینے والے ہیں تو تمہارے پیچھے نماز کہاں سے ہوگی حالانکہ اِنَّ اللّٰـهَ يَـرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَـابٍ، بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب روزی دیتے ہیں، آدمی سوچتا ہے کہ میری اپنی کوشش سے یہ مکان بنا ہے یہ دکان بنی ہے میری اپنی کوشش سے یہ فیکٹری بنی ہے میری اپنی کوشش سے معاشرے میں عزت ملی ہے۔

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو ایک سکنڈ میں بے عزت کر دیں ایک سیکنڈ میں بادشاہ سے غلام بنا دیں، فقیر بنا دیں، یہ تو اس کے قبضے میں ہے ہزاروں واقعات ہیں، ہم خود دین پر قائم ہیں نماز پڑھتے ہیں اپنی اولاد کو نماز کی تاکید نہیں کرتے، ہماری اولاد گالی دیتی ہے ہم اس کو گالی دینے سے نہیں روکتے۔ نادان بچہ ماں کو گالی دیتا ہے اس کو کبھی نہیں ٹوکتے سمجھتے ہیں بڑا ہو جائے گا تو سنبھل جائے گا، حالانکہ بچے کی عادت بگڑ جاتی ہے بڑا ہو کر سدھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم خود حلال کمانے کی کوشش کرتے ہیں اپنے بچوں کو حلال کمانے کی تاکید نہیں کرتے، یہی تو دین ہے کہ حلال کمائے اور حلال کھائے اور گناہوں سے بچے۔

جب انسان حلال کمائے گا حلال کھائے گا تو نیک اعمال کی توفیق ہوگی اور جب حرام کھائے گا تو اس کے اندر برائی کا جذبہ پیدا ہوگا، جیسا کھائے گا، ویسا اثر ہو گا اسلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں۔ عورتوں کو بھی حلال و حرام کی تمیز ہونی چاہئے۔ ان کو احساس ہونا چاہئے کہ ہمارے بچے اللہ اور اس کے رسول

کے غلام بن کر زندگی گذاریں، دنیا کے غلام نہ بنیں دنیا کے طالب نہ بنیں دنیا تو جو مقدر میں ہے مل جائے گی۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ دارالعلوم دیوبند کے بانی تھے ایک صاحب حضرت کے پاس اشرفیاں لے کر آئے فرمایا کہ بھائی مجھے نہیں چاہئے میں کیا کروں گا؟ ضرورت نہیں ہے اس نے کہا آپ اپنے ہاتھ سے کسی کو تقسیم کر دیں فرمایا کہ یہ کام بھی تمہارا ہی ہے اس لئے کہ اشرفیاں تمہاری ہیں تم ہی ان کو بانٹنے کا حق رکھتے ہو تو جب دیکھا کہ حضرت نہیں لے رہے ہیں۔ چلتے چلتے اشرفیاں آپ کے جوتوں میں ڈال کر چلا گیا، حضرت نے دیکھا تو فرمایا کہ دنیا بھی بڑی عجیب ہے جو اس سے بھاگتا ہے وہ اس کے پیچھے بھاگتی ہے اور جو اس کو لینا چاہتا ہے اس سے وہ دور بھاگتی ہے، پھر جوتے جھٹکے پہن کر چل دئے، دیکھا بھی نہیں کہ اشرفیاں کہاں گئیں، دوستو! جب انسان اللہ کا ہو جاتا ہے دنیا کی ساری چیزیں اس کی ہو جاتی ہے یہ فکر کریں کہ ہم اللہ کے ہو جائیں اور اللہ ہمارا ہو جائے تو خدا کی قسم ساری چیزیں ہماری اپنی ہو جائیں گی، اولاد بھی ہماری ہو جائے گی بیوی بھی ہماری ہو جائے گی، پڑوسی بھی ہمارا ہو جائے گا، جو دشمن ہے وہ بھی دوست ہو جائیگا، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

امتِ محمدیہ ﷺ کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُفَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ .صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیوں کر
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

بزرگانِ محترم! نوجوانانِ اسلام! عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا اور اپنی مخصوص رحمتیں نازل فرمائی کہ حضور سرورِ عالم ﷺ جیسا ہادی رہبر اور رہنما اس

امت کو عطا فرمایا، ظاہر ہے جس قوم کا جس امت کا نبی جتنا مہتم بالشان ہوگا اور جتنے مرتبے والا ہوگا اس امت کا مقام و مرتبہ بھی اتنا ہی زیادہ بلند ہوگا جس طرح حضور اکرم ﷺ امام الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی امام ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ساری امتوں کا امام امت محمدیہ کو بنایا ہے حضور اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا تمام انبیاء علیہم السلام پر جنت حرام ہے جب تک کہ میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں۔

یعنی حضور ﷺ جب تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے، دنیا کا کوئی رسول نبی اور پیغمبر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضور سرور کائنات ﷺ جمیع انبیائے کرام سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہ کتنا بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ کا، حضور ﷺ کی ذات مقدس پر کہ دنیا میں سب سے اخیر میں تشریف لائے لیکن قیامت میں حساب و کتاب سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی امت کا ہوگا۔ اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام امتوں پر جنت حرام ہے جب تک کہ امت محمدیہ جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

امت محمدیہ کی فضیلت

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے پہلے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ داخل ہوں گے اور ساری امتوں میں سب سے پہلے امت محمدیہ جنت میں داخل ہوگی۔ جنت میں داخل ہونا اور داخلہ ملنا اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات میں سے ہے۔ فرمایا خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ۔ جو جنت میں ایک بار داخل ہوگیا اس کو پھر جنت سے نہیں نکالا جائے گا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ جنت میں رہے گا۔ حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ سفر فرما رہے ہیں اونٹنی پر سوار ہیں، وحی نازل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے محبوب ہم دس ہزار آدمیوں میں سے صرف ایک آدمی

کو جنت میں پہونچائیں گے۔ دس ہزار میں سے صرف ایک آدمی جنت میں جائے گا باقی نو ہزار نو سو ننانوے آدمی دوزخ میں جائیں گے۔

امت محمدیہ پر فضلِ خداوندی

حضور اکرم ﷺ نے، صحابۂ کرام کو جب اللہ کا یہ پیغام پہونچایا تو صحابہ کرام دہاڑیں مار کر رونے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارا کیا ہوگا؟ جب دس ہزار آدمیوں میں سے ایک آدمی جنت میں جائے گا تو نو سو ننانوے آدمی کہاں جائیں گے ان کا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے سے مطلع فرمایا کہ دنیا میں جتنے قیامت تک آنے والے مؤمن مؤمنات مسلم مسلمات ہیں، ان سب کی تعداد کو جمع کیا جائے تو ان سے دس ہزار گنا زائد یاجوج ماجوج ہیں۔ يَأْجُوجُ وَ مَأْجُوجُ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ، یاجوج ماجوج زمین پر فساد پھیلانے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خاص زمین کے خطے میں قید کر دیا ہے اور قیامت کے قریب وہ ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) یاجوج وماجوج بھی اگرچہ آدمؑ کی اولاد ہیں لہٰذا میں دوزخ کو ان سے بھروں گا اس وقت حضور اکرم ﷺ نے تشریح فرمائی کہ نو ہزار نو سو ننیانوے یاجوج ماجوج ہوں گے، اور ایک میرا امتی ہوگا جو جنت میں جائے گا۔ باقی ۹۹۹۹ یاجوج ماجوج دوزخ میں جائیں گے۔

حضور ﷺ نے امت کیلئے دعا فرمائی

حضور اکرم ﷺ نے اس امت کے لیے بڑی خصوصی دعا فرمائی ساری دعائیں قبول ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے امت میں اتفاق و اتحاد کے لیے دعا کی، قبول نہیں ہوئی، یعنی امت کے اندر جو افتراق ہے اختلاف

ہے یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک رحمت ہے کہ دین کو بہت سارے زاویے سے سمجھنے کا موقع ملتا ہے صحابۂ کرام میں بھی اختلاف تھا نظریات کا۔ امت کا اجماع بنیادی طور پر مکمل ہے ساری امت کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر جو پانچ ارکان ہیں۔ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اس پر سب کا اجماع ہے۔ قبلہ پر قرآن کریم پر سب کا اجماع ہے۔ اور اللہ کی ذات پر اور نبی کریم ﷺ پر سب کا اجماع ہے۔ باقی احکامات اور تعلیمات کے سمجھنے میں اختلاف ہے، اختلاف کو اگر مسلمان مخلصانہ نظریہ سے سمجھنے کی کوشش کریں تو اس میں بھی بہت ساری بھلائیاں نظر آتی ہیں۔

حضور ﷺ سے اللہ کا وعدہ

دوسری دعا جو حضور اکرم ﷺ نے کی وہ یہ کہ میری پوری امت کی بخشش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ہمارے محبوب ہم قیامت کے دن تمہیں مایوس نہیں کریں گے اور تمہاری امت کے تعلق سے تم کو خوش کر دیں گے۔

اور قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، کہ تم اگر رسول کی اطاعت کر رہے ہو تو یہ گویا اللہ ہی کی اطاعت ہے اور رسول سے اگر تمہیں محبت ہے تو گویا یہ اللہ ہی سے محبت ہے اور اب اس ایک دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ اگر تم رسول کے نافرمان ہو تو گویا تم اللہ ہی کے نافرمان ہو اور رسول سے اگر بغاوت کر رہے ہو تو اللہ ہی سے بغاوت کر رہے ہو، اور ظاہر بات ہے کہ قیامت کے دن یہ دونوں نمونے دیکھنے کو ملیں گے۔

حضور ﷺ کی ایک امتی پر شفقت

حدیث میں آتا ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میدان حشر میں، میں چلتا ہوا ہوں گا ایک میرا امتی آئے گا۔ اور میرا دامن پکڑ کر کہے گا یارسول اللہ ﷺ میں

آپ کا امتی ہوں لیکن میں اس کو جھڑک دوں گا اور اپنا دامن اس سے چھڑا لوں گا اس لیے کہ اس نے دنیا میں میرا کہنا نہیں مانا اور میری سنتوں پر عمل نہیں کیا۔ اس لیے مجھے ایسے امتی کی کوئی پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین، جس آدمی سے اللہ کے نبی ناراض ہوں جس آدمی کی اللہ کے نبی کو پرواہ نہ ہو اس آدمی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ ایک دوسرا واقعہ اس کے برعکس ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ میزان کے پاس آئیں گے، جہاں اعمال تولے جا رہے ہوں گے آپ ﷺ دیکھیں گے کہ آپ کے ایک امتی کا نیکیوں کا پلڑا بہت ہلکا ہے، اور گناہوں کا پلڑا نیچے ہو رہا ہے تو حضور اکرم ﷺ اپنا دست مبارک نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے فرشتے عرض کریں گے اے محبوب خدا ﷺ اس آدمی کی نیکیاں کم ہیں حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ ہمارے محبوب نے جس آدمی کے لیے ہاتھ رکھ دیا اب اس کی بخشش ضروری ہے ہم اس کو بخشتے ہیں ہمارے محبوب سے سوال مت کرو (گویا اس نے دنیا میں حتی المقدور قرآن وسنت پر عمل کیا اور حضور ﷺ کی زندگی کو اپنا نصب العین بنایا لیکن پھر بھی اس کی نیکیاں کم رہ گئیں اس لیے حضور ﷺ نے اس کے نیکی والے پلڑے میں اپنا ہاتھ رکھ دیا) اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے، آمین!

ام المومنین حضرت عائشہؓ رونے لگیں

حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھے لیٹے ہوئے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، اسی دوران قیامت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کیا فکر ہے م جب آپ ہیں تو ہمیں کوئی فکر نہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ اس دن کوئی کام نہیں آئے گا۔ اس دن میں بھی کام نہیں آؤں گا۔ اگر کوئی

کام آنے والی ذات ہے تو وہ صرف اللہ کی ذات ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہوگئی اور رونے لگیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی کام نہیں آئے گا۔ لیکن وہ لوگ جو دنیا میں میرا طریقہ اختیار کریں گے، جو میری سنتوں پر عمل کریں گے اور مجھ سے محبت کریں گے، میں ان کو پل صراط پر ملوں گا، اور ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے پار لگا دوں گا، میزان کے پاس ملوں گا، اور ان کی نیکیاں پوری کرا دوں گا جنت کے دروازے پر ملوں گا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس وقت ہمت ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ عمل امت کے ہر فرد کے لیے ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ ان کے لیے ہوگا جو دنیا میں میرے لیے ترستے تھے، جو دنیا میں میری محبت اور میرے عشق میں بے تاب رہتے تھے اور جنہوں نے دنیا میں میری پرواہ نہیں کی آخرت میں مجھے بھی ان کی پرواہ نہیں ہوگی۔ دوستو! ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کریں اور سوچیں کہ ہم اپنی زندگی میں حضور ﷺ سے کتنی محبت کرتے ہیں، دعوائے محبت تو ہر آدمی کو ہے۔

لیلیٰ نے مجنوں کا امتحان لیا

واقعات میں آتا ہے کہ لیلیٰ کے تعلق سے جب مجنوں نے دعویٰ کیا محبت کا، تو بہت سارے نقلی مجنوں پیدا ہوگئے اور لیلیٰ کے گھر کے سامنے بہت بڑی لائن لگ گئی ایک مجنوں نہیں سینکڑوں مجنوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیلیٰ لیلیٰ کہہ رہے ہیں معلوم نہیں ان میں کون سچا عاشق ہے۔ لیلیٰ نے کہا کہ اس کا ابھی فیصلہ کرتے ہیں لیلیٰ نے ایک چاقو اور ایک برتن دیا اور کہا کہ سب سے جا کر کہو لیلیٰ نے گوشت منگایا ہے تمہارے جسم کا، تو سب نے منہ پھیر لیا خاموش ہوگئے۔ جب اصلی مجنوں نے سنا کہ لیلا نے

گوشت مانگا ہے تو فوراً چاقو سے اپنے جسم کا گوشت کاٹ کاٹ کر رکابی بھر دی اور کہا جاؤ لے جاؤ، یہ نہیں پوچھا کہ کہاں کا گوشت چاہیے تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اصلی مجنوں یہ ہے۔ دوستو! جو عاشق ہوا کرتا ہے اس کے پاس بہانے نہیں ہوتے نبی کریم ﷺ کے تعلق سے جب بات آتی ہے تو اصلی دیوانہ وامتی وہی کہلاتا ہے۔ جو بلا چوں وچرا حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والا ہو۔ صحابہؓ کی یہی عادت تھی۔

صحابہؓ کیسے حضور ﷺ کی اطاعت کرتے تھے

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے دیکھا کچھ لوگ ادھر کھڑے ہیں کچھ ادھر کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب بیٹھ جاؤ اتنا سننا تھا کہ جو جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا۔ کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ ایک قدم آگے چل کر کہیں بیٹھ جائے۔ ایک صحابی مسجد کے پیچھے سے لکڑیوں کا گھٹہ لیے، جنگل سے آرہے تھے۔ یہ آواز ان کے کانوں میں بھی پہونچی تو انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ تو مسجد میں بیٹھنے والوں کیلئے حضور ﷺ کا فرمان ہے بلکہ وہ فوراً اسی حالت میں بیٹھ گئے لیکن لکڑی کا گٹھہ سر پر تھا یہ حضور اکرم ﷺ کی اتباع اور محبت کی معمولی سی مثال ہے جو قوم حضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہو اور اس کا عمل بالکل اس سے مختلف ہو تو اس کے دعوے کو کب مانا جائے گا؟ دعوائے محبت اسی وقت کامل ہوتا ہے جب اس کے اندر اپنے محبوب کی اور اپنے معشوق کی ہر ادا کو نبھانے اور ہر ادا پر مر مٹنے کا جذبہ ہو۔

حضور اکرم ﷺ کے دو صحابی ایک ساتھ چل رہے تھے، درخت آ گیا تو ایک صحابی درخت کے اِدھر چلتے ہیں اور ایک صحابی ادھر چلتے ہیں جب دونوں درخت کے آگے ملتے ہیں تو کہتے ہیں السلام علیکم، دوسرے صحابی نے جواب دیا وعلیکم السلام پہلے صحابی نے کہا تمہیں معلوم ہے، میں نے ایسا کیوں کیا؟ دوسرے نے کہا مجھے معلوم

نہیں فرمایا ایک مرتبہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اسی راستے سے آرہا تھا، جب اس درخت کے پاس آئے تو حضور اکرم ﷺ اُدھر ہو گئے اور میں ادھر ہو گیا اور جب حضور اکرم ﷺ واپس ملے تو آپ ﷺ نے سلام کیا تو آج میں نے بھی اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کو ادا کیا صحابہ کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی سنتوں پر مٹ جایا کرتے تھے اور آج ہمارا یہ عالم ہے کہ بڑی سے بڑی سنتیں معلوم ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کا جذبہ نہیں۔

حضرت عمرؓ کا صاف جواب

حضرت عمر فاروقؓ فلسطین کا سفر کر رہے تھے (یہ اس زمانے کی بات ہے جب بیت المقدس کی چابیاں یہودیوں نے حضرت عمرؓ کے سپرد کر دیں، بغیر کسی جنگ کے) جب امیر المومنینؓ وہاں پہونچے، آپ کا وہاں کے یہودیوں نے استقبال کیا۔ کھانے کیلئے دسترخوان بچھایا گیا، یہودی کھانے کے بعد انگلیاں نہیں چاٹتے، اس کو عیب سمجھتے ہیں، کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا اللہ کے نبی کی سنت ہے۔ اگر انگلیوں پر کچھ تھوڑی چکنائی لگی رہے تو اس کو پیروں کے تلوے سے صاف کر دیا جائے، حضرت ابو عبیدہ نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ کھانے کے بعد انگلیاں نہ چاٹیں یہودیوں کے یہاں اس کو عیب سمجھا جاتا ہے، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ابو عبیدہ یاد رکھو ہمیں اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے، یہودی حضور ﷺ کی سنتوں کو حقیر سمجھ رہے ہیں اور ان کو حضور اکرم ﷺ کی سنت عیب نظر آرہی ہو تو آنے دو خدا کی قسم میں حضور اکرم ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی سنت کو بھی نہیں چھوڑوں گا، یہ تھا جذبہ صحابہؓ میں، آج ہمارا حال آپ دیکھ لیجئے، بچوں کو ہم ہر بات بتاتے ہیں، بچوں کو ہم سلام کرنا نہیں بتاتے حضور اکرم ﷺ

بچوں کو خود سلام کیا کرتے تھے، آج باپ اپنے بچے کو سلام کرنا عیب سمجھتا ہے حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا طریقہ تھا، اگر چھوٹا بچہ بھی راستے میں مل گیا تو آپ ﷺ اس کو سلام کرتے تھے، ہمارا حال یہ ہے کہ بچے کو سلام کرنا عیب سمجھتے ہیں اگر گھر میں داخل ہوتے وقت بیٹی، بیوی یا کوئی اور سامنے آجائے تو سلام کرنا عیب سمجھتے ہیں۔

حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کی عین سنت ہےحضور ﷺ سب کو سلام کیا کرتے تھے، حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چھوٹے سے چھوٹے مسلمان کو بھی ہنس کر مسکرا کر سلام کیا کرتے تھے اور آج یہ عالم ہے تھوڑا سا پیسہ ہو جائے تھوڑی سی عزت آجائے تھوڑا سا وقار حاصل ہو جائے اللہ تعالیٰ تھوڑی سی خوشحال عطا فرما دے تو سمجھتا ہے کہ میں کسی کو سلام کیوں کروں دنیا والے مجھے سلام کریں اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر لعنت بھیجتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا آدمی جو دوسروں سے سلام کی توقع رکھے اور خود سلام نہ کرے، اللہ اور رسول کی اس پر لعنت ہے۔

مسلمان دنیا میں ڈیڑھ ارب ہیں

یہ مہینہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارک کا ہے، حضور اکرم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کا مہینہ ہے آج تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور پوری دنیا کی پانچ ساڑھے ارب آبادی ہے اور اس میں مسلمان ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں لیکن دوستو! آج ہم ہر جگہ پریشان ہیں اور ہمیں رونے کی عادت ہوگئی ہے، آج بگاڑ ہمسے ہو رہا ہے ہر آدمی ذمہ دار ہے اپنے اعمال کا ہر آدمی ذمہ دار ہے اپنے گھر کا اور ہر حاکم ذمہ دار ہے اپنی بستی اور اپنے ملک کا، گھر سے لے کر باہر تک ہر جگہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو تار تار کیا جا رہا ہے آپ ﷺ کے طریقے پر عمل کرنا آج مشکل نظر آرہا ہے ایسی حالت میں رسوائی حاصل نہیں ہوگی اور ایسی حالت میں

دنیا میں ذلیل نہیں ہوں گے تو اور کیا ہوں گے، دوستو! اگر دنیا میں امن اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے سر بلندی کے ساتھ رہنا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے تو ہمیں سیرتِ طیبہ پر عمل کرنا ہوگا، نبی کریم ﷺ کے اعمال کو اپنی زندگی میں لانا ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے میرے اصحاب میری سو سنتوں میں سے دس سنتیں بھی چھوڑ دو گے تو تمہاری نجات مشکل ہے، لیکن ایک زمانہ ایسا آئے گا میری امت کے لوگ اگر سو سنتوں میں سے دس سنتوں پر بھی عمل کر لیں گے تو وہ نجات پالیں گے۔

دوستو! ہم اپنی بیوی کو بچوں کو ماؤں کو اپنے گھر والوں کو اپنے دوستوں کو بتائیں کہ کس طرح حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کر دیتے ہیں۔

ایک چھوٹی سی سنت کا بڑا فائدہ

ہم لوگ ایک مرتبہ پرنام بٹ گئے۔ حضرت حاذق الامتؒ کی خانقاہ میں ہاتھ دھونے لگے کھانے لئے حضرت نے دیکھا کچھ لوگ صرف ایک ہاتھ دھو رہے تھے۔ اس وقت حضرت والا نے ایک حدیث بیان فرمائی کہ میں نے حضرت مسیح الامتؒ سے سنا تھا کہ جو آدمی کھانے کے لیے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوتا ہے وہ کبھی مقروض نہیں رہتا۔ قرضدار نہیں رہتا، میں اس وقت بہت قرضدار تھا، بحمد اللہ تعالیٰ میں نے اس سنت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسانیاں پیدا کر دیں۔

میں نے بھی ایک صاحب کو بتلایا جو یہیں بنگلور میں رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ذمہ تو بہت قرض ہے میں نے کہا اس سنت پر عمل کرو الحمدللہ انہوں نے بھی اس سنت پر عمل کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی آسانی پیدا فرما دی معلوم ہوا کہ

نبی کریم ﷺ کی ہر ہر سنت میں مادی فائدے بھی ہیں، روحانی فائدے بھی ہیں، دنیا کے فائدے بھی ہیں، اور آخرت کے فائدے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم تمام کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

انسان اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَه . اَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا ، نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ .صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

بزرگانِ محترم! نوجوانانِ اسلام! عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے لیے بہتر سے بہتر راستہ تلاش کرے اور اس کے لیے سہولتیں اور وسائل بھی پیدا فرما دئے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب کے ماننے والوں میں ہو، وہ مسلمان پیدا کیا جاتا ہے۔ فِطْرَةُ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو

اس کی فطرت پر پیدا فرمایا دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو غیر مسلم پیدا ہوا ہو، بلکہ ہر پیدا ہونے والے بچے کا مذہب اسلام ہوتا ہے،لیکن والدین جس مذہب پر ہوتے ہیں بچہ بھی اسی مذہب پر چلا جاتا ہے والدین اگر مسلمان ہیں تو بچہ مسلمان ہی رہے گا والدین یہودی ہیں نصاریٰ ہیں، مجوسی ہیں پارسی ہیں، اہلِ ہنود میں سے ہیں جس مذہب کو ماننے ہیں اسی مذہب کو بچہ بھی اختیار کر لیتا ہے تو معلوم ہوا کہ پیدا ہونے والا ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے، چونکہ ماں باپ مسلمان نہیں ہوتے اس لئے وہ ان کے طریقہ پر چلا جاتا ہے۔ اکابر نے فرمایا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کا مذہب اسلام ہے یہاں تک کہ چاند سورج ستارے سمندر دریا اور پہاڑ سب کے سب فطری طور پر اللہ کو ماننے والے ہیں، کوئی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے خلاف نہیں گویا ہر چیز کا مذہب اسلام ہے۔لیکن کچھ والدین اسلام پر نہیں ہوتے، دوسرے مذہب پر ہوتے ہیں، اس لیے بچے بھی اسی مذہب پر چلے جاتے ہیں۔صحبت کا اثر انسان پر بے انتہا پڑتا ہے، آپ لوہے کے ٹکڑے کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیجئے وہ لوہا تھوڑی دیر کے بعد انگاروں کی صحبت میں رہ کر آپ کو ایسا دکھائی دے گا کہ یہ بھی ایک انگارا ہے یہ بھی ایک آگ کا ٹکڑا ہے حالانکہ وہ آگ کی صفت سے بالکل الگ ہے نہ تو وہ انگارا ہے نہ اس کو لکڑی سے جلا کر بنایا گیا ہے۔ بلکہ لوہے کے ٹکڑے کو آگ کے اندر رکھ دیا گیا، اس کی صحبت نے اس کو اپنے جیسا بنا دیا تھوڑی سی دیر لوہے کا ایک ٹکڑا جب آگ کی صحبت میں رہا تو آپ کو وہ آگ نظر آنے لگا، ساؤتھ افریقہ میں ہم نے دیکھا کہ شیرنی کے چھوٹے بچے کو بکری کے ریوڑ میں رکھا جاتا ہے۔تو شیر کا بچہ بھی اپنے آپ کو بکری کا بچہ سمجھتا ہے اور وہ لوگوں کو نقصان پہونچانے کی کوشش نہیں کرتا، تو معلوم ہوا کہ صحبت کا اثر بے حد پڑتا ہے۔

صحبت کا اثر

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھی اور بری صحبت کا اثر انسان پر پڑتا ہے۔اگر عطر بیچنے والے کے پاس بیٹھ جاؤ۔عطر تم نے نہیں خریدا لیکن عطر کی خوشبو تمہارے کپڑوں میں ضرور آجائے گی، حالانکہ عطر لگا یا نہیں اور عطر خریدا نہیں، صرف عطر بیچنے والے کے پاس آپ بیٹھے ہیں اس کا یہ اثر ہوا کہ آپ کے کپڑے میں عطر کی خوشبو آنے لگی، فرمایا کہ اچھی صحبت کی مثال یہی ہے، کہ اچھے انسانوں کے پاس بیٹھو گے تو اچھی عادتیں خود بخود مزاج میں آجائیں گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بری صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے آدمی لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھ جائے اور اس سے نکلنے والا دھواں اس کے کپڑے پر جم جائے، اس لئے ضروری ہے کہ اچھے آدمی کی صحبت اختیار کریں، نیک لوگوں کے پاس بیٹھیں، نیک لوگوں کے پاس رہیں۔ نیک لوگوں کے پاس کام کریں، انکے ساتھ مل جل کر کھائیں اور پیئیں اور کوشش کریں کہ اپنا کھانا کسی اچھے اور نیک آدمی کو کھلائیں۔آج ہمارے معاشرے بڑی خرابی ہے کہ ہم اپنے بچوں کی صحت کا خیال رکھتے ہیں، ان کے لباس کا خیال رکھتے ہیں، ان کے کھانے پینے کا خیال رکھتے ہیں، تھوڑی سی تکلیف ہو جائے تو بے قرار ہو جاتے ہیں، خدانخواستہ کوئی اور تکلیف والا مسئلہ سامنے آجائے تو اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہم اپنے نوجوانوں اور اپنے بچوں کے لیے فکر نہیں کرتے کہ ہمارا بچہ صبح گھر سے نکلتا ہے اور رات میں جب گھر پر واپس آتا ہے تو دن بھر کہاں رہا اور کن لوگوں کے ساتھ رہا اور کہاں کہاں گیا، اور کیسے لوگوں کے ساتھ اس نے ہم نشینی کی؟ آج ہماری نوجوان نسل اخلاقی اعتبار سے بگڑ رہی ہے قران کریم نے اسی کا نقشہ کھینچا ہے اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا ، نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْن۔

غیر مسلموں کی صحبت

یہ کفار اور مشرکین کہتے ہیں یہ دنیا ہی ہماری دنیا ہے یہی ہمارا جینا ہے اور یہی ہمارا مرنا ہے کون آخرت کو جانے اور کہاں آخرت ہے، یہ سب کہنے والی باتیں ہیں، جو کچھ بھی کرنا ہے بس یہیں کر جاؤ، آگے کچھ نہیں ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰه ۔ جس قوم کے ایسے خیالات اور عقائد ہوں اور ہمارے نوجوان ان لوگوں کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں۔ ان لوگوں کے ساتھ کھانا پینا، رہنا سہنا ہو۔ ظاہر ہے ایسے لوگوں کا اثر ضرور پڑے گا، مسلم نوجوانوں کے ایمان کو کمزور کردے گا، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو کہ ان کی صحبت سے تمہارے دلوں کا زنگ دور ہوگا، اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو تو ان کے عادات واطوار تمہارے اندر پیدا ہوں گے اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھو تا کہ ان کے تجربات تمہارے اندر آئیں اور اپنے سے اچھے لوگوں کے پاس بیٹھو تا کہ ان کی اچھائیاں تمہارے اندر پیدا ہوں، ہماری نشست وبرخاست اللہ کے لیے نہیں بلکہ اپنے ذاتی مفادات کے لیے ہے۔ کوئی شرابی ہے، کوئی سود خور ہے ظالم و جابر ہے برے خصائل والا ہے بدنام زمانہ ہے، ہم یہ نہیں دیکھتے کہ یہ آدمی کیسا ہے، اس کے پاس بیٹھنا شروع کردیتے ہیں اور یہی چیز مزاج کو خراب کرتی ہے آدمی اپنی فطرت میں اچھائی بھی رکھتا ہے، برائی بھی اور دونوں کے اندر اللہ نے اثر رکھا ہے، اچھائی من جانب اللہ ہے رحمٰن کی طرف سے ہے اور برائی شیطان کی طرف سے، جب آدمی برائی کو اختیار کرتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ لگ جاتا ہے، پھر اس کو برائی پر اکساتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ برائی میں غرق ہوجاتا ہے پھر اس کے حالات سنگین ہوجاتے ہیں، اور اگر وہ وہاں سے واپس لوٹنا چاہے تو نہیں لوٹ سکتا اور ہمت نہیں رہتی۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چھوٹی

سے چھوٹی نیکی کو حقیر مت جانو، نہیں معلوم اس نیکی کے طفیل کیسی بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق ہوجائے اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو ہلکا مت سمجھو بعض دفعہ چھوٹا گناہ ہوتا ہے اس کی نحوست میں بڑے بڑے گناہ کی ہمت پیدا ہوجاتی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی بصیرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام چھوٹے تھے۔ ایک مرتبہ رونے لگے ماں نے پوچھا کیا بات ہے بیٹا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا اماں جان میں اس لیے رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ میں نہ جلادے ماں نے کہا کہ بیٹا تم تو معصوم ہو چھوٹے بچے دوزخ میں نہیں ڈالے جاتے اس لئے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں تو ابراہیمؒ نے فرمایا کہ اماں جان میں دیکھتا ہوں کہ آپ جب آگ جلاتی ہیں چولہے میں تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈالتی ہیں اس میں پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں میں آگ جلتی ہے پھر بڑی لکڑی اس میں ڈالتی ہیں مجھے یہ خطرہ ہے کہ میری اس چھوٹی سی عمر میں مجھ سے کوئی گناہ نہ ہوجائے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سبب بنے۔

یہ انسانی فطرت ہے جب ایمان آتا ہے تو اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ کون سا کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کون سا ناپسند ہے، آج اسی چیز کا فقدان ہے جب ہم صبح اٹھتے ہیں تو اپنے بچوں کو دنیا بھر کی نصیحت کرتے ہیں لیکن دوستو! دین کے بارے میں کوئی نصیحت ہم سے نہیں ہوتی عورتوں کا بھی یہی حال ہے ہماری عورتوں میں بے دینی مردوں کی وجہ سے ہے جب مردوں میں دین آتا ہے تو عورتوں میں خود بخود اس کا اثر ہوتا ہے اولاد نیک اور صالح پیدا ہوتی ہے اور جب اولاد نیک ہوتی ہے تو معاشرہ خود بخود صحیح ہوجاتا ہے کلچر درست ہوتا ہے انسانوں کے شہر کے شہر بستی کی بستی خود بخود نیک ہوجاتی ہے۔

لیکن آج سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ہمارے پاس وہ حقیقی فکر جو ایک مسلمان کے پاس ہونی چاہئے نہیں ہے۔ وہ فکر ہمارے ہر نوجوانوں میں ہونی چاہئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کا مفہوم کہ دنیا مسافر خانہ ہے اور سفر کے دوران جو آدمی کے حالات ہوتے ہیں جہاں جانا ہے وہاں کی تیاری ہوتی ہے ایک آدمی ہندوستان سے سعودی عرب گیا ، حج کرنے کے لیے حج ادا کرکے دن رات ہندوستان واپس آنے کے لیے تیاری کررہا ہے اس کی جو کچھ بھی سرگرمیاں ہوں گی ۔ اپنے وطن میں واپس ہونے کے لیے ہوں گی ، چاہے وہ سوئے ، چاہے وہ جاگے ، چاہے کسی سے وہ ملے ، بس یہ ہے کہ مجھے واپس جانا ہے اور اسی واپسی کے مرحلے کے مطابق اس کی تیاریاں ہوں گی ، اور یہاں تک کہ پھر ایک وقت آئے گا وہ واپس آجائے گا ، اگر کوئی وہاں جاکر بے فکر ہو جائے اور وہ اس بات کو بھول جائے کہ ہم کو اپنے وطن واپس جانا ہے تو ظاہر بات ہے اس کا سارا نظام خراب ہو جائے گا نہ اس کی تیاری مکمل ہوگی اور نہ ہی واپسی کے لئے وہ جہاز پر بیٹھ سکے گا ، دوستو! ہمارا حال یہی ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ ہم آخرت کی تیاری کریں ، ہمارا سونا جاگنا ، اور اٹھنا بیٹھنا ہمارے سارے کاروبار آخرت کی تیاری کے لیے ہوں ، مومن و مسلمان جو عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اجر دیتے ہیں ، آدمی جب سے پیدا ہوتا ہے جب تکمرتا ہے اگر وہ ایمان والا ہے جو بھی کام کررہا ہے سب آخرت کی تیاری کے لیے کررہا ہے ، اگر وہ والدین کی اطاعت کررہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے حلال کمارہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے ، حلال کھارہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے ، اگر وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کررہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے ، گناہوں سے بچ رہا ہے ، یہ بھی آخرت کی تیاری ہے یہاں تک وہ اپنے بھائی بہنوں

پر خرچ کررہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے اس کا بھی آخرت میں اجر ہے اور اگر شادی کررہا ہے اپنی ، یہ بھی آخرت کی تیاری ہے ، اسلئے کہ شادی کرنا بھی خود ایک عبادت ہے اسلام میں ، اور شادی کے بعد بیوی کا خرچ اٹھارہا ہے یہ بھی آخرت کی تیاری ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی آخرت میں اجر رکھا ہے تو گویا مسلمان کا کوئی کام ایسا نہیں جس کا آخرت میں اجر نہ ہو ، سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ مسلمان نے آخرت کو بھلا دیا ہے ۔ مسلمانو ، ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے ، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا ہنسنا بھی عبادت رونا بھی عبادت ہے ، انسان یہ دیکھے کہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے یا نہیں جب اسکی فکر کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے اندر آخرت کی فکر بھی پیدا ہوگی ، اور غیر ایمان والے کا اثر ہمارے اوپر نہیں پڑے گا لیکن جب ہماری فکر بھی دنیا کے لیے ہو اور ہم یہ سوچیں کہ جو بھی کرنا ہے دنیا ہی کے لیے کرنا ہے اور آخرت کے تعلق سے فکر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں ہے ، جو آدمی اس نیت سے عمل کرے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا بدلہ دیں گے ، تو یقیناً اس کا اجر اس کو ملے گا اور اگر دنیا کی فکر کے ساتھ کوئی کام کرے گا تو اس کو دنیا ہی میں ملے گا ، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں دوستو! حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی خوشخبری دے دی ، اے ہمارے محبوب تم بخشے بخشائے ہو تم سے آخرت میں کوئی نہیں کیا جائے گا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے میرے سرتاج اللہ تعالیٰ نے آپکو خوشخبری دے دی کہ آپ ﷺ بخشے بخشائے ہیں آپ ﷺ بالکل معصوم ہیں ، آخرت میں آپ سے کوئی پوچھ نہیں ہوگی ، آپ ﷺ سے کوئی حساب وکتاب نہیں ہوگا ، تو پھر آپ یہ لمبی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں ، کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا ہے سوجن آجاتی ہے ، آپ ﷺ اتنا

روتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز آتی ہے جیسے کوئی ہانڈی ابل رہی ہے، حضور اکرم ﷺ اس کا بہت پیارا جواب دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اے عائشہ اللہ رب العزت نے مجھ پر یہ کرم کیا، یہ فضل فرمایا کہ اس نے دنیا ہی میں میری بخشش کی اور جنت کی خوشخبری دے دی، کیا میں اس رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، یہ ہے وہ چیز جس کی آج ضرورت ہے، ہمارا نوجوان آج کہاں جارہا ہے اس کے تعلق سے والدین کو سوچنا ہے کہ اس کی صبح کہاں اور شام کہاں ہوتی ہے اور دن میں وہ کیسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک عالم کی صحبت اختیار کرو تو وہ ایسا ہے جیسا کہ میری صحبت اختیار کی۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی عالم، کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھ گئے گویا وہ ساعت وہ وقت میری خدمت میں گزارا اور جو میری خدمت میں گزارا، گویا وہ اللہ کی خدمت میں وقت گزارا، کتنا بہترین راستہ ہے اولیا کی صحبت نیک لوگوں کی صحبت، اس کا معیار مقرر کیا گیا ہے، ایسے لوگوں کی پہچان کیا ہے؟ اس کی پہچان یہ ہے کہ جب تم اس کے پاس بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کی یاد تمہارے دل میں پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طلب اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت اور اس کی رجا اس کی خوشنودی کا جذبہ تمہارے اندر پیدا ہو جائے، یہ نیک انسان کی صحبت کا اثر ہوتا ہے، نیک صحبت سے نیک خصلت پیدا ہوتی ہے آج ہمیں اپنی فکر کے ساتھ اپنی اولاد کی فکر کرنا ہے آج جگہ جگہ قحبہ خانے اور فواحشات کے اڈے قائم ہیں اور بھی کچھ نہیں تو اوباش قسم کے لڑکے غلط حرکتوں میں مبتلا ہیں اور وہ اچھے بچوں کو بھی اس میں پھنسا کر خراب کر دیتے ہیں اس لئے اپنی اولاد کی فکر کرنا ہے جب ان کی صحت کی فکر کرتے ہیں ان کے کھانے کی فکر کرتے، ان کے لباس کی فکر کرتے ہیں، تو ان کے عقائد اور ان کی

سوسائٹی کی بھی فکر کرنی چاہیے اور انسان جس سوسائٹی میں بیٹھتا ہے اور جس نظریات کے لوگوں میں بیٹھتا ہے وہی نظریات وہ قبول کرتا ہے، نظریات جو ہے آسمان سے نہیں اترتے اور زمین سے پیدا نہیں ہوتیبلکہ وہ انسان کے دلوں سے نکلتے ہیں اور دوسرے انسان کے دل میں بستے ہیں، تو کوشش کرنی چاہئیے کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اچھے لوگوں کے پاس بٹھائیں ہمارا رابطہ مساجد سے ہو، ہمارا رابطہ مدارس سے ہو، ہمارا رابطہ معاشرے کے پڑھے لکھے اور شریف لوگوں سے ہو ہمارا رابطہ ایسے لوگوں سے ہو جو انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کرتے ہیں، دعا کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات رحیمی کی دسویں جلد تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

☆☆☆

حضرت حبیب الامت کی دیگر کتب

۱	انوار السالکین	
۲	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۳	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (اردو)
۴	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (ہندی)
۵	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (انگلش)
۶	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۷	طالبات تقریر کیسے کریں	دس جلدیں
۸	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۹	انوارِ طریقت	
۱۰	سوانح حضرت حاذق الامتؒ	
۱۱	انجمن دیندار مسلمان نہیں؟	
۱۲	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۳	تصوف کی حقیقت	
۱۴	مفتاح الصلوٰۃ	
۱۵	خطباتِ رمضان المبارک	اول، دوم
۱۶	اسرارِ طریقت	(زیر طبع)
۱۷	تفسیری خطبات	
۱۸	مجالسِ رحیمی	

☆☆☆